عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ اَسَاسٌ وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَحُبُّ اَهْلِ بَیْتِهٖ - اخرجه البخاری فی تاریخه والسیوطی فی احیاء المیت -

روایت ہے امام حسن علیہ السلام سے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک چیز کے لیے ایک بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپکے اہل بیت کی - روایت کیا اسکو امام بخاری نے اپنی تاریخ مین اور امام سیوطی نے احیاء المیت مین -

روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کب ہون گے ہم مومن - اور ایک روایت مین ہے مومن صادق فرمایا جب محبت کرو اللہ سے - عرض کیا کب محب ہوتا ہے اللہ کا - فرمایا جب محبت کرے اُسکے رسول سے - پھر پوچھا کب محب ہوتا ہے اُسکے رسول کا - فرمایا جب پیروی کرے اُسکے طریقہ کی اور عمل کرے اُسکی سنت کے مطابق اور محبت کرے اہل بیت سے بسبب اُسکی محبت کے پس آل رسول کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہے -

فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی بتیان مین ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے اکابر انصار خدمت سید اخیار مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ آپ ہماری بہن کے بیٹے ہین اور دین مین آپ ہمارے رہبر ہین اور ہم دیکھتے ہین کہ خرچ آپ کا بہت ہے اور آمدنی کم - اگر حکم دیجیے تھوڑا مال اپنا بخوشی خاطر ہم جمع کرکے لے آئین اور حضور کے خادمون کے سپرد کردین تاکہ وہ

اپنی حاجتون مین صرف کرین اور آپکے دل مبارک کو اس طرف سے فراغت حاصل ہووے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ کہہ مین حکم آلہی پہونچانے مین کسی سے بدلا نہین چاہتا ہون۔ لیکن دوستی چاہتا ہون مین قرابت مین۔ بعضون نے کہا ہے کہ آپ کے قرابتیون کے ساتھ دوستی مراد ہے یعنی مین مزد رسالت نہین چاہتا۔ لیکن میرے ذوی القربیٰ کو دوست رکھو۔ اور ابن عباس فرماتے ہین کہ صحابہ نے بعد نزول اس آیت کے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے ذوی القربیٰ کہ جنسے مودت کرنا چاہیے کون ہین۔ فرمایا علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام۔ کذا فی تفسیر حسینی پارہ پچیس سورۂ شوریٰ۔

امام ابوالحسن بن احمد الواحدی اپنی تفسیر مین لکھتے ہین **عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ لَّاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى قَالُوْا مَنْ قَرَابَتُكَ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَاَبْنَاهُمَا**۔ اخرجہ احمد و ابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم والدیلمی۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ کہدو یا رسول اللہ نہین مانگتا مین تمسے اسکی اجرت مگر قرابتیون کی مودت لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین جنکی مودت کو خدا نے ہم پر واجب کیا ہے آپنے فرمایا وہ علی اور فاطمہ اور اُنکے دونون بیٹے ہین۔ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور دیلمی نے۔

تحفہ اثنا عشریہ مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی لکھا ہے۔ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ فخر المطابع۔

"خاندان نبوت کی شان مین چار لفظ استعمال ہوے ہین۔ آل۔ اہلبیت۔ عترت

ذوی القربیٰ۔

اور صحیح مسلم مین سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ اور فاطمہؓ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو پس فرمایا حضرت نے اللھم ھولآء اہل بیتی۔ یعنی اے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہین۔

واخرج الترمذی ان النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَاَبَاھُمَا وَاُمَّھُمَا کَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ مُنْکَرٌ۔

اور روایت کی ترمذی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ جو مجھکو دوست رکھے گا اور ان دونون کو دوست رکھیگا اور انکے مان باپ کو دوست رکھیگا وہ شخص میرے ساتھ ہوگا قیامت کے روز۔ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث منکر ہی۔

تحریر الشہادتین مین ہے کہ حدیث منکر محدثین کی اصطلاح مین وہ ہے کہ راوی غیر ثقہ ثقہ کے خلاف روایت کرے اور یہ از قسم ضعیف ہے۔ لیکن جب دوسرے ثقہ مثل ابن حبان وامام حنبل کی روایت کے ساتھ تقویت اور استحکام ثبوت مین رکھتی ہے۔ لہذا یہ حدیث حسن قابل اعتماد کے ہے۔ اسی وجہ سے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ بھی سر الشہادتین مین لائے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَبُّ اَھْلِ بَیْتِیْ اِلَیَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ۔ اخرجہ الترمذی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سب اہلبیت سے مجھے زیادہ تر پیارے حسن اور حسین ہین۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔

رواہ احمد وابن ماجہ والحاکم والدیلمی۔

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دوست رکھے حسن اور حسین کو پس اُسنے دوست رکھا مجھکو اور جس نے بغض رکھا اُن سے پس بغض رکھا مجھ سے۔ روایت کیا اسکو امام احمد بن حنبل نے اور ابن ماجہ اور حاکم اور دیلمی نے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کی محبت کے لیے بارہا تاکید فرمائی اور ارشاد فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی اُسکے ساتھ ہوگا جس کو دوست رکھیگا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ یعنی جو شخص دوست رکھتا ہے کسی شی کو اُسکا ذکر بہت کرتا ہے۔ پس ذکر اہلبیت علامت محبت سے ہے۔ آپ نے حسنین کی شان مین فرمایا ہے اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَهٰذَانِ اِبْنَایَ وَهُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا۔ یعنی حسن وحسین دونون سردار ہین جوانان بہشت کے اور یہ دونون میرے بیٹے ہین اور یہ دونون میرے دو پھول ہین دنیا مین ۵

صوفی

ہست بر اہل معرفت روشن	صفت حضرت حسین وحسن
آن یکی نور دیدہ نبوی ست	وان دگر شمع جان مصطفوی ست

آن یکی اختریست تابندہ
آن یکی ماہ آسمانِ جلال

وان دگر گوہریست رخشندہ
وان دگر سرو بوستان جمال

انکے ماجراے جگرسوز کا ذکر و بیان موجب حسنات و برکات ہے بشرطیکہ روایات صحیح ہون روایات غلط و احادیث موضوعہ کا پڑھنا اور سُننا داخل سیئات سے ہے نہ موجب حسنات ہے

صوفی

جائیکہ ہست ذکر حسینؓ بلاے او
آبی زند بآتشِ دوزخ درین جہان
گوہر بار از صدف دیدہ بر حسین
آن سرکہ جای داشت بہ پہلوی مصطفےٰ
بردند تیرہ دل سر آن شاہ دین بہ شام
او رفت تشنہ لب ز جہان و جہان بشوق

رحمت نزول می کند از کبریاے او
چشمیکہ ہمچو ابر بہ گرید براے او
کاول بروز حشر بیابی بہاے او
از جور کوفیان شدہ بر نیزہ جاے او
پر نور گشت شام ز صبح لقاے او
سر می زند چو سایہ بہر نقش پاے او

بخشد چو جرم من بہ قیامت عجب مدار
او پادشاہ عالم و صوفیؔ گداے او

چونکہ اس واقعہ مین اُردو رسالے بہ کثرت ہین اور بہتیرے احادیث موضوعہ و بیانات غیر موقوعہ درج ہین - بالتخصیص مرثیون مین بلا تحقیق شاعرانہ مضمون آرائی ہے اور رطب و یابس اکثر رسالون مین بھرا ہے اور یہ اُردو والون کا قصور نہین ہے قدما کی بڑی بڑی کتابون مین مثل تواریخ اور احادیث مین جو بزبان عربی ہین وہی سب تمام موضوعات و مہملات سے مالامال ہین اُنمین تمیز کرنا محدثین و مجتہدین کا کام ہے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ

اصابہ فی تمیز الصحابہ مین لکھتے ہین وَقَدْ صَنَّفَ جَمَاعَۃٌ مِنَ الْقُدَمَاءِ فِی مَقْتَلِ الْحُسَیْنِ تَصَانِیْفَ فِیْھَا الْغَثُّ وَالسَّمِیْنُ وَالصَّحِیْحُ وَالسَّقِیْمُ وَفِی ھٰذِہِ الْقِصَّۃِ الَّتِی صَنَّفْتُھَا غِنیً یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا قصہ بہت سے متقدمین نے تصنیف کیا جن مین بہتیری رطب ویابس غلط وصحیح باتین موجود ہین - اور جو قصہ مین نے لکھا ہے وہ صحیح اور دیکھنے والون کے لیے کافی ہے -

حافظ موصوف نے جو واقعہ شہادت کا لکھا ہے اُسکی اصل عبارت عربی مع ترجمہ کے اپنے محل پر اس کتاب مین لکھدیا ہے - دیکھنے سے معلوم ہوگا -

جھوٹی باتین جوڑ کر موزون کرنا اور اُنکو الحان موسیقیہ مین رواج دینا اور اُنہین قاعدون سے مجالس مین پڑھنا منع ہے -

شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ ایک سائل کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ وہ کتاب اور مراثی جن مین احوال واقعی نہین ہین بلکہ جھوٹ اور بہتان اور تحقیر کرنا بزرگون کا ہے اُنکا نہ پڑھنا درست ہے اور نہ سُننا کہ حدیث مین ان چیزون کے سُننے اور پڑھنے سے ممانعت آئی ہے - از فتاوی عزیزی

روایت ہے ابی اوفی سے کہا اُنھون نے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیون سے - رواہ ابن ماجہ -

یہان مرثیہ سے مراد وہی واہی تباہی باتین ہین - اگر احوال واقعی ہون تو اس قسم کے مرثیے اور کتاب کے سُننے مین کوئی مضائقہ نہین ہے - جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی و مولانا عبدالحی صاحب وغیرہ علما نے فتوی جواز کا دیا ہے اور فرمایا کہ باعث نزول رحمت وبرکت ہے اور یہ امر مشروع ہے -

سبب تالیف کتاب

اس بندۂ ناچیز نے کتاب مجانی الادب مین یہ اشعار دیکھا۔ قال علیؓ ؎

لَا دَارَ لِلْمَرْءِ بَعْدَ الْمَوْتِ یَسْکُنُھَا	اِلَّا الَّتِیْ کَانَ قَبْلَ الْمَوْتِ بَانِیْھَا

یعنی فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ مرد کے لیے بعد مرنے کے کوئی مکان نہین ہے جسمین وہ سکونت کرے مگر وہی ہوگا جو اپنے مرنے سے پیشتر خود اُسکا بنانے والا ہوگا یعنی اپنی دنیاوی زندگی مین آخرت کے لیے اپنے آرام کا ٹھکانا کرلیگا وہی نفع مین ہیگا اور دوسرے کا قول ہے ؎

وَمَا مِنْ کَاتِبٍ اِلَّا سَیَفْنٰی	وَیُبْقِی الدَّھْرُ مَا کَتَبَتْ یَدَاہُ
فَلَا تَکْتُبْ بِکَفِّکَ غَیْرَ شَیْءٍ	یَسُرُّکَ فِی الْقِیٰمَۃِ اِنْ تَرَاہُ

اور نہین ہے کوئی لکھنے والا مگر عنقریب وہ فنا ہوجائیگا ✤ اور باقی رکھیگا زمانہ اُس تحریر کو جسکو وہ لکھ جائیگا ✤ پس تو مت لکھ اپنے ہاتھ سے سوائے اُس چیز کے کہ قیامت مین خوش کردیوے جب تو اُسکو دیکھے ✤

پس مین نے سوچا کہ قیامت مین اپنا نامہ اعمال پڑھنا ہوگا اور اُسمین اپنی تقریر و تحریر سب ہوگی۔ پس بہتر ہے کہ اپنے نامہ اعمال مین ذکر خدا و رسول و اہلبیت کا ہو۔ اور قرآن و احادیث سے وہ ذکر جو باعث ہدایت مومنین و مسلمین ہو لکھون کہ مرنے کے بعد ارحم الراحمین بہ تصدق اہلبیت اطہار اسکے صلہ مین نجات دیوے اور خاتمہ بخیر ہو بدینوجہ ایک رسالہ **توشہ آخرت** دربیان برزخ و قیامت لکھکر شایع کیا۔ جسمین امر بالمعروف و نہی عن المنکر و ہدایت امور خیر برائے مسلمین ہے دوسرا یہ رسالہ مناقب

اہلبیت وتذکرۂ مصائب حسنین علیہما السلام مین لکھا اور دوسری وجہ ہے کہ دلائل الخیرات
مین ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِی
کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰۤئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا دَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے درود بھیجا مجھ پر کسی کتاب مین لکھکر
تو ہمیشہ درود بھیجا کرتے ہین اُسپر فرشتے جب تک لکھا رہتا ہے نام میرا اس کتاب مین۔
اور مولوی محمد نہال الدین کاکوروی ضلع لکھنؤ نے اپنے رسالہ وسیلۂ نجات مین لکھا ہے
کہ حدیث مین آیا ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ یَزَلِ الْمَلٰۤئِکَۃُ یَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَا
دَامَ اِسْمِیْ فِی الْکِتَابِ یعنی جو شخص درود لکھے میرے نام پر کتاب مین ہمیشہ
فرشتے بخشش چاہتے ہین اُسکے واسطے جب تک نام میرا اُس کتاب مین ہے اِس
حدیث کو بہت سے علماے حدیث نے روایت کیا ہے۔ انتہیٰ۔

وفی روایۃ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ لَا یُصَلِّیْ عَلَیْکَ
اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ وَّمَنْ صَلَّتْ
عَلَیْہِ الْمَلٰۤئِکَۃُ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کذا فی دلائل الخیرات اور روایت
مین عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام کہا اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہین درود
بھیجتا ہے آپ پر کوئی شخص آپ کی اُمت سے مگر یہ کہ درود بھیجتے ہین اُسپر ستر ہزار
فرشتے اور جس آدمی پر درود بھیجا فرشتون نے تو ہوگا وہ آدمی جنتی۔
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ

مُصِیبَۃٌ قَالُوۡا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ۔ ترجمہ اور خوشخبری دو اُن صبر کرنے والون کو کہ جب پہونچے اُن پر مصیبت تو کہین ہم اللہ کے ہین اور اُسکی طرف پلٹ جانے والے ہین یہ لوگ ایسے ہین کہ اُن پر اُنکے پروردگار کی طرف سے درود و رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت پائے ہوے ہین۔

پس اس کتاب مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک بہت جگہ آئے ہین اور اُنکے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھا گیا ہے اور مصیبت و غم کے مقام پر انا للہ وانا الیہ راجعون بھی لکھا گیا ہے اور یہ موجب رحمت و برکت کا ہے اور پڑھنے والے اور سننے والے دونون کے لیے نجات آخرت و ثواب عظیم کا باعث ہے۔ لہذا حتی الامکان روایات معتبر و مستند کو اس رسالہ مین درج کیا اور خوفاً علی التطویل کل روایات نہین لکھا بنظر اختصار ضروری باتون پر اکتفا کیا اور جن کتابون سے اخذ کیا ہے وہ یہ ہین۔

صحیح بخاری عربی مطبوعہ مصر۔ ارشاد الساری معروف بہ قسطلانی شرح صحیح بخاری عربی مطبوعہ مصر۔ تیسیر القاری وشیخ الاسلام شرح صحیح بخاری بزبان فارسی مطبوعہ علوی۔ صحیح مسلم و نووی شرح صحیح مسلم مطبوعہ مصر عربی۔ سنن ابوداؤد۔ جامع ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ کتب احادیث صحاح ستہ۔ مشکوۃ المصابیح۔ اشعۃ اللمعات فارسی ومظاہر الحق اُردو شرح مشکوۃ المصابیح۔ مسند امام احمد۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ علامہ ابن حجر عسقلانی۔ میزان الاعتدال۔ صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی۔ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی۔ تاریخ الخلفا علامہ حافظ امام سیوطی۔ سر الشہادتین عربی و بستان المحدثین فارسی مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ۔ تحریر الشہادتین فارسی شرح سر الشہادتین مولوی شاہ سلامت اللہ

جونپوری - تفسیر حسینی - و تفسیر کشاف - ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسنین استاذنا مولانا
ابوالخیر محمد معین الدین مرحوم ساکن کڑے مانک پور وغیرہ ایک ایک روایت کو کتب مذکورۂ
بالا مین دیکھا اور نیز دیگر کتب مثل دیلمی وابن ماجہ وغیرہ کی وہ روایات ہین جو اکثر کتب
مذکورہ مین موجود ہین اور جو روایت کہ سوائے صحاح ستہ کے ملی اور وہ دوسری معتبر
کتابون مین نہین تھی اور مشتبہ معلوم ہوئی اُسکو نہین لکھا -

اب ناظرین باتمکین سے عرض ہے کہ اس رسالہ کے نظم ونثر کو ملاحظہ فرماکر اس
نادان کج مج زبان کو دعای خیر سے محروم نہ فرمائین اور جو کچھ غلطی یا ضعف سہو یا غفلت
سے اسمین رہ گئی ہو اُس سے مطعون نہ فرمائین بلکہ حاشیہ پر اُسکی کیفیت لکھ دیوین تا کہ
دوسرے واقف ہوجائین اور یہ فقیر بھی بازپرس قیامت سے بری ہو - کیونکہ اسوقت
میرے سامنے بہت احادیث واقوال رطب ویابس موضوع وبے بنیاد ہر طرح کے
اور مختلف فیہ موجود ہین اُنمین جہان تک مجھکو معتبر وصحیح معلوم ہوئے تحریر مین آئے -
انسان سہو وخطا سے بری نہین ہوسکتا خصوصًا مجھ ایسا نادان کہ اس کار اہم کو
بہ نیت ثواب اپنے ذمہ لیا اور ظلومًا جہولًا کا مصداق بنا - رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ
اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ -

نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اہل بصیرت پر مخفی نرہے کہ جو کمالات کہ منتشر تھے تمام انبیا علیہم السلام مین
حق تعالی جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اُن سب کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع کیے

جدا جدا جو کمالات انبیا مین تھے	سو جد شاہ شہیدان کربلا مین تھے

از مولف

مدنظر تھا حق کو جو عالم کا پیشوا
کیا کیا کمال اُسکو خدا نے کیے عطا

منظور تھا جو رتبۂ عالی بڑھایئے
لاکھون کمال ذات مین حضرت کے بھر دیے

آدم کی سب فضیلت و خلعت عطا ہوئی
داؤد کی صدا و خلافت عطا ہوئی

کیا عزت و وقار کا سامان عطا کیا
شوکت یہ دی کہ ملک سلیمان عطا کیا

کیا کیا عطا ہے آپ پہ رب جلیل کی
گر شکر نوح کا ہے تو خلت خلیل کی

وہ حسن جسکو لاکھ برس مہر و مہ نہ پائے
یوسف کو جسکی چاہ مین برسون کنوین جھنکائے

اورون کو گر صحیفۂ و فرمان عطا ہوا
یہان رہنمائے خلق کو قرآن عطا ہوا

زہد و سخا و حلم کا مجمع بنا دیا
فضل و کمال و علم کا مرجع بنا دیا

بخشی خدا نے ذات مین اُسکے وہ برتری
تعظیم سے ہے پُشت پہ مُہر پیمبری

کس مُنہ سے اُسکی شوکت و عظمت کا ہو بیان
جس پر خدائے پاک سدا ہو درود خوان

قرآن مین گرچہ خالق اکبر نے جا بجا
اور انبیا کا ذکر ہے اکثر بیان کیا

پر نام لے کے اُنکو فقط یاد کر لیا
القاب اور کچھ بھی مقرر نہین کیا

رتبہ تو دیکھنا مرے عالی جناب کا
جس جا پہ ذکر قبلۂ عالم کا آگیا

نام شریف حق نے لیا گرچہ جا بجا
پر ہر جگہ خطاب و لقب یک ملا ہوا

کس کس محبتون سے خدا ہے پکارتا
یٰس کہین کہا کہین طٰہٰ اُسے کہا

یا ایہا النبی سے ملقب کہین کیا
گہ یا ایہا الرسول خطاب اُسکو ہی دیا

داعی کہین کہا تو مبشر کہین کہا
شاہد کہین کہا تو مدثر کہین کہا

ہے ایک جا بشیر تو آیا کہین نذیر
لکھا کہین سراج تو ہے ایک جا منیر

اللہ رے برگزیدگی و عزت و وقار
کیا کیا خطاب دیتا ہے خلاق کردگار

بے مثل جو خدا نے اُسے خلق تھا کیا
سایہ بھی اُسکے قد کے مقابل نہ آسکا

خلقت مین تھا جو سب سے مقدم وہ نامور
انعام سے بھی حق کے ہوا پہلے بہرور

تھی جس قدر نظر مین متاع گران بہا
چُن چُنکے سب وہ اُسکو خدا نے کیے عطا

افضل تھی شش جہت مین جو کعبہ کی سرزمین
بخشی وہ جاے پاک براے خدیو دین

تا مولدِ شہنشۂ عالی پناہ ہو
بندون کی حشر تک وہ زمین قبلہ گاہ ہو

اور تخت گاہ سرورِ عالی جناب ہو
تا حشر سب جہان وہان کامیاب ہو

تختہ وہ اس قدر دلِ خالق کو بھا گیا
آخر اُسی جگہ حرم کبریا بنا

آدم کی بھی خطا وہین جا کر ہوئی معاف
کشتی نے نوح کی بھی کیا جاکے وہان طواف

قربانی ذبیح وہین پر کیا قبول
دنبہ جنان کا حق نے وہین پر کیا نزول

عظمت کو اُس جگہہ کے ذرا کیجیے نگاہ
اللہ کا حرم شہ والا کا تخت گاہ

جو چاہیے کمال مین وہ سب دیا اُسے
ہجرت کو حق نے شہر مدینہ دیا اُسے

تا بارگاہ قبلۂ ہر دوسرا بنے
وہان گھر خدا کا یہان حرمِ مصطفےٰ بنے

کیونکر نہ وہ مقام ہو محبوب انس و جان
فرمانرواے کون و مکان کا ہو وہ مکان

القصہ جو خزانۂ رحمت مین تھا بھرا
وہ سب حبیب پاک کو اپنے کیے عطا

غرض جو وصف کہ فرادے فرادی انبیا علیہم السلام مین تھے وہ سب ذات پاک سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم مین جلوہ گر ہوے۔ پس گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر جملہ اوصاف انبیا علیہم السلام تھے۔ ۵

حسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور اوصاف جو انبیا علیہم السلام مین نہ تھے سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوے تا کہ آنحضرت افضل و ممتاز اور انبیا سے ہون چنانچہ زیادہ کیے حق سبحانہ تعالی نے آنحضرت مین اقسام ولایت۔ تصرفات۔ محبوبیت مطلقہ۔ برگزیدگی مطلق۔ دیدار حق۔ نزدیکی اتم۔ شفاعت عظمیٰ۔ جہاد بہ نفس نفیس علم وسیع۔ عرفان اتم منصب قضا۔ منصب فتویٰ۔ منصب اجتہاد۔ منصب احتساب کہ ان چارون منصب کے قواعد اور جزئیات کتب حدیث مین نہایت تصریح کے ساتھ بیان کیے گئے ہین اور قاضیون اور مفتیون اور مجتہدون کے دستور العمل ہین۔ عالم ارواح مین سب سے پہلے پیدا ہونا۔ ان کمالون مین کوئی دوسرا نبی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک نہین ہے۔ اسی طرح اور کمالات غیر مشترکہ ہین جیسے تمام عمر جماہی کا نہ آنا۔ اور احتلام کا نہ ہونا اور عرق بدن سے مشک وعنبر کی خوشبو آنا اور بغل شریف کا ہمرنگ بدن ہونا۔ اور آگے پیچھے اندھیرے اُجالے مین برابر دیکھنا اور زمین کا وقت قضا سے حاجت پھٹ جانا اور بول وغائط کا فی الفور غائب ہوجانا اور اُس مکان سے مشک کی خوشبو ظاہر ہونا اور اثر فضلہ زمین پر نہ دیکھنا اور مختون پیدا ہونا اور ناف بریدہ بطن مادر سے نکلنا۔ اور ماہتاب سے باتین کرنا اور حرارت شمس مین ابر کا سایہ کرنا اور درختون کا حضرت کی طرف متوجہ ہونا اور بدن اور کپڑون کا مکھی سے محفوظ رہنا اور تا مدت سواری مرکب کا بول وبراز نہ کرنا اور مرقد شریف پر ایک فرشتہ مقرر ہونا کہ جو کوئی حضرت پر درود پڑھے وہ حضور مین پہونچادے اور اعمال امت کے ہر روز عرض کیے جانا اور اپنی امت کے واسطے اعمال بد پر استغفار فرمانا اور حضرت حق کا آنجناب کی قسم کھانا۔ اور معراج مین باروح وجسد آسمانون پر تشریف لے جانا اور خدائے پاک کو بچشم سر دیکھنا۔ اور

کافرون سے فرشتون کا لڑنا وغیرہ اور مرتبہ وسیلہ کا حاصل کرنا کہ ان کمالات مین بھی
کوئی پیغمبر حضرت کا شریک نہین ہے اور ہزارون مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جانب
خدا سے پیغام لیکر آنا اور دیگر کمالات جن کے لکھنے سے قلم عاجز اور انکے بیان سے زبان
جن وبشر قاصر ہے ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ لٰکِن بَقِیَ لَہٗ کَمَالٌ لَمْ
یَحْصُلْ لَہٗ بِنَفْسِہٖ وَھِیَ الشَّھَادَۃُ لیکن آپ مین ایک کمال باقی رہ گیا تھا کہ
حضرت کی ذات خاص مین حاصل نہ تھا یعنی شہادت باوجودیکہ یہ درجہ آپ کو بہت
محبوب و مرغوب تھا حتی کہ ارشاد فرمایا کہ وُدِدْتُّ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ
اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ یعنی دوست رکھتا ہون مین اسکو کہ قتل کیا جاؤن
راہ خدا مین اور پھر زندہ کیا جاؤن اور پھر قتل کیا جاؤن اور پھر زندہ کیا جاؤن اور پھر
قتل کیا جاؤن۔ لیکن مشیت ایزدی نے اسکو پسند نہ فرمایا۔ اسکی وجہ مولانا شاہ عبدالعزیز
صاحب نے سرالشہادتین مین تحریر فرمائی ہے وَالسِّرُّ فِیْ عَدَمِ حُصُوْلِھَا لِنَفْسِہٖ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ لَوِاسْتُشْھِدَ فِی الْحَرْبِ لَاَدّٰی ذٰلِکَ اِلٰی کَسْرِ
شَوْکَۃِ الْاِسْلَامِ وَاخْتِلَالِ الدِّیْنِ فِیْ نَظَرِ الْعَوَامِ اور درجہ شہادت کا آپکی
ذات مین حاصل نہونے کا بھید یہ تھا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوتے جہاد کفار
مین تو شوکت اسلام کی ٹوٹ جاتی اور دین مین عوام کے نزدیک خلل پڑتا یعنی عوام کے
ایمان مین اس خیال سے خلل آجاتا کہ اگر یہ سچے نبی ہوتے تو کافرون کے ہاتھ سے کیون
مارے جاتے۔ جیسا کہ جنگ اُحد مین شیطان علیہ اللعن نے جعال بن سراقہ صحابی کیصورت
پر ظاہر ہوکر جھوٹی خبر مشہور کیا تھا کہ اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ آگاہ ہو کہ محمد قتل کیے
گئے۔ اسکی وجہ سے کون کون حیرانی و پریشانی تھی کہ لشکر اسلام مین نہ پڑی اور کون کون

تردد و خرابی تھی جو گروہ مسلمانون مین نہ واقع ہوئی بلکہ ایک جھوٹ خبر سے یہ انقلاب عظیم مسلمانون مین پڑا کہ کتنے مسلمان دین اسلام سے گریز کیا چاہتے تھے اگر عیاذاً باللہ شہادت صریحی ذات اقدس کو ہوتی مقام غور ہے کہ انجام اسکا کیا ہوتا۔ بعض سیدھے مسلمان ہندوستانی جو تیغ زنی و شجاعت و جنگ کے عادی نہین۔ مولانا کے اس قول پر اعتراض کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل سے شوکت اسلام کی کیون ٹوٹتی۔ کیا اسلام ایسا کمزور مذہب ہے۔ آج سلام بزرگان دین و مقتدایان اسلام کے تصدق مین مستحکم ہو گیا ورنہ زمانہ سابق مین کیا جنگ جو و غضبناک آدمی ابتداء اسلام مین جہالت سے بری ہو سکتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے دلاور اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسے بہادر و حضرات حسنین علیہما السلام ایسے پیارے نواسے رسولؐ کے ساتھ لوگون نے کیا کیا۔ وہ بھی تو مسلمان ہی تھے۔ یزید کے زمانے مین مسلمان کہنے کو تھے جنگ حرہ مین صحاب مدنی کے ساتھ کیا کیا۔ مان بیٹیون مین بہن بھائی مین نکاح۔ شراب حلال۔ زنا مباح۔ یہ بھی کوئی دین اسلام تھا۔ خوارج و نوصب و روافض سب ہی تو مسلمان کہلاتے اور ہزارون طرح سے سب و شتم و لعن و طعن کرتے تھے اب بھی اُن لوگون کے اعتقاد والے کیا اس فعل ارتداد سے باز آئے بیشک اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ہاتھ سے شہید ہوتے مثل انبیاء سابق کے دین اُنکے بعد ہرگز سلامت نہ رہتا۔ سب مرتد ہو جاتے۔ چونکہ حق تعالیٰ جل شانہ کو یہ دین متین تا قیامت باقی رکھنا منظور تھا اس وجہ سے ایسے الزام و فتنہ سے دین کو محفوظ رکھا وَلَوِ اسْتُشْهِدَ عَلَيْهِ وَسِرًّا كَمَا وَقَعَ لِبَعْضِ خُلَفَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيَشْتَهِرَ أَمْرُ شَهَادَتِهِ اور اگر ناگہان بے علمی مین چپکے چپکے شہید ہو جاتے جیسے حضرت

کے بعض خلیفہ یعنی حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ وحضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہ شہید ہوسے تو امر شہادت کا مشہور نہوتا اور کامل نہوتا۔ مرتبہ اُسکا اسواسطے کہ کمال مرتبہ شہادت کا یہ ہے کہ مارا جائے وہ شخص غربت وبلامین اور پیٔ کیے جائین گھوڑے اور مرکب اُسکے اور ڈالدیا جائے زمین پر لاشہ اُسکا اور گھوڑے دوڑائے جائین اُسکے لاشے پر اور مارے جائین سامنے عزیز واقارب اُسکے اور لوٹ لیا جائے تمام مال اُسکا اور قید کیے جائین عورتین اور یتیم اُسکے اور ہو یہ سب ماجرا محض راہ خدا مین حسبۃً للہ۔

پس حکمت الٰہی اور اُسکی کارسازی نے چاہا کہ ملجائے یہ بڑا کمال حضرت کے کمالون مین بعد آپکی وفات کے اور بعد گزرنے ایام خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے کہ منافی مغلوبیت ومظلومیت کے ہے بواسطہ بعضے مردان اہل بیت کے بلکہ بواسطہ اُس شخص کے جو بہت ہی قریب ہو حضرت کے اقربا مین اور نہایت ہی عزیز ہو آپکے اولاد مین بلکہ بمنزلہ آپکے بیٹون کے ہوتا کہ ملجائے اُنکا حال حضرت کے حال مین اور داخل ہو اُن کا کمال حضرت کے کمال مین پس متوجہ ہوئی عنایت الٰہی بعد گذرنے ایام خلافت خلفاء راشدین کے اِس کمال کے ملانے پر۔ پس قائم کیا حق سبحانہ تعالی نے حضرت حسنین علیہما السلام کو مقام جد بزرگوار یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کمال جلیل القدر مین اور گردانا حق تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے حسنین علیہما السلام کو آئینہ واسطے ملاحظہ کرنے کمال آنحضرت صلی اللہ کے اور بنایا حق تعالی نے حسنین علیہما السلام کو دو رخسارے واسطے مشاہدہ کرنے جمال سراپا کمال آنحضرتؐ کے تاکہ صورت کمالیہ شہادت کی اس آئینہ رسول نما مین دیکھی جاوے اور صفائی طینت حسنین علیہما السلام کی عینک شہادت رسول ثقلین کی ہووے۔

از تحریر الشہادتین۔

چونکہ اس شہادت جلی کے لیے بیکسی و بے یاوری لازمی تھی اسوجہ سے مشیت ایزدی نے پہلے حضرت سرور کائنات فخر موجودات سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا سایۂ عاطفت حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس سے اُٹھالیا۔ اُسکے بعد ہی بہ عجلت تمام والدہ مکرمہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے بھی مفارقت گوارا فرمائی۔ بعدہ والد معظم حضرت علی مکرم کا بھی سایہ سر پر نہ رہا۔ ردائے یتیمی سر مبارک پر چڑھی۔ اُنکے بعد برادر بزرگ حضرت امام حسنؑ جو قوت بازو تھے وہ بھی جدا ہوئے اُسوقت کوفیون نے بھی دغا و فریب سے حرمین شریفین چھوڑایا۔ کوفہ مین بلایا اثنائے راہ مین سرزمین کربلا مین مبتلائے بلا کیا۔ نہ ادھر کا کیا نہ اُدھر کا۔ تین دن تک بھوکا پیاسا کر کے مع اعزا و اقربا شہید کر ڈالا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بہتر ہوگا کہ پہلے ذکر وفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بعدہٗ رحلت بتولؑ اُسکے بعد شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ پھر شہادت امام حسن علیہ السلام کا حال لکھا جائے۔ تب شہادت امام حسین علیہ السلام کا بیان ہو۔ بعونہ تعالیٰ۔

بیان وفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

خامۂ جگر فگار واقعۂ جان گداز وفات لکھنے سے قاصر ہے۔ لیکن چونکہ حدیث نبوی حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ مرہم زخم جگر ہے۔ لہذا ضرور ہوا کہ کچھ حال اس سانحہ قیامت خیز کا بھی لکھے۔

روایت ہے کہ ہجرت کے دسوین برس سرور کائنات سید الانبیا سند الاصفیا

صلی اللہ وسلم نے حج ادا کیا اور احکام دین تلقین فرما کر کلمات رخصت فرمانے لگے کہ شاید آیندہ سال پھر اتفاق حج کا نہو اسیواسطے اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہین اور اس سال مین سورہ اذا جاء نازل ہوئی آپ حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین تشریف لائے۔ اہل بقیع اور شہدائے احد کے واسطے دعامی مغفرت فرمائی۔ پہلے میمونہ خاتون کے گھر مین دردسر لاحق ہوا جب مرض کی شدت ہوئی ازواج مطہرات عیادت کے لیے وہان حاضر ہوئین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کل مین کہان ہونگا۔ سب نے معلوم کیا کہ شاید عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھنا منظور ہے۔ تمام ازواج مطہرات اسی بات پر راضی ہوئین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسی شدت مرض مین اہلبیت کی دستیاری سے حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے مین تشریف لاے اور دردسر کی کمال شدت تھی۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ **روایت** کرتے ہین کہ ایکدن مین حالت مرض مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا دیکھا آپ اس شدت تپ سے تھے کہ بدن مبارک پر ہاتھ نرکھ سکا ابوسعید سے **روایت** ہے کہ شدت وحرارت تپ کی چادر کے اوپر سے محسوس ہوتی تھی اور کوئی ہاتھ نہ رکھ سکتا تھا۔

روایت ہے کہ شدت مرض مین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اپنے پاس بٹھایا اور اپنی رحلت کا حال سنایا حضرت سیدہ نے شور رونا ویلا شروع کیا اور کہا ہاے افسوس مدینہ خراب ہوا انصار اور اصحاب یہ حال دیکھکر نہایت حیران و پریشان ہوکے حوالی اطراف مین مسجد کے جمع ہوے اور گریہ وزاری سے شور قیامت برپا کیا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کی بیقراری و اضطراب کو سنکر مسجد مین تشریف لائے جیسا کہ محمد بن عبدالرحمن بن فلاد کی روایت سے واضح ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ فُلَادٍ وَكَانَ مِنْ رَهْطِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَيْثُ اَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ عَلِيٍّ وَفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فِيْ مَرَضِ وَفَاتِهٖ قَالَ فَخَرَجَ يَعْمِدُ عَلَيْهِمَا حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَمَاذَا تَسْتَنْكِرُوْنَ مِنْ مَوْتِ نَبِيِّكُمْ اَلَمْ تَنْعَ اِلَيْكُمْ نَفْسُهٗ وَتُنْعَ اِلَيْهِ اَنْفُسُكُمْ اَمْ هَلْ خُلِّدَ اَحَدٌ مِنْ بُعِثَ قَبْلِيْ وَبُعِثُوْا اِلَيْهِ فَاُخَلَّدُ بِكُمْ فَاِنِّيْ لَاحِقٌ بِرَبِّيْ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ كِتَابَ اللهِ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ تَقْرَءُ مِنْهُ صَبَاحًا وَّمَسَاءً فِيْهِ مَا تَلْقَوْنَ وَمَا تُوْعَدُوْنَ فَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا اِخْوَانًا كَمَا اَمَرَكُمُ اللهُ اَلَا ثُمَّ اُوْصِيْكُمْ بِعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ۔

اخرجہ السید ابو الحسین یحییٰ بن الحسن فی کتابہ اخبار المدینہ

روایت ہے محمد بن عبد الرحمن بن فلاد سے کہ وہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے گروہ مین سے تھے جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم علی اور فضل بن عباس کا ہاتھ پکڑ کر مرض وفات مین حجرۂ مبارک سے باہر تشریف لائے اور ان دونون پر تکیہ کیے ہوے تھے یہان تک کہ منبر پر رونق افروز ہوے اور حضور کے سر اقدس پر اُسوقت دستار مبارک بندھی تھی پس خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو تم اپنے نبی کے مرنے سے کیون نہ مانتے ہو کیا تمہاری جانین جیسی ہین ویسی اُسکی جان نہین ہے اور تمہاری جانین اُسکی جان ایسی نہین ہے۔ آیا جو مجھ سے پہلے آیا ہے اور جو لوگ کہ رسالت کے ساتھ مبعوث ہوے ہین۔ اُنمین کوئی ہمیشہ رہا ہے کہ مین تم مین ہمیشہ رہون پس مین اپنے رب کے ساتھ ملنے والا

ہون-یعنی تم مین دو چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم نے اسکے ساتھ تمسک کیا تو تم میرے بعد گمراہ نہوگے ایک خدا کی کتاب ہے کہ تم اُسے صبح و شام پڑھتے ہو اسمین وہ امور ہین جو تمہین پیش آئینگے اور جنکا کہ تمکو وعدہ دیا گیا ہے پس آپس مین مت جھگڑو اور نہ حسد کرو اور نہ دشمنی کرو جیسے کہ خدا نے تمکو حکم کیا ہے۔ آپس مین بھائی بنجاؤ پھر مین تمکو اپنے خویش اہلبیت کی نسبت وصیت کرتا ہون۔ روایت کیا اسکو سید ابوالحسین یحیی ابن الحسن نے اپنی کتاب اخبار المدینہ مین۔

اور پھر آپنے سب کے حق مین دعاے خیر فرمائی اور دولت سرا مین تشریف فرما ہوے اور بیماری آپ کی بڑھ گئی اور حالت نزع کی طاری ہوئی۔ شدت جان کنی اور سکرات موت کی اسقدر تھی کہ رنگ چہرۂ مبارک کا کبھی زرد اور کبھی سُرخ ہوتا تھا اور ایک پیالہ پانی کا سامنے رکھا تھا بار بار اپنے منھ پر ملتے تھے اور فرماتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ عَنْ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٌ حالت نزع مین سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ کے زانو پر تھا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی کہ یکبارگی روح پرفتوح قالب پاک سے پرواز کر کے دار البقا کو رحلت فرما ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

اے جان صد ہزار چو ما وقف جان تو	ہر دم ہزار تحفہ ز ما بر روان تو

حضرت سیدہ واویلاوامصیبتا کہہ کے فریاد کرتی تھین میرے باپ تو نے حق کی دعوت قبول کی۔ میرے باپ تو نے جنۃ الفردوس مین نزول کیا۔ بابا جان تیرے موت کی خبر جبرئیل کو کون پہونچائے۔ بابا جان وحی آلہی تیرے بغیر کس کے پاس آئیگی۔ افسوس اب حسنین کی پاسداری کون فرمائیگا۔ افسوس اب جبرئیل میرے گھر کیون آئینگے۔ بار خدایا

ت مجھے اپنے باپ کے دیدار سے محروم مت رکھ۔ یا خدایا مجھے اپنے حبیب کی زیارت سے بےنصیب مت کر اسی طرح تا زیست فراق پدر مین گریان ونالان رہین اور اکثر فرمایا کرتی تھین اور رویا کرتی تھین ؎

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا ۔۔۔ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

ترجمہ وہ مصیبت مجھ پر پڑی کہ اگر دن روشن پر پڑتی تو وہ رات ہوجاتی۔ اہلبیت اطہار اور اصحاب کبار موافق وصیت کے غسل اور تجہیز اور تکفین عمل مین لائے اور نماز جنازے کی نوبت بہ نوبت بموجب حکم کے پڑھ کر دفن کیا۔

تضمین

حجرۂ عائشہ یا بود از رشک چمن ۔۔۔ یا ہمان حجرہ شدا مروز مزار دفن
یا بہم بود شب و روز بہ جانانہ سخن ۔۔۔ یا بلندست ازان خانہ بہر سو شیون

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

تازہ تر بود ز حسن رخ او باغ و بہار ۔۔۔ خار بشکست غمش در دل اصحاب کبار
ہر زمان پیش نظر بود ز نقش لیل و نہار ۔۔۔ چون ننالند کنون بر صفت بلبل زار

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

حال جبریل پریشان شدہ ہمچون کاکل ۔۔۔ زلفت بر خویش بپیچیدہ برنگ سنبل
گفت برہم زدہ آرام من آن غیرت گل ۔۔۔ با من دل شدہ تو نیز بنال اے بلبل

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

متبدل شدہ با درد و الم عیش و طرب — روز در چشم جہان تیرہ تر آمد از شب
از غمش جامہ دریدند چو خوبان عرب — کعبہ گردید سیہ پوش و فغان زد بہ تعب

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اندرین واقعہ آزردہ زجان گشت بلال — بود پروانۂ آن شمع شبستان جمال
سبب زندگیش بود حضوری وصال — گفت اکنون بجہان زیستنم ہست محال

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یک طرف عائشہ آتش زدی از نالہ بجان — یک طرف فاطمہ زہرا ز یتیمی گریان
یک طرف گریہ کنان بود علیؓ و عثمانؓ — یک طرف بر لبِ صدیقؓ و عمرؓ شور و فغان

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

بود نادیدہ گرفتار اویسِ قرنی — در غمش بادیہ پیما ز غریب الوطنی
تا شنید اینکہ سفر کرد نگارِ مدنی — نعرہ می کرد بصد جان کنی و سینہ زنی

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

گاہ بوسے ز نسیمِ سحری سے طلبید — گاہ بر خود صفت بید ز غم می لرزید

گہ زحسرت بسوی یثرب وبطحا می دید	گاہ بے ساختہ از درد جگر می نالید

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَھْلِ بَیْتِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بیان فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا از وقت ولادت تا رحلت

تواریخ صحیحہ مین حالات جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا اس طرح زیب رقم ہے کہ وہ نونہال گلستان احمدی و نوبادۂ بوستان محمدی نیر برج ہدایت دُر مکنون دُرج معرفت خاتون جنت قبل نبوت مکہ معظمہ مین بطن مبارک جناب اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ سے پیدا ہوئین آپ کے سنہ ولادت مین مورخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک قبل نبوت ہے اور بعض کے نزدیک سال نبوت مین واقع ہوئی ہے روایات صحیحہ یہ ہے کہ بعد نبوت واقع ہوئی ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ پانچ برس قبل نبوت ولادت باکرامت ہوئی۔

روایت ہے کہ حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ کو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک مین دیا۔ آپنے فاطمہ نام رکھا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سَمَّيْتُ فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ فَطَمَهَا مِنَ النَّارِ رواہ الدیلمی۔

روایت ہے انس ابن مالک رضؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے فاطمہ اس وجہ سے نام رکھا کہ اُسکو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے جدا رکھا ہے روایت کیا اسکو دیلمی نے۔

عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابنتی فاطمۃ حوراء آدمیۃ لم تحض ولم تطمث انما سماھا فاطمۃ لان اللہ عز وجل فطمھا من النار اخرجہ النسائی

روایت ہے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بیٹی فاطمہ نوع انسان مین حور ہے وہ حیض ونفاس سے پاک ہے مین نے اسکا نام فاطمہ اسوجہ سے رکھا کہ اُسکو اللہ جل شانہ نے دوزخ سے جدا کیا ہے۔ روایت کیا اسکو نسائی نے عن علی رض قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول اللہ تقول مریم بتول وفاطمۃ بتول فقال البتول التی لم تر حمرۃ قط ای لم تحض فان الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء رواہ الحاکم۔

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کے کیا معنی ہین ہمنے آپکو سنا کہتے ہوے مریم بتول اور فاطمہ بتول پس فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بتول وہ ہے جس نے سُرخی کبھی نہ دیکھی ہو یعنی اُسکو کبھی حیض نہوا ہو۔ کیونکہ انبیا علیہم السلام کی لڑکیون مین حیض مکروہ ہے روایت کیا اسکو حاکم نے۔

عن حذیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزل ملک من السماء فاستاذن اللہ ان یسلم علی فبشرنی بان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ رواہ احمد والترمذی والنسائی والحاکم وابن حبان۔

روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور اُسنے اللہ پاک سے میرے سلام کرنے کی اجازت طلب کی پس مجھے خوشخبری دی کہ فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ روایت کیا اسکو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے۔ اور ایک روایت میں ابن حبان کے ہے کہ سب جہان کی عورتوں کی سردار ہے سوائے مریم بنت عمران کے۔ اور ایک روایت میں حاکم کے انس رضؓ بن مالک رضؓ سے ہے کہ میری امت کی سب عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمد صلعم ہے۔ اور طبرانی نے کبیر میں عبد اللہ ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ کو فرمایا کہ بیشک اللہ پاک تجھکو اور تیری اولاد کو قیامت کے دن عذاب نہیں کرنیوالا ہے

عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَالْمُسْلِمُ وَ فِیْ رِوَایَةٍ فَمَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِیْ رواہ الدیلمی واحمد والحاکم

روایت ہے مسور بن مخرمہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے پس جس نے اُسکو غضبناک کیا اُسنے مجھے غضبناک کیا۔ اور ایک روایت میں دیلمی و احمد و حاکم کے بجائے اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ کے اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِیْ ہے۔ یعنی جسنے اُسکو ایذا دی پس بیشک اُسنے مجھکو ایذا دی۔

عَنْ عَلِیٍّ رضؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةَ یَا فَاطِمَةُ اِنَّ اللّٰہَ یَغْضَبُ بِغَضَبِكِ وَیَرْضٰی بِرِضَاكِ رواہ ابویعلی والحاکم والطبرانی وابونعیم فی الحلیۃ۔

روایت ہے جناب امیر علیہ السلام سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے کہ اے فاطمہ بیشک اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے تیرے غضبناک ہونے سے اور راضی ہوتا ہے تیری رضامندی سے۔ روایت کیا اسکو ابو یعلی اور حاکم اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور دیلمی نے بھی روایت کیا ہے۔

روایت ہے کہ جب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا باپ کے حضور مین تشریف لاتی تھین۔ آپ تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے اور اکثر اوقات اپنی چادر مبارک بچھا کر اپنے پاس بٹھاتے اور بضعۃ منی فرماتے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِاِتْيَانِ فَاطِمَةَ وَاَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهِ اِذَا قَدِمَ فَاطِمَةُ رواہ احمد والبیہقی۔

یعنی ثوبان سے روایت ہے کہ جب حضرت سفر کو تشریف لیجاتے تو رخصت ہونے کو سب سے پیچھے حضرت سیدہؓ کے پاس آتے اور جب سفر سے مراجعت فرماتے تو سب سے پہلے صاحبزادی کے گھر تشریف لاتے تاکہ زمانہ مفارقت حضرت سیدہ سے جس قدر کم ہو بہتر ہے۔ الغرض جلتنی محبت آپکو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے تھی اپنی اولاد مین سے کسی کے ساتھ نہ تھی۔

امام سیوطی لکھتے ہین کہ حضرت عائشہ وفاطمہ رضی اللہ عنہما کے افضل ہونے مین تین مذہب ہے بعض حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ترجیح دیتے ہین اور بعض فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اور بعض سکوت کرتے ہین

لیکن صحیح تریہ ہے کہ جناب سیدہؓ حضرت صدیقہؓ سے افضل ہین۔ اور جب امام

مالک سے پوچھا گیا تو اُنھون نے کہا کہ فاطمہ پیغمبر کے گوشت کا ٹکڑا ہے اور مین فضیلت نہین دیتا کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشت کے ٹکڑے پر اور امام سبکی رح نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مختار ہمارا اور دین ہمارا ہے یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہین بعد اُنکے خدیجۃ الکبری تب حضرت عائشہ۔ انتہی کلام سیوطی۔ حدیثون مین واقع ہے کہ آنحضرتؐ نے فاطمہ زہرا کو خطاب کرکے فرمایا کہ مین اور تو اور علی اور حسن اور حسین علیہم الصلوۃ والسلام ایک مکان اور ایک مقام مین ہونگے جنت مین۔ کذا فی مظاہر الحق جلد الرابع فی مناقب اہلبیت۔

حضرت انس ابن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر تھا کہ آثار وحی آپکے چہرہ نورانی پر ظاہر ہوے۔ جب وحی آچکی تو آپنے فرمایا کہ اے انس تمکو معلوم ہوا کہ اسوقت جبرئیل میرے پاس کیا پیغام لائے ہین۔ مین نے عرض کیا اللہ اور اُسکا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ آپنے فرمایا جبرئیل رب العالمین کیطرف سے پیغام لائے کہ فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتھ کردو پس اے انس تو جا اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور جماعت اکابر انصار کو جلد بلا کر لا کہ حق تعالی کا حکم بجا لاؤن اور فاطمہ کا عقد نکاح علی مرتضی کے ساتھ باندھون۔ حضرت انس بموجب ارشاد نبوی سب کو بلا کر لائے۔ بعد اُسکے آپنے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا اور حضرت علیؓ نے اپنے بدن کی زرہ اسّی درم کو فروخت کرکے سامان نکاح مرتب کیا۔ پس آپ نے اُس مجلس مین خطبہ نکاح کا پڑھا اور حاضرین سے فرمایا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میرے پروردگار نے حکم بھیجا کہ عقد نکاح میری فاطمہ کا علی ابن ابیطالب سے کردے سو مین نے بموجب حکم پروردگار تمہارا نکاح فاطمہ سے اوپر مہر چارسو مثقال چاندی کے باندھا اے علی تم اس پر راضی ہوے حضرت علی نے عرض کیا راضی ہوا مین یا رسول اللہ اسکے

بعد حضرت علی سجدے مین گرے شکر کرنے کے لیے پس جب اپنا سر مبارک سجدہ سے اُٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونون کے واسطے برکت دیوے اور تم دونون کی کوشش نیک کرے اور تم دونون سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کرے۔ انس کہتے ہین کہ واللہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونون سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کی۔ روایت کیا اسکو احمد نے مناقب مین اور ابو حاتم نے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی وفات کا بیان

کتب آثار و تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی تمام مدینہ منورہ مین شور قیامت برپا ہوا تھا۔ اُن سب مین عاشق زار رسول حضرت بتول کا وہ حال ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ رات دن رویا کرتی تھین۔ ایک روز بعد وفات خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ اے سیدہ میری خوشی اسمین ہے کہ تم بہت نہ رویا کرو کہ سارے مدینہ مین شور محشر برپا ہوتا ہے جناب سیدہؓ نے فرمایا کہ مجھکو فراق پدر مین رونا اچھا معلوم ہوتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّهَا لَمْ تَضْحَكْ فِي مُدَّةِ حَيَاتِهَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهَا كَانَتْ تَذُوْبُ مِنَ الْحُزْنِ عَلَيْهِ وَشَوْقِهَا اِلَيْهِ۔ اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ۔

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بعد سرور عالم صلعم کے اپنی مدت حیات مین نہین ہنسین اور غم مین گھلتی رہین اور جناب

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق مین گھلتی رہین - روایت کیا اسکو ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین -

القصہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو کوئی مرض بجز باپ کی جدائی کے نہ تھا چنانچہ باپ کے غم مین چھ مہینے تک زندہ رہین مگر کسی شخص نے کبھی آپ کو خندان نہ پایا آخرکار اِس غم جانکاہ مین یہ حالت ہوگئی کہ طاقت نشست و برخاست کی بالکل جاتی رہی اور تاب و توانائی نے یکبارگی جواب دیا -

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ فَاطِمَةَ عَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَّدُفِنَتْ لَيْلًا اخرجہ ابن عساکر -

روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ مہینہ زندہ رہین اور رات کو دفن کی گئین - روایت کیا اسکو ابن عساکر نے -

اور بعض روایات مین تین مہینہ اور بعض مین ستّر دن ہین - اور استیعاب مین عبدالبر نے لکھا ہے کہ روایت ہے عروہ رضی اللہ عنہ سے کہ جناب سیدہ علیہا السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ مہینہ بعد فوت ہوئین - اسمین اختلاف بہت ہے لیکن صحیح اور جمہور کا مذہب یہی ہے کہ چھ مہینہ تک زندہ رہین - رمضان شریف کی تیسری تاریخ روز دوشنبہ کو وفات پائی - اسما بنت عمیس نے غسل دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ متولی اور کارپرداز تھے -

نزل الابرار مین ہے کہ جناب سیدہ کے جنازہ کی نماز حضرت علی نے پڑھی تھی - اور بعض کہتے ہین کہ حضرت عباس نے پڑھی تھی ...

تذکرہ خواص الامۃ مین ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام عقیل بن ابی طالب کے گھر کے گوشہ مین دفن ہوئین اور بعض کہتے ہین کہ جنۃ البقیع مین آپکا جسد اطہر مدفون ہے۔ چنانچہ مدینہ منورہ مین دونون مقام پر فاتحہ وسلام پڑھتے ہین۔ مین نے وہان کے مزورین اور دیگر اشخاص مدنی سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عقیل کا مکان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان سے قریب تھا اسوجہ سے مسجد نبوی مین روضہ منورہ کے قریب مزار فاطمہ زہراؑ ہے اور جنۃ البقیع مین بھی مزار مبارک ہے اور وہین حضرت امام حسن علیہ السلام وغیرہ کی بھی مزار ہے۔

اب شاہزادون کی گریہ وزاری اور غم مادری سے اشکباری کس زبان سے بیان کی جاوے کہ ہنوز رسول مقبول کی جدائی کا الم دل سے دور نہوا تھا کہ مان کی مفارقت کا غم سر پر پڑا اور حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کا صدمہ اٹھانا اور دونون شاہزادون کو سمجھانا ایسا واقعہ اندوہناک ہے کہ جسکے بیان کرنے سے دل اندوہگین چاک چاک ہے

تضمین از صوفی

چون ازین دار حسن رخت سفر بست بتول	دور شد از دل او داغ جدائی رسول
دل حسنین ازین واقعہ گردید ملول	حضرت شیر خدا بود بہ زاری مشغول

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس وتنہا افسوس

داغ دوری رسول عربی بود بدل	فاطمہ نیز روان کرد ازین جا محمل
یک دل و داغ فراوان و ہزاران مشکل	ہست بیتابی دل صورت مرغ بسمل

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کر دیکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

بود نالان حسن از فرقت مادر بسیار — چشم او گشت ازین واقعہ چون ابر بہار
صورت نرگس گلزار شد از غم بیمار — آمدی پیش پدر نالہ کشیدی ہر بار

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کر دیکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

جز علی ہیچ کسے بود نہ غمخوار حسین — ابر شرمندہ شد از چشم گہربار حسین
داغ افتاد چو بر جان و دل زار حسین — داشت زرنگونہ فغان لعل شکربار حسین

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کر دیکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت و فضائل کا بیان ہو

کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ محامد اور فضائل حضرت آفتاب آسمان ولایت و ماہتاب برج ہدایت امام المشارق والمغارب سیدنا علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے اسقدر ہین کہ امکان بشر نہین کہ اُسکا عشر عشیر بھی بیان کر سکے۔ اہلبیت اطہار و اصحاب کبار اکثر آپ کے مدح خوان اور اولیاے کرام آپکے نام پر دل وجان سے قربان ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد ہین۔

امام احمد اور نسائی وغیرہما سے منقول ہے کہ صحابہ مین سے کسی کی شان مین جناب علی رضی اللہ عنہ کی شان سے زیادہ حدیثین جیدّ اسانید کے ساتھ روایت نہین ہوئین

اور امام سیوطی نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ علی متاخرین اور اُنکے زمانہ مین اختلاف واقع ہوا اور بہت سے مخالفین نے اُنکے ساتھ جنگ کیا اور اُنپر خروج کیا پس علما نے چاہا کہ اُنکے مخالفین کی تردید کے لیے اُن کے مناقب منتشر کرین اِس سبب سے بہت صحابہ اُنکو روایت کرتے تھے والا خلفاے ثلثہ کے بھی مناقب بہت ہین اُنکے برابر بلکہ اُنسے زیادہ کذا فی مظاہر الحق۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا اخرجہ الترمذی وابونعیم۔

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین حکمت کا گھر ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے۔ روایت کیا اُسکو ترمذی اور ابونعیم نے اور مشکوۃ المصابیح مین بھی یہ حدیث ترمذی سے منقول ہے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے۔

اشعۃ اللمعات و مظاہر الحق شرح مشکوۃ مین ہے کہ ایک روایت مین اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ اور ایک روایت مین اَنَا دَارُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا ہے اور ایک روایت مین یہ زیادہ ہے فمن اراد العلم فلیاتہ من بابہ اس ذکر کرنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم اور بڑائی معلوم ہوئی اور واقع مین حضرت علی ایسے ہی ہین۔ کیونکہ آپ بہ نسبت بعض صحابہ کے بہت بزرگی اور علم رکھتے ہین لیکن انحصار بابیۃ کا آپکے حق مین نہین ہے۔ تمام صحابہ بمنزلہ دروازون کے ہین جیسا کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم البتہ باب العلم سے مراد باب القضا ہو تو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تخصیص ہے

جیسا کہ آپ کی شان مین آیا ہے اِنَّہٗ اَقْضَاکُمْ۔

روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے کہا انھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین علم کا شہر ہون اور علی اسکا دروازہ ہے۔ حاکم نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ایک جماعت نے اسکی روایت کی ہے اور علائی اور ابن حجر عسقلانی حافظان حدیث نے اِس حدیث کو حسن کہا ہے۔

یہ حدیث پوری نہین ہے بلکہ ایک ٹکڑا ہے خیر فردوس مین یہ حدیث پوری اس طرح پر ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَکْرٍ اَسَاسُھَا وَعُمَرُ حِیْطَانُھَا وَعُثْمَانُ سَقْفُھَا وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنی مین علم کا شہر ہون اور ابوبکر اسکی بنیاد ہین اور عمر اسکی دیوار ہین اور عثمان اسکی چھت ہین اور علی اسکا دروازہ ہین۔ حافظ ابوسعید نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے باعتبار طرق کے صحیح اور ضعیف اور موضوع نہین ہے از مظاہر الحق۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قَالَتْ مَنْ اَفْتَاکُمْ بِصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ قَالُوْا عَلِیٌّ قَالَتْ اَمَا اِنَّہٗ اَعْلَمُ بِالسُّنَّۃِ اخرجہ ابوعمر فی الاستیعاب۔

روایت ہے جناب اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ پوچھا انھون نے لوگون سے کہ کس نے فتوی دیا تمکو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا لوگون نے کہا حضرت علی نے اُم المومنین نے فرمایا آگاہ ہو کہ وہ سنت (حدیث نبوی) کو زیادہ جاننے والے ہین۔ روایت کیا اسکو ابوعمر نے استیعاب مین۔

عن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ لَا یُفْتِیَنَّ اَحَدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَعَلِیٌّ حَاضِرٌ اخرجہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب۔

روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپنے فرمایا کہ ہرگز کوئی فتویٰ بیان کرے مسجد مین جبکہ حضرت علیؑ موجود ہون - روایت کیا اسکو ابو عمر ابن عبد البر نے استیعاب فی معرفۃ الاصحاب مین اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ استیعاب فی معرفۃ الاصحاب معروف و مشہور و معتبر کتاب ہے -

عَنْ اَبِیْ حَرْبِ بْنِ اَبِی الْاَسْوَدِ اَنَّ عُمَرَ اَرَادَ رَجْمَ الْمَرْءَۃِ الَّتِیْ وَلَدَتْ بِسِتَّۃِ اَشْھُرٍ فَقَالَ عَلِیٌّ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلَاثُوْنَ شَھْرًا وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ فَالْحَمْلُ سِتَّۃُ اَشْھُرٍ وَالْفِصَالُ فِیْ عَامَیْنِ فَتَرَکَ رَجْمَھَا وَقَالَ لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ اخرجہ ابن السمان -

روایت ہے ابی حرب بن ابی الاسود سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا ایک عورت کے رجم کا جو نکاح کے چھ مہینہ بعد بچہ جنی تھی پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچہ کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینہ ہے - اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچہ کا دودھ چھوڑانا دو برس ہے پس حمل کی مدت چھ مہینے ہوئی اور دودھ چھوڑانے کی دو برس پس عمر رضی اللہ عنہ نے اُسکے رجم کرنے کو چھوڑ دیا اور کہا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا تھا - روایت کیا اسکو ابن سمان نے -

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا نَزَلَ فِیْ اَحَدٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ مَا نَزَلَ فِیْ عَلِیٍّ - اخرجہ بن عساکر و ابن مردویہ و ابن حجر فی الصواعق -

روایت ہے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا اُنھون نے نہین نازل ہوئین آیات کتاب اللہ سے کسی کے حق مین جسقدر کہ نازل ہوئین حضرت علی

رضی اللہ عنہ کی شان مین - روایت کیا اسکو ابن عساکر اور ابن مردویہ نے اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین -

قولہ تعالیٰ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جزین نیست کہ چاہتا ہے اللہ یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا -

یہ آیت ازواج مطہرات کے حق مین نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آل عبا کے حق مین دعا فرمایا اور کہا کہ یہ بھی میری اہلبیت ہین - چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی اور آل عبا آیہ تطہیر مین شامل ہو گئے - اگر آل عبا کے حق مین نازل ہوتی تو دعا کرنے کی ضرورت نہ ہوتی - بلکہ ام سلمہ نے عرض کیا کہ انا معھم آپ نے فرمایا انکِ علی الخیر - کیونکہ انکے حق مین یہ آیہ نازل ہوئی ضرورت دعا کی نہین فافہم کذا فی تحفہ اثنا عشریہ

عن اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰیَۃَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا نَزَلَتْ فِیْ بَیْتِیْ وَاَنَا جَالِسَۃٌ عِنْدَ الْبَابِ وَفِی الْبَیْتِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَحَسَنٌ وَحُسَیْنٌ فَجَلَّلَهُمْ بِکِسَاءٍ وَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ وَحَامَّتِیْ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِیْرًا فَقَالَتْ وَاَنَا مَعَهُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَنْتِ عَلَی الْخَیْرِ اخرجہ المسلم والترمذی وصححہ -

روایت ہے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انھون نے یہ آیت

میرے گھر مین نازل ہوئی اور مین بیٹھی تھی دروازے کے پاس اور گھر مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام تھے حضرت نے انکو کملی
اُڑھاکر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہین اور میرے حامی ہین ان سے
نجاست کو دور کر اور ان کو پاک کر خوب پاک کرنا۔ پس مین نے کہا یارسول اللہ مین بھی
انکے ساتھ ہون فرمایا تم بہتری پر ہو (یعنی ازواج نبی طیب و طاہر ہین اور صاحب فضیلت
ہین۔ اس وجہ سے آپ نے فرمایا انک علی الخیر) روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی نے
اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا
وَّاَسِيْرًا فرمایا اللہ برتر نے اور کھلاتے ہین کھانا اُسکی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرِضَا فَعَادَهُمَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ اَبُوْبَكْرٍ رض وَعُمَرُ رض فَقَالَا يَا
اَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلٰى وَلَدَيْكَ فَنَذَرَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَفِضَّةُ جَارِيَةٌ
لَهُمَا اَنْ يَصُوْمُوْا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَشُفِيَا وَمَا مَعَهُمْ شَيْءٌ فَاسْتَقْرَضَ
عَلِيٌّ مِنْ شَمْعُوْنَ الْيَهُوْدِيِّ الْخَيْبَرِيِّ ثَلٰثَةَ اَصْوُعٍ مِنَ الشَّعِيْرِ فَطَحَنَتْ فَاطِمَةُ
صَاعًا وَاخْتَبَزَتْ خَمْسَةَ اَقْرَاصٍ عَلٰى عَدَدِهِمْ وَوَضَعَتْهَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ لِيُفْطِرُوْا
فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ سَائِلٌ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ اَنَا مِسْكِيْنٌ مِنْ
مَسَاكِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَطْعِمُوْنِيْ اَطْعَمَكُمُ اللّٰهُ مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّةِ فَاٰثَرُوْهُ وَبَاتُوْا
لَمْ يَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَاءَ وَاَصْبَحُوْا صِيَامًا فَلَمَّا اَمْسَوْا وَوَضَعُوا الطَّعَامَ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ يَتِيْمٌ فَاٰثَرُوْهُ وَوَقَفَ عَلَيْهِمْ اَسِيْرٌ فِي الثَّالِثَةِ فَفَعَلُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ

فَلَمَّا اَصْبَحُوْا اَخَذَ عَلِیٌّ بِیَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَاَقْبَلُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَبْصَرَھُمْ وَھُمْ یَرْتَعِشُوْنَ کَالْفِرَاخِ مِنْ شِدَّۃِ الْجُوْعِ قَالَ مَا اَشَدَّ مَا یَسُوْءُنِیْ مَا اَرٰی بِکُمْ فَقَامَ فَانْطَلَقَ مَعَھُمْ فَرَاٰی فَاطِمَۃَ فِیْ مِحْرَابِھَا قَدِ الْتَصَقَ ظَھْرُھَا بِبَطْنِھَا وَغَارَتْ عَیْنَاھَا فَسَاءَہٗ ذٰلِکَ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ خُذْھَا یَا مُحَمَّدُ ھَنَّاکَ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِ بَیْتِکَ فَقَرَءَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ الْاٰیَۃَ۔ اخرجہ الزمخشری فی الکشاف۔

روایت ہے ابن عباس سے کہ ایک مرتبہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام بیمار ہوگئے پس اُنکی عیادت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہمراہ لیکر گئے پس دونون صاحبون نے کہا اے ابوالحسن اگر آپ نذر مانتے اپنے دونون صاحبزادون کے لیے تو بہتر تھا پس حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما اور اُنکی لونڈی فضہ نے نذر مانی تین روزے رکھنے کی پس جب حسنین علیہما السلام نے اُس بیماری سے شفا پائی سب نے نذر کے روزے رکھے اور اُنکے پاس اُسوقت کوئی چیز نہ تھی جو شام کو افطار کے لیے کام آتی پس قرض لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شمعون یہودی سے جو خیبر کا رہنے والا تھا تین صاع جو پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاع کو پیسکر پانچ روٹیان موافق اُنکی تعداد کے پکائین اور اُن کے سامنے رکھا تاکہ سب لوگ روزہ افطار کرین پس کھڑا ہوگیا اُنکے سامنے ایک سائل اور کہا السلام علیکم یا اہلبیت محمد مین مسکین ہون مسلمان مسکینون مین سے مجھے کچھ کھلاؤ کھلائیگا تمکو اللہ تعالی جنت کے دسترخوانون سے پس سب نے اپنا اپنا کھانا بخشدیا[1] اور پانی سے

---

[1] ایثار کردیا ایثار کے معنی خود نہ کہا کے اپنا کہانا دوسرے کو دیدے ۱۲ منہ

افطار کر کے سو رہے اور پھر دن بھر روزہ رکھا جب شام ہوئی اور افطار کے لیے اُنکے سامنے کھانا رکھا گیا۔ پس ایک سائل نے پکارا مین یتیم ہون سب نے اپنا کھانا اُسے دیدیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے پس اسی طرح تیسرے روز ایک قیدی کو بخشدیا پس جب صبح ہوئی حضرت علی کرم اللہ وجہ نے حسنین کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے وہ دونون صاحبزادے چوزہ مرغ کی طرح کانپ رہے تھے حضرت نے انکو دیکھکر فرمایا انکی یہ کیا حالت ہے جس سے مجھے رنج پیدا ہو رہا ہے پھر آپ حضرت علی کے ساتھ اُنکے گھر مین تشریف لے گئے۔ جناب سیدہ کو محراب مین دیکھا کہ اُن کا پیٹ پیٹھ سے لپٹ گیا ہے۔ اور اُنکی آنکھو نمین ضعف سے حلقے پڑے ہوئے ہین حضرت کو یہ دیکھکر نہایت ملال ہوا اتنے مین جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے یا محمد یہ لیجیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی اہلبیت کے نسبت تہنیت دیتا ہے اور آیت پڑھی یطعمون الطعام علی حبه الآیہ ۔ علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف مین لکھا ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَلُوْنِيْ اِلَّا عَلِيًّا۔ رواہ احمد۔

روایت ہے سعید ابن مسیب سے کہ کہا اُنھون نے نہین تھا کوئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے ایسا کہ کہے پوچھو تم مجھ سے سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے۔ روایت کیا اسکو امام احمد بن حنبل نے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ فرمایا اللہ

تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اے محمدؐ تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک راہ دکھانے والا ہے۔ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلیٌّ ھادٍ واشار بیدہ الی علیٍّ وقال بک یھتدی المھتدون۔ اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابونعیم فی کتابہ ما نزل من القرآن فی علی وابوبکر بن مردویہ۔

روایت ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں ڈرانے والا ہون اور علی راہ بتانے والے ہین اور آپنے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے حضرت علی کی طرف اور کہا اے علی تجھ سے ہدایت پائینگے ہدایت پانے والے۔ روایت کیا اسکو ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب ما نزل من القرآن فی علی مین اور ابوبکر بن مردویہ نے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا مین منذر رہون اور علی کے کندھے کیطرف اشارہ کرکے فرمایا تو ہادی ہے اور تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائین گے روایت کیا اسکو ابو جریر اور ابن مردویہ نے اور ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ مین اور دیلمی اور ابن عساکر اور ابن النجار نے اور سیوطی نے در منثور مین۔

ف مفسرین نے اس آیہ کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے بعض نے کہا منذر و ہادی دونون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہے۔ اور شیعہ اس آیہ سے استدلال کرتے ہین حضرت علی کی خلافت کا۔ اور اس قسم کی احادیث کی نسبت بھی محدثین مختلف ہین۔ لیکن راقم کے نزدیک اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین اس قسم کی احادیث جوان دونون حدیثون کے علاوہ اور احادیث بھی ہین لاباس بہ ہے کیونکہ صورت واقعہ اور نیز

امام سیوطی کا درمنثور میں روایت کرنا اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا بیان مطابق ہے۔ لہذا اس کو داخل کتاب کیا واللہ اعلم بالصواب۔

تحفہ اثنا عشریہ میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی

اِس حدیث کے تحت میں بہت طویل تحریر ہے اور مختلف مقامات میں لکھا ہے جسکا خلاصہ مضمون اِس مقام پر لکھا جاتا ہے۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کے کمالات امت کو پہونچے ہیں ایک کمالات ولایت کہ تمام اولیاء اللہ کو پہونچے ہیں اور قیامت تک جاری رہیں گے۔ دوسرے کمالات نبوت ہیں جو بطفیل آپ کے تمام صحابہ کرام کو پہونچے اور تابعین اور تبع تابعین میں کمتر پہونچے اور یہ کمالات بعد قرون ثلاثہ مخفی ہو گئے۔ اور کمالات ولایت کے قطب ہدایت حضرت علی کرم اللہ وجہ ہیں اور امامت اسی قطبیت سے مراد ہے اور صحابہ ان کمالات ولایت میں اُنکی طرف محتاج ہیں گو کہ اہل سنت فضیلت شیخین کے قائل ہیں لیکن بحکم اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ یعنی انسان احسان کا بندہ ہے حضرت علی علیہ السلام کے زیادہ شکر گذار ہیں۔ اور کمالات نبوت کے قطب ہدایت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں اور وزارت کے خطاب سے مشرف ہوئے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَزِیْرَایَ فِی الْاَرْضِ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ رضی یعنی روئے زمین پر میرے دو وزیر ہیں۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کمالات نبوت اور ولایت دونوں قطبیت ہدایت کا حصہ رکھتے ہیں۔ اسی واسطے اُنکو ذی النورین کہتے ہیں اور کمالات نبوت کمالات ولایت سے بہتر ہیں۔ کیونکہ کمالات نبوت

مین تجلی ذات کی بے پردۂ صفات کے ہے اور کمالات ولایت مین تجلی ذات کی پردۂ صفات مین ہے۔ پس جناب امیر علیہ السلام دروازۂ علم قرار دیے گئے کہ مراد علم صفات سے ہی اور صحابہ کمالات نبوت پر اکثر نظر رکھتے تھے اور کمالات ولایت کا مقابل مین کمالات نبوت کے چندان اعتبار نہین اسواسطے تمام صحابہ اور جناب امیر علیہم السلام افضلیت شیخین کے قائل تھے اور اس پر اجماع ہوگیا۔ پس اس اجماع سے افضلیت خلفاے ثلثہ کی جناب امیر پر اور افضلیت جناب امیر کی تمام صحابہ پر بعد خلفاے ثلثہ کے ثابت ہوئی۔

اور تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع کے صفحہ ۲۲۷ و ۲۲۸ مین ہے۔ ولہذا محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودہ اند وحضرت امیر حامل کمالات ولایت ولہذا کار انبیا کہ جہاد باکفار وترویج احکام شریعت واصلاح امور ملت است از شیخین خوب تر سرانجام یافت وکار اولیا از تعلیم طریقت وارشاد باحوال ومقامات سالکین وتنبیہ بر غوائل نفس وترغیب بزہد در دنیا از حضرت امیر بیشتر مروی گشت پس گویا زمان شیخین بقیہ زمان نبوت بود وزمان حضرت امیر ابتداے دورۂ ولایت شد لہذا شیوخ طریقت وارباب معرفت وحقیقت آنجناب را فاتح باب ولایت محمدیہ وخاتم ولایت مطلقہ انبیا نوشتہ اند واز نیست کہ سلاسل جمیع فرق اولیا اللہ بآنجناب منتہی می شود ومانند جداول از بحر عظیم منشعب میگردد چنانچہ سلاسل تلمذ فقہا شریعت ومجتہدین ملت بشیخین ونواب ایشان مثل عبد اللہ بن مسعود ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعبد اللہ بن عمر میرسد واشحہ از علوم ایشان میگردد ونیز از نیست کہ حضرت امیر وذریۂ طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیران ومرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر ومنت بنام ایشان رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیا اللہ ہمین معاملہ ہست ونام شیخین را

درین مقدمات کسے بر زبان نمی آرد و در فاتحہ و درود و نذر و منت و عرس و مجلس کسے شریک
نمی کند و امور تکوینیہ را وابستہ ایشان نمی داند گو معتقد کمال و فضیلت ایشان باشد الخ
یعنی محققین صوفیہ نے لکھا ہے کہ شیخین حامل کمالات نبوت کے تھے اور حضرت
امیر حامل کمالات ولایت کے تھے اسیوجہ سے ترویج احکام شریعت و اصلاح امور ملت
شیخین سے خوب سرانجام پائے اور تعلیم طریقت و ہدایت حضرت امیر سے زیادہ جاری ہو
پس گویا زمانہ شیخین بقیہ زمانہ نبوت تھا اور زمانہ امیر ابتداء دورۂ ولایت ہوا۔ اسی واسطے
مشائخ طریقت و اصحاب معرفت و حقیقت نے آپکو فاتح باب ولایت محمدیہ اور خاتم
ولایت مطلقہ انبیا لکھا ہے۔ اسی وجہ سے تمام فرق اولیاء اللہ کے سلسلے آپ پر منتہی
ہوتے ہین اور نیز یہی سبب ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام اور اُنکی ذریت طاہرہ کو
تمام امت مثل پیرون اور مرشدون کے پوجتی ہے اور امور تکوینیہ کو اُن سے وابستہ
جانتی ہے اور فاتحہ و درود اور صدقات اور نذر و منت اُنکے نام پر رائج و معمول ہو گیا
چنانچہ کل اولیاء اللہ کے ساتھ یہی معاملہ ہے اور نام شیخین کا ان مقدمات مین کوئی شخص
زبان پر نہین لاتا اور فاتحہ و درود اور نذر و منت اور عرس و مجلس مین کوئی شریک نہین
کرتا اور امور تکوینیہ کو اُن سے وابستہ نہین جانتا۔ گو معتقد اُنکے کمال اور فضیلت کا
ہو انتہی از تحفہ اثنا عشریہ۔

پس تحفہ اثنا عشریہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ نبوت و رسالت
مثل نور آفتاب کے ہے اور زمانہ ولایت مثل نور ماہتاب کے ہے۔ اور کمال
نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب ہے۔ اور نسبت ولایت
کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کنسبۃ القمر الی الشمس ہے اور نسبت علماء و اولیاء

کی ان دونون کے ساتھ کنسبتہ النجوم الی القمر والشمس سے ہے جیساکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انا کالشمس وعلی کالقمر واصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔

تواریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے عہد خلافت مین مسلمانون کی جماعت چار گروہ ہو گئی تھی۔ اول گروہ بنی امیہ کا تھا جو ابتدا خلافت سے حضرت کا مخالف ہو گیا تھا جسکی ٹری جماعت شام مین تھی۔ یہ گروہ بوجہ خصومت کے جناب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بالکل روایت نہین کرتا تھا بلکہ برسر محراب و ممبر اسی گروہ کی بدولت ایک سو برس سے زیادہ دن یعنی عبد العزیز بادشاہ کے وقت تک جناب امیر علیہ السلام کے نام پر سب و شتم ہوتا رہا جو ابن عبد العزیز بادشاہ نے موقوف کرایا اور اسی گروہ کو حضرت علی کی شہادت کے بعد خلافت نصیب ہوئی۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو حضرت علی کی خلاف تو نہین تھا لیکن بظاہر طرفدار بھی نہ تھا۔ یہ بنی اُمیہ کے رعب کی وجہ سے جناب امیر علیہ السلام کا نام زبان پر نہین لا سکتا تھا احادیث کا روایت کرنا تو دشوار تھا تیسرا گروہ خود جناب امیر کے متبعین سے تھا لیکن جنگ صفین مین اس گروہ کے دو فریق ہو گئے تھے۔ ایک گروہ بالکل خلاف ہو گیا جو خوارج کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ گروہ پہلے گروہ سے بھی زیادہ جناب امیر سے عداوت رکھنے لگا۔ اور جنگ نہروان کے بعد تو یہی گروہ حضرت امیر کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ چنانچہ اسی گروہ کے ہاتھ سے حضرت شہید بھی ہوے۔ یہ لوگ بوجہ عداوت و دشمنی حضرت امیر سے حدیث روایت نہین کرتے تھے۔ چوتھا گروہ وہ تھا جو دل وجان سے حضرت کی محبت پر ثابت قدم تھا اول تو اُسکی تعداد نہایت قلیل تھی دوم یہہ گروہ بھی بخوف

بنی امیہ مخفی طور سے حضرت امیر سے روایت کو بیان کرتے تھے اور ظاہر طور سے حضرت امیر کا نام زبان پر نہین لاتے تھے۔ چنانچہ حضرت حسن بصریؒ اسی گروہ مین تھے۔
تاریخ الخلفا مین امام سیوطیؒ نے ابن سعد سے روایت کی ہے کہ خوارج مین سے عبدالرحمن بن ملجم مرادی اور برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکیر تیمی تین آدمی مکہ معظمہ مین جمع ہوے اور باہم معاہدہ کیا کہ علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص تین شخصون کو قتل کرنا چاہیے۔ ابن ملجم نے کہا مین علی کے قتل کا ذمہ لیتا ہون اور برک نے کہا مین معاویہ کے قتل کا ذمہ لیتا ہون اور عمرو بن بکیر نے کہا مین عمرو بن العاص کے قتل کا ذمہ لیتا ہون اور تینون نے باہم یہ عہد کیا کہ یہ امر ایک ہی شب مین گیارھوین رمضان یا سترھوین کو واقع ہو۔ پھر اُنمین سے دو بدبخت تو دمشق اور مصر کو روانہ ہوے اور حضرت امیر علیہ السلام کے شہید کرنے کو ابن ملجم کوفہ مین پہونچا اور خارجیون مین سے اپنے دوستون سے ملاقات کیا۔ پس وہ اپنے مہم کا ارادہ کرنے لگے۔ رمضان کی سترھوین سنہ؁ شب جمعہ کو پس جناب علی علیہ السلام صبح کو بیدار ہوے اور اپنے بیٹے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمانے لگے کہ مین نے آج رات کو خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی امت سے مجھے کیا کیا خصومتین اور جھگڑے پیش آئے ہین۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ انکے حق مین دعا کرو مین نے کہا اے پروردگار ان کے بدلے مین مجھے ان سے بہتر لوگون کی صحبت عطا کر اور میرے عوض انکو کسی بد کی صحبت عطا کر اس درمیان مین ابن النباح موذن نے اذان دی حضرت علی رضی اللہ عنہ دروازہ سے باہر نکلے اور پکارنے لگے ایہا الناس الصلوۃ الصلوۃ ابن ملجم نے بڑھ کر آپکی پیشانی سے اوپر سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ دماغ مین بیٹھ گئی پس ہر طرف سے

لوگ دوڑ پڑے اور اُسکو پکڑ لیا اور باندھ لیا جناب امیر علیہ السلام جمعہ اور ہفتہ کے روز تک زندہ رہے اور یکشنبہ کے روز رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی تنہائی اور بیکسی کس زبان سے بیان ہو کہ ابھی ماں کا قلق اور غم دل سے دور نہ ہوا تھا کہ باپ کا رنج والم سر پر پڑ گیا اب سر پر کوئی مونس اور مددگار بجز ذات پروردگار باقی نہ رہا پہلے تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا داغ مفارقت اُسکے بعد حضرت خاتون قیامت کی رحلت پھر جناب شہنشاہ ولایت کے شہادت کی مصیبت کس کس بار غم والم کے متحمل ہوں۔

رو کر حسین بولے کہ اے میرے کبریا
پھر فاطمہ کا سایہ مرے سر سے اُٹھ گیا
پہلے تو اس جہان سے نبی نے سفر کیا
اب مرتضیٰ کا داغ الم سر پہ ہے پڑا

تا کے زمانہ داغ غمم بر جگر نہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

کس کس کی دل سے یاد بھلاؤں میں دلفگار
بزم جہاں میں شمع صفت ہوں میں اشکبار
اک دل ہے میرا جسپہ پڑے داغ بیشمار
لالہ کیطرح دل ہے مرا غم سے داغدار

تا کے زمانہ داغ غمم بر جگر نہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

بیان فضائل حسنین علیہما السلام و محبت اہلبیت اطہار

چونکہ قبل بیان شہادتین اول بیان فضائل حسنین علیہما السلام ضروری ہے اس لیے بیان کرتا ہوں کہ اول تو یہ دونوں صاحبزادے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے

تھے۔ اس دعوی کی دو دلیلین ہین اَلْاَوَّلُ اَنَّ ابْنَ الْبِنْتِ لَهٗ حُکْمُ الْاِبْنِ وَبِهٰذَا يُعَدُّ عِيْسٰى عَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ ترجمہ اول یہ کہ بیٹی کا بیٹا حکم بیٹے مین ہے اور اسیوجہ سے عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل مین شمار کیے گئے اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ کے قدرت کاملہ سے پیدا ہوے اور حضرت مریم بنی اسرائیل یعنی فرزندان یعقوب سے ہین پس حضرت عیسیٰ حضرت مریم کے رشتے سے بنی اسرائیل سے کہلائے پس بواسطہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حضرات حسنین علیہما السلام بھی بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوے وَالثَّانِیْ اَلتَّبَنِّیْ فَقَدْ ثَبَتَ بِطُرُقٍ مُتَعَدِّدَةٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُمَا ابْنَايَ۔ ترجمہ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت نے دونون کو متبنی کیا تھا چنانچہ بہت روایتون سے ثابت ہوا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ دونون میرے بیٹے ہین۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَهٰذَانِ ابْنَايَ وَهُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیْ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسن وحسین سردار ہین بہشتی جوانون کے اور یہ دونون میرے بیٹے ہین اور یہ دونون دو پھول ہین میرے دنیا مین۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ اخرجہ ابن عساکر۔

روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

جس نے حسنین سے محبت رکھی اُسنے مجھ سے رکھی اور جس نے اُنسے عداوت رکھی
مجھ سے رکھی۔ روایت کیا اسکو ابن عساکر نے۔
وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ ھٰذٰنِ اِبْنَایَ وَابْنَا بِنْتِیْ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا رواہ الترمذی
والطبرانی والنسائی۔
روایت ہے اسامہ بن زید سے کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ دو شخص یعنی حسن اور
حسین دونون میرے بیٹے ہین اور میری بیٹی کے بیٹے ہین خداوندا مین اُسکو دوست
رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ اُنکو اور انکو جو اُن سے محبت رکھتے ہین روایت کیا اسکو
ترمذی نے اور طبرانی اور نسائی نے بھی۔ یہ حدیث ترمذی مین باب مناقب الحسنین
مین ہے اور مشکوۃ المصابیح مین یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ واضح ہو کہ دعاے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہہ مقبول ہے پس دوست رکھنا اللہ کا دوستدار حسنین
علیہما السلام کو یقینی ہے۔
روایت کی ہے ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو ہریرہ سے فرمایا کہ مین حسنین کو دوست رکھتا ہون تو بھی انکو دوست
رکھ اور دشمن رکھ اُسکو جو انکو دشمن رکھے۔ از مشکوۃ المصابیح۔
اور یہی طبرانی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو
شخص حسنین کو دوست رکھے مین اُسکو دوست رکھتا ہون اور جسکو مین دوست رکھون
اُسکو خدا بھی دوست رکھے اور جسکو خدا دوست رکھے وہ بہشت مین جائیگا اور جو
شخص حسنین سے دشمنی رکھے مین اُس سے دشمنی رکھتا ہون اور جسکا مین دشمن ہوا

اُسکا خدا دشمن ہوا اور جسکا خدا دشمن ہوا تو اُسے دوزخ نصیب ہوگی اور ہمیشہ عذاب مین رہیگا۔۔ اور اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے مسند سلمان مین روایت کی ہو اور وہ یہ ہے۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ اَحْبَبْتُہٗ وَمَنْ اَحْبَبْتُہٗ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا اَبْغَضْتُہٗ وَمَنْ اَبْغَضْتُہٗ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ رواہ الطبرانی فی مسند سلمان۔

حب ایشان دلیل صدق و وفاق	بغض ایشان دلیل کفر و نفاق
قرب شان پایۂ علو و جلال	بُعد شان مایۂ عتو و ضلال

اب ان احادیث سے معلوم کرلینا چاہیے کہ یزید اور اُسکے انصار اور اعوان کا جنھون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا آخرت مین کیا حال ہوگا۔ ولھذا لا یتوقف فی شانہ ولا فی اعوانہ وانصارہ۔

وَعَنْ انس قَالَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَشْبَہَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ فِی الْحُسَیْنِ اَیْضًا کَانَ اَشْبَھَھُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رواہ البخاری۔

یعنی امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَہَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّاْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَہَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ رواہ الترمذی۔

اور جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سینہ سے سر تک حسن مشابہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حسین سینہ سے قدم تک روایت کیا اسکو ترمذی نے اور
صحیح کہا اسکو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک جان دو قالب تھے اور دونون مل کر گویا
آنحضرت کی تصویر تھی اور گویا صورت جسمیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم دو حصہ ہو کر بادہ خلقت
دونون نور دیدۂ نبوت مین جلوہ فرما تھی اور جس طرح صورت مین یہ دونون صاحبزادے
اشبہ تھے اُسی طرح اخلاق اور عادات مین مشابہ تر تھے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رض فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ط رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَيْضًا فِي الْمِشْكٰوةِ۔

ترجمہ صحیح مسلم مین وارد ہوا کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور آپکے
پاس ایک کملی سیاہ تھی سو حسن ابن علی آئے حضرت نے اُنکو کملی مین لے لیا پھر حسین
ابن علی آئے اُنکو بھی داخل فرمایا۔ پھر فاطمہ علیہا السلام آئین اُنکو بھی داخل فرمایا علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہ آئے اُنکو بھی اُڑھا لیا پھر حضرت نے فرمایا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الایہ یعنی
اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتین اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے۔

وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ عَهْدًا فَدَخَلَ الرَّجُلُ لِيُسَلِّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَرَاَى الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَرْكَبَانِ عَلٰى عُنُقِهٖ مَرَّةً وَيَمُرَّانِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَخَلْفَهٗ

فَلَمَّا فَرَغَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ لَہُ الرَّجُلُ مَا یَقْطَعَانِ الصَّلٰوۃَ فَغَضِبَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَقَالَ نَاوِلْنِیْ عَھْدَکَ فَاَخَذَہٗ فَمَزَقَہُ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا وَلَا اَنَا مِنْہُ اخرجہ النسائی۔

انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے واسطے پروانہ لکھا وہ حضور مین سلام کرنے کے واسطے حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسوقت نماز مین تھے اُسنے دیکھا کہ حسنین علیہما السلام کبھی آپکی گردن مبارک اور کبھی پشت پر سوار ہوتے ہین اور آگے اور پیچھے سے چلے جاتے ہین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوے تو اُس شخص نے کہا ان دونون نے کیسا نماز کو خراب کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب مین آکر اُس آدمی سے کہا اپنا پروانہ ہمکو دے اور اُس سے وہ پروانہ لیکر پھاڑ ڈالا اور فرمایا جو کوئی ہمارے چھوٹون پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑون کی عزت نہ کرے وہ ہم سے نہین ہے اور نہ ہم اُسکے ہین روایت کیا اسکو نسائی نے۔

اور ابن عساکر نے انس سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص مجلس مین کسی کی تعظیم نہ کرے۔ مگر حسنین اور اُنکے اولاد کی۔

شیخ ابو سعید ماوردی نے مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مین لکھا ہے کہ یہ حضرت توقیر اور احترام سادات مین نہایت مبالغہ فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دن مجلس وعظ مین چند مرتبہ تعظیم کو کھڑے ہوے اور بیٹھے اور سبب ظاہر نہ ہوا اہل مجلس نے پوچھا کیا سبب تھا۔ فرمایا کہ ان مین ایک لڑکا علوی ہے۔ ہر گاہ مین اُسکو دیکھتا ہون

تعظیم کے واسطے اُٹھتا ہون۔ از سیر الاولیا

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار مین لکھتے ہین کہ شیخ امان پانی پتی بنا بر ارشاد طالبین و درس متعلمین بیٹھے ہوتے اور اطفال سادات کبھی آتے تو یہ حضرت اُٹھ کھڑے ہوتے اور اُس دم تک کھڑے رہتے کہ وہ لڑکے کھیل کود کے چلے جاتے۔ لوگون نے پوچھا اسکا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ امان کی کیا مجال ہے جو بیٹھا رہے اور اولاد رسول کھڑی رہے۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا اِذْجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ اَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ نَظَرْتُ اِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِيْ وَرَفَعْتُهُمَا

رواہ الترمذی وابوداؤد ونسائی واخرجہ احمد وابن ماجہ وابن حبان والحاکم

اور **روایت** ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے ہمارے آگے ناگہان آئے حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور آپ دونون صاحب سُرخ کرتے پہنے تھے اور گر گر پڑتے تھے زمین پر یعنی بسبب کم سنی اور کمزوری کے پس اُتر پڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اور اُٹھا لیا دونون صاحبزادون کو اور بٹھایا اپنے آگے پھر کہا سچ فرمایا اللہ تعالی نے جز این نیست کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہین یعنی محل آزمائش و امتحان ہین دیکھا ان

دونون لڑکون کو کہ چلتے تھے اور گر گر پڑتے تھے پس مین صبر نہ کر سکا بسبب اُنکی
محبت کے یہان تک کہ موقوف کی مین نے بات اپنی اور اُٹھالیا مین نے ان دونون
کو۔ روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے کذافی المشکوۃ اور امام احمد اور
ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔
اس مقام سے شفقت حضرت سید الانبیا دیکھنا چاہیے اور مصائب و بلا جو
حضرت سید الشہدا پر واقعہ کربلا مین گزرے ہین خیال کرنا چاہیے کہ یہ کب موجب
رنج عنصر لطیف اور صدمہ روح شریف نہ ہوا ہوگا۔ حضرت ابن عباس فرماتے
ہین کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کو چلے مین بھی ساتھ ہوا جب گھر کے
حوالی مین آئے تو حسینؑ کو گلے سے لپٹا لیا۔ اور فرشتے نے اپنے پرون سے
سایہ کیا۔ پھر آپنے حضرت حسنؑ کو گلے سے لگایا اور فرشتے نے حسینؑ کو گود مین
لے لیا اور سب لوگ یہ احوال دیکھتے تھے کہ آنحضرت لے چلے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور
ابو ایوب انصاری نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ حسن کو ہم لیوین کہ آپ کو تکلیف
نہ ہو۔ فرمایا نہین جانتے کہ حسنین دنیا اور آخرت مین بزرگ ہین اور باپ اُنکا اُنسے بہتر
ہے۔ پھر فرمایا آج مین بزرگی دیتا ہون انکو جس چیز سے انکو خدا ے تعالی نے بزرگی
دی ہے۔ پس خطبہ فرمایا اور کہا کہ اے لوگو خبر دون تمکو کہ بہترین آدمی از روے جدّ و
جدہ کے کون ہے۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے ارشاد ہوا کہ حسن و
حسین ہین کہ جد انکا رسول خدا اور جدہ اُنکی خدیجۃ الکبری بنت خویلد۔ پھر فرمایا خبر دون
تمکو کہ بہترین خلائق از روے والدین کے کون ہے۔ بولے بلے یا رسول اللہ۔ فرمایا
کہ حسن و حسین کہ باپ اُن کا علی ابن ابی طالب اور مان اُنکی فاطمہ بنت رسول اللہ

پھر فرمایا کہ خبر دون بہترین خلائق سے از روے چچا وپھوپھی کے بوسے نعم یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن وحسین کہ چچا ان کا جعفر ابن ابی طالب اور عمہ انکی امہانی بنت ابی طالب پھر فرمایا خبر دون تمکو بہترین مردم سے از روے خال وخالہ کے بولے آرسے یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن وحسین ہین کہ مامون اُن کا قاسم ابن رسول اللہ اور خالہ اُنکی زینب بنت رسول اللہ۔ اب خبردار ہو کہ باپ اور مامون اور خالہ انکی جنتی ہین اور یہ بھی جنتی ہین اور جو انکو دوست رکھے وہ بھی بہشتی ہے۔ اسی طرح طبرانی نے کبیر مین روایت کی ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب الی دیار المحبوب مین مقام آداب زیارت ائمہ اہلبیت اور اُسکے ثواب مین کتاب فصل الخطاب سے حدیث طویل بہ روایت حضرت امام رضاؑ مشتمل بر آداب زیارت ودعا جو وقت نزدیک ہونے مزارات کے آئی ہے نقل کی ہے اور اُسکے خاتمہ مین لکھا ہے۔ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَدُوِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔ یعنی بیشک مین یکسو ہون اللہ کیطرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے اور اُن کے آل کے دشمن سے جن اور انس مین سے۔ پس محبت اہلبیت سرمایۂ ایمان اہل سنت ہے اور مخالف اس سے غافل ہین۔ انتہی کلامہ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین کہ تمام سلسلے صوفیہ اہلسنت کی طریقت مین منتہی ہوے ہین ائمہ پر پس یہ حضرات اہل بیت جمیع فرق اہلسنت کے پیر ہین اور معلوم ہے کہ اہل سنت کے نزدیک عظمت اور وقعت پیر کی کس مرتبہ پر ہے اور کیسی محبت پیرون سے یہ کرتے ہین اور پیرون کے بغض و اہانت کو ارتداد طریقت جانتے ہین۔ اب انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مدار اہلسنت کا کیا ہے

یہی شریعت اور طریقت جسکو وہ موقع ریاست اور بزرگی جانتے ہین اور کبراے شریعت یعنی چارون فقہا اور عظماے طریقت یعنی اصحاب خانوادہاے صوفیہ دونون فرقے انہین حضرات سے علاقہ رکھتے ہین اور زلہ رباے خوان فیض انہین حضرات کے ہین پس اہلبیت کے بغض کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنا بلاشک محسوسات کا انکار اور دعوی اجتماع اضداد کا ہے اسکو کوئی عاقل تجویز نہین کرسکتا۔ اور اہل سنت کو نواصب کا لقب دینا ایسا ہی ہے جیسا کوئی نور کو ظلمت اور آفتاب کو تاریک کہے۔

شیخ امان پانی پتی شارح لوائح فرماتے ہین کہ سرمایۂ درویشی میرے نزدیک دو چیزین ہین۔ ایک تہذیب اخلاق۔ دوسرے محبت خاندان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور فرماتے تھے کہ کمال محبت یہ ہے کہ محبت رسول سے اُنکے متعلقون کی طرف تجاوز کرے۔

پس علامت کمال محبت حق کی یہ ہے کہ اُسکی محبت مین متابعت اُسکے حبیب کی کرے اور علامت کمال محبت پیغمبر کی محبت اُنکی اہلبیت کے ساتھ ہے۔ انتہی

اور صاحب ہمعات اپنی بیاض مین لکھتے ہین کہ حضرت نے حکم دیا اپنی اہلبیت کی محبت اور دیگر سابقین کی محبت کا جو مہاجرین وانصار سے ہین تو ہم نے آنکو دوست رکھا رسول کی محبت سے کہ وہ آپ ہی کی محبت کا شعبہ ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کے رسالہ اعتقادیہ کی شرح مین لکھتے ہین کہ اعتقاد حضرات اہلبیت نبوت کا دو مرتبہ رکھتا ہے۔ پہلا جو باتفاق فریقین لازم ایمان اور رکن اسلام ہے اور عام وخاص سب اُسمین شریک ہین اگر کوئی اُسمین قصور کرے تو نواصب وخوارج مین شمار ہو اور دائرۂ ایمان سے باہر ہوجاے و

نعوذ باللہ من ذلک - یہی مرتبہ ہے کہ محبت ان حضرات کو مثل ایمان بہ پیغمبر کے فرض جانے اور عداوت کو مثل کفر کے حرام سمجھے - اور یہ حضرات یقیناً اہل بہشت سے ہین اور بہ تعظیم و توقیر اُنسے پیش آنا چاہیے اور اس مرتبہ اعتقاد کو لازم ہو کہ اُنکے دشمنون کو دشمن رکھے اور اُسکا ضمیمہ یہ ہے کہ وہ مناقب جو از روے آیات و احادیث ثابت ہین اپنے تصانیف مین روایت کرے - دوسرا مرتبہ انکے اعتقاد کا وہ ہے جو عرفای کاملین رکھتے ہین اور بعض مراتب قرب و کمال کو مخصوص ان حضرات سے کے ساتھ معلوم کرتے ہین - انتہیٰ -

یہ بیان ہے مختصر عقائد اہل سنت کا دربارۂ اعتقاد اہلبیت کے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اولاً محبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے دل مین رکھے پھر انکے اولاد کی محبت اور جس طرح محبت اولاد رسول اللہ فرض ہے اُسی طرح محبت اصحاب رسول اللہ بھی فرض ہے - چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ میرے اصحاب سے دشمنی مت کرو - میرے بعد - پس جس شخص نے دوست رکھا اُنکو سو میری محبت سے دوست رکھا اور جسنے اُنکو دشمن رکھا پس میری عداوت سے دشمن رکھا اور جسنے اُنکو ایذا دی مجھکو دی اور جسنے مجھکو ایذا دی خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی قریب ہو کہ خدا اُس سے مواخذہ کرے -

اور مظاہر الحق شرح مشکوۃ فی باب مناقب علی رضی اللہ عنہ مین ہے - حُبُّ اَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمَا کُفْرٌ - وَحُبُّ الْاَنْصَارِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمْ کُفْرٌ - وَحُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمْ کُفْرٌ - وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَمَنْ حَفِظَنِیْ فِیْھِمْ فَاَنَا اَحْفَظُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ - یعنی محبت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ایمان سے ہے

اور ان دونون سے عداوت کفر ہے - اور محبت انصار سے ایمان سے ہے اور
اُنکی عداوت کفر ہے - اور محبت عرب کی ایمان سے ہے اور اُنکی عداوت کفر ہے -
اور جو شخص گالی دے میرے اصحاب کو پس اُسپر خدا کی لعنت ہے اور جو میری حفاظت
کرے اُنمین پس مین اُسکی حفاظت کرون گا قیامت کے دن -

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِیْ فِيْكُمْ كَمَثَلِ
سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَّكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ - رواه احمد
كذا فی المشكوة والجرير فی تاريخه -

روایت ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے اُسوقت جبکہ کعبہ شریف
کا دروازہ پکڑے ہوے تھے کہ مین نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
تھے کہ میرے اہلبیت کی مثال تم مین مثل کشتی نوح علیہ السلام کے ہے کہ جو اُس پر
سوار ہوا نجات پا گیا اور جس نے خلاف کیا وہ ہلاک ہوا - روایت کیا اسکو امام احمد
بن حنبل نے اپنی مسند مین جیسا کہ مشکوۃ شریف مین ہے اور اِس حدیث کو جریر نے
اپنی تاریخ مین بھی لکھا ہے -

فصل الخطاب مین عبد اللہ ابن عباس سے روایت منقول ہے کہ
جب شہر مدائن خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین فتح ہوا تو حضرت عمر رض نے
فرش چرمی مسجد مین بچھایا اور جمیع غنائم وہان جمع کیے - اول امام حسن علیہ السلام
تشریف لائے اور فرمانے لگے یا امیر المومنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہے عطا
کرو - پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بالبرکۃ والکرامۃ اور ہزار درہم نذر کیے - جب

آنجناب دولت خانہ کو تشریف لے گئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے
اُنکو بھی ہزار درہم دیئے۔ پھر عبد اللہ ابن عمرؓ آئے اُنکو پانچ سو درم دیئے۔ حضرت عبد اللہ
نے کہا یا امیر المومنین مین جوان ہون کہ حضور مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی
جہاد کرتا تھا اور حسنین علیہما السلام صغیر السن تھے اور کوچہ ہاے مدینہ مین کھیلا کرتے
تھے۔ اُنکو آپنے ہزار ہزار درم دیئے اور مجھکو پانچ سو۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ اے بیٹے تو ایسی فضیلت تو حاصل کر جو حسنین کو ہے تجھکو بھی ہزار درم دون کیونکہ
باپ اُنکے علی مرتضی اور مان اُنکی فاطمہ زہرا اور جد شریف اُنکے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
اور جدہ اُنکی خدیجۃ الکبری اور چچا اُنکے جعفر طیار اور پھوپھی اُنکی اُم ہانی اور ماموں اُن کے
ابراہیم ابن رسول اللہ اور خالہ اُنکی رقیہ و اُم کلثوم دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس
عبد اللہ ابن عمر ساکت ہو گئے اور یہ خبر حضرت علی مرتضی کو پہونچی تو اُنھون نے کہا مین نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ عمر چراغ اہل جنت ہین جنت مین اُسکے بعد
یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو وہ ایک جماعت مسلمانون کے ساتھ دروازۂ علی
مرتضی کرم اللہ وجہہ پر گئے اُسیوقت حضرت امیر علیہ السلام باہر تشریف لائے حضرت
عمرؓ نے کہا کہ اے علی تم نے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو چراغ
اہل جنت فرمایا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا ہان مین نے یہ حدیث آنحضرت سے
سُنی ہے پس امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا علی یہ حدیث اپنے ہاتھ سے
مجھے لکھ دیجیے۔ حضرت نے دست مبارک سے لکھدیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
هٰذَا مَا ضَمِنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فِی الْجَنَّۃِ
خلاصہ یہ کہ علی ابن ابی طالب عمرؓ کا ضامن ہوا اور لکھ دیتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے عمر کے حق مین فرمایا تھا کہ جبرئیل نے خدا کی طرف سے مجھے خبر دی
کہ عمر ابن خطاب چراغ ہے اہل جنت کا جنت مین پس حضرت عمر نے وہ نوشتہ
لے لیا اور اپنی اولاد کو سپرد کر کے وصیت کی کہ جب میری وفات ہو بعد غسل
و تکفین کے یہ کاغذ کفن مین رکھ دینا تاکہ اسکے ذریعہ سے خدا کی ملاقات کرون
جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ کاغذ کفن مین رکھ دیا گیا بعض علما
فرماتے ہین کہ معنی سراج اہل جنت کے یہ ہین کہ وہ چالیس اصحاب جنکی تمامی
حضرت عمر سے حاصل ہوئی وہ سب جنتی ہین اور عمرؓ اون مین چراغ ہین کیونکہ
اسلام اُن کا آنجناب کے سبب سے قوی ہو گیا اور اسطرح اظہار اسلام کیا
جسطرح راہرو چراغ کی روشنی سے ہدایت پاتا ہے۔ کذا فی النہایہ للجذری
واضح ہو کہ ان دونون بزرگون مین ایسی محبت باہم تھی کہ ایک دوسرے
کو اپنے نفس پر فضیلت دیتے تھے کہ تصنیفات محققین اس سے مالامال ہین
اگرچہ یہ مقام مقتضی بیان فضیلت صحابہ کا نہ تھا مگر اس لحاظ سے کہ محبت
اہل بیت مین یہ تحریر ہو رہی ہے سو وہ محبت بلا محبت صحابہ ناتمام تھی اس لیے
بیان بعض مراتب کا ضرور ہو گیا ورنہ فضائل خلفائے ثلثہ و جملہ صحابہ کرام سے
کتب احادیث اسقدر مملو ہین کہ اگر ایک ایک کی صفت لکھی جائے تو ایک
ایک رسالہ جداگانہ ہو جاوے اور یہ کتاب فضائل و مصائب اہل بیت مین
ہے۔ اب پھر مقصد اوّل پر آیا اور دل یہ چاہتا ہے کہ جسطرح شہادت خفی اور جلی

علیحدہ علیحدہ بیان کی جائیگی اسیطرح قبل شہادت کے کچھ کچھ فضائل سبطین علیہما السلام علیحدہ اُن کے حال مین سکھے جائین تاکہ اس کتاب مین زیادہ تر برکت ہو جائے اور سُننے والون کو بھی سرور علی السرور پیدا ہو۔

بیان فضائل حضرت امام حسن علیہ السلام

علی ابن حسین سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کے تولد کا وقت پہونچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسما بنت عمیس اور ام ایمن کو حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی خدمت مین بھیجا کہ آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑہے اور جب خیر تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ تشریف لائے اور یہ دعا پڑہی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُبِكَ وَلَدَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

اور یحیٰی بن زکریا سے **روایت** ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور عیسیٰ ابن مریم چھ مہینے کے پیدا ہوئے اسی باعث سے اہل شریعت نے اقل مدت حمل چھ مہینہ مقرر کی ہے۔

اور اسماء سے **روایت** ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ سو مین زرد کپڑے مین لپیٹ کر لائی تو حضرت نے وہ کپڑا دور کیا اور فرمایا کہ مین نے منع نہ کیا تھا کہ مولود کو پارچہ زرد مین مت لپیٹو تب مین نے سفید کپڑے مین لپیٹ کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنے کان مین اذان اور بائین مین اقامت فرمائی اور حسن نام رکھا۔

اور فصول المہمہ مین لکھا ہے کہ ساتوین دن آنحضرت نے نام آپکا حرب سے حسن کیا ہے پھر اپنے ہاتھ سے ایک دنبہ ذبح کر کے عقیقہ کیا اور ایک ران دایہ کو دی۔ روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ابن عباس سے اور صحیح کیا اس کو جرمیہ اور ابن الجارودہ نے۔

اور موی مبارک ترشوائے ہموزن اُسکے چاندی صدقہ دی کنیت اُنکی ابو محمدؑ اور القاب نقی و تقی و زکی و طیب و سبط و ولی مگر مشہور سید ہے آپکی ولادت متصل رمضان سال سوم ہجرت مین ہوئی ہے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت حسن ساڑھے سات برس کے تھے آپ سے تیرہ حدیثین مروی ہین۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ۔ کذا فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ یعنی حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر مشابہ سوائے حسن کے نہ تھا۔

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح رسالہ حلیہ مبارک مین لکھتے ہین کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھتا حالانکہ اُس نے زندگی مین نہ دیکھا تھا اور صحابہ سے بیان کرتا تو صحابہ اُسکی تشبیہ پوچھتے اگر بیننده خواب امام حسن کی تشبیہ بیان کرتا تو صحابہ یقین لاتے ورنہ نہین۔

اور امام احمد و نسائی و بغوی و طبرانی و حاکم و بیہقی نے عبد اللہ ابن شداد سے اور اُس نے اپنے باپ سے **روایت** کی ہے کہ ایک دن حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب یا عشا کے واسطے مسجد مین تشریف لائے امام حسن بھی ساتھ تھے ان کو بٹھلا کر حضرت نے نماز شروع کی تو آنحضرت نے سجدہ دراز کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے سر اوٹھا کر دیکھا تو حسن پشت مبارک پر سوار تھے پھر مین سجدہ مین چلا گیا جب فراغت ہوئی تو مقتدیون نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ اس توقف سے ہمکو گمان ہوا کہ کوئی امر جدید پیدا ہوا یا وحی آگئی آنحضرت نے فرمایا کہ دونون مین کوئی بات نہ تھی بلکہ یہ بیٹا میرا حسن سوار تھا سو مین نے اس کا اوتارنا مکروہ جانا تا وقتیکہ اپنی خوشی سے نہ اوترے اور یہ حدیث نسائی کی عبارت سے یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن شَدَّادٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِحْدٰی صَلَاتَیِ الْعِشَاءِ وَھُوَ حَامِلٌ حَسَنًا اَوْحُسَیْنًا فَتَقَدَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَہٗ ثُمَّ کَبَّرَ لِلصَّلٰوۃِ فَاَطَالَ سَجْدَۃً مِنَ الصَّلٰوۃِ فَرَفَعْتُ رَاسِیْ فَاِذَا الصَّبِیُّ عَلٰی ظَھْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَھُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ اِلٰی سُجُوْدِیْ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوۃَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ سَجَدْتَ بَیْنَ ظَھْرِیْ صَلٰوتِکَ سَجْدَۃً اَطَلْتَھَا حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ اَوْ اَنَّہٗ یُوْحٰی اِلَیْکَ قَالَ کُلُّ ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ وَلٰکِنَّ ابْنِیْ ارْتَحَلَنِیْ فَکَرِھْتُ اَنْ اُعَجِّلَہٗ حَتّٰی یَقْضِیَ حَاجَتَہٗ اَخْرَجَہُ النَّسَائِیُّ۔

اور روایت کی امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے باپ امام محمد باقر سے کہ امام حسن علیہ السلام نے پندرہ حج پیادہ کئے حالانکہ گھوڑے کوتل

آپ کے آگے چلتے تھے اور دیا حضرت نے راہ خدا مین تمام مال اپنا دوبار اور
تقسیم کیا راہ خدا مین نصف مال اپنا تین بار۔ یہانتک کہ دیا راہ خدا مین ایک جتہ
اور ایک رکھا اور ایک موزہ دیا اور ایک رکھا اور منجملہ اخلاق پسندیدہ آنحضرت
علیہ السلام کے یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک روز آپ مسند امامت پر جلوہ فرماتے
اور اہالی و موالی گرداگرد آپ کے مثل ہالہ کے گرد چاند کے بیٹھے تھے کہ ایک
مرد نے کفار مین سے آکر پوچھا رئیس مجلس کون ہے اور نام اُسکا کیا ہے حضرت
امام حسن علیہ السلام نے اُسکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا مین ہون حسنؑ ابن علیؓ
اُس کافر نے کہا وہی علیؓ جو خونخوار اور نہایت جبار تھا اور کلمات ناشایستہ
و ناملائم حضرت علیؓ کی شان مین کہے حضار مجلس گرامی نے اُسکے کلمات ہفوات
و خرافات کو سنکر بہت پیچ و تاب کھائے چاہا کہ اُس بے ادب کو سزا دین کہ
حضرت امام حسنؑ نے سب کو اس حرکت سے باز رکھا اور اُسکے حال پر
متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے شخص تیرے طرز کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ تو کسی رنج
مین مبتلا اور کسی مصیبت مین گرفتار ہے اگر تو بھوکا ہے طعام لذیذ تیرے واسطے
لاؤن اور اگر پیاسا ہے پانی سرد موجود ہے اگر قرض دار ہے تیری قرض ادا کردون
اگر تیرا کوئی دشمن ہو تیری مدد کرون اُس مرد کافر نے اسطرح کا کلام دل آویز
وسخنان شکر ریز بمقابلہ اپنے کلام زہر آمیز و خشونت انگیز کے سنکر بے تامل حضرت
امام حسن علیہ السلام کی طرف مخاطب ہوکر کہا تو بیشک بیٹا علی ولی اللہ کا ہے
کہ وہ فاتح خیبر و برادر پیغمبر تھا اور وہ مرد مشرف باسلام ہوکر فدویان خاص مین
برتبہ اختصاص فائز ہوا اور تمام عمر حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین رہا

حضرت امام حسن علیہ السلام کی کرامتون کا حصر نہین ہے کہ اُسکو بیان کرون ہرایک سخن کرامت اور ہر ایک فعل اعجاز تھا اور اب تک کہ تیرہ سو برس ہوئے ہین اُن کی تاثیرات اولیاء امت محمدیہ مین ظاہر ہین اور جس طرح کے معجزے انبیاء پیشین سے سرزد ہوئے ہین اسیطرح کی کرامتین اولیاء اس امت سے ہوتی ہین یہ برکت محض انھین حضرت کی برکت سے ہین۔

کنز المدفون مین ہے کہ ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرد نے آپ سے کچھ صدقہ مانگا آپ کے پاس کچھ نہ تھا کہ اُسکو عنایت فرماتے شرم آئی کہ سائل خالی ہاتھ پھر جائے آپ نے فرمایا کہ مین تجھکو ایک چیز بتائے دیتا ہون کہ اُس سے تیرا کام بخوبی نکل جائے گا اُس نے کہا فرمایئے آپ نے فرمایا کہ خلیفہ کے پاس جا اُسکی بیٹی مرگئی ہے اُسکو بڑا رنج ہے اُس نے کسی کی تعزیت ہی نہین سُنی ہے تو اسطرح جا کے تعزیت کر تجھے اُس سے فائدہ ہوگا اوس نے کہا کہ یاد کرا دیجئے آپ نے فرمایا کہ اُس سے کہیو کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تیرے سامنے اُسکو قبر مین پہونچایا اور تجھکو اُسکی قبر پر بٹھلایا اور اسکی نوبت نہ آئی کہ وہ تیری قبر پر بیٹھتی چنانچہ سائل نے خلیفہ کے پاس جا کر انھین کلمات سے تعزیت کی یہ سُنکر اُس کا رنج وملال جاتا رہا اور حکم دیا کہ اُسکو صلہ اچھا دیا جائے اور کہا تجھے قسم ہے سچ بتا کہ یہ تیرا ہی کلام ہے اُس نے کہا نہین بلکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کا سکھایا ہوا ہے خلیفہ نے کہا تو سچ کہتا ہے کہ وہ معدن کلام فصیح ہین اور اُسکو اور دینے کا حکم دیا۔

اور اخلاق وحلم اس مرتبہ تھا کہ آپ کو چھ مرتبہ زہر دیا گیا اور زبان پر نہ لائے جب ساتوین مرتبہ زہر نے اپنا کام تمام کیا تو امام حسین علیہ السلام آئے اور کہنے لگے

کہ اے بھائی اگر آپ زہر دینے والے کو جانتے ہون تو بتلا دیجیے مین اُس سے عوض لون حضرت امام حسنؑ نے فرمایا۔ اے عزیز میرے باپ علی مرتضیٰ اور میرے جد امجد محبوب خدا اور میری مان فاطمہ زہرا اور میری جدہ خدیجۃ الکبریٰ یہ سب لوگ غماز نہ تھے خداوند تعالیٰ منتقم حقیقی ہے وہ تم سے اچھا انتقام لے گا قیاس سے قصاص نہین ہے ؎

امامی کو امامت را حسن بود سخن گر بگذرو از چرخ اخضر	حسن آمد کہ جملہ حسن ظن بود ہنوز از وصف او باشد فروتر

دو گیتی را وجودش زیب و زین ست
نظیر او اگر جوئی حسین ست

بیان خلافت امام حسن علیہ السلام

خلافت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ ہوا کہ جب امیر المومنین امام المتقین علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ اکیسوین رمضان سنہ چہلم ہجرت مین جمعہ کے دن شہید ہوئے تو اُسکے صبح کو حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام نے لوگون کو جمع کرکے باآواز بلند خطبہ فرمایا کہ مستدرک حاکم مین بسند صحیح متصل بلفظہ یون مذکور ہے۔ لَقَدْ قُبِضَ فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ رَجُلٌ لَا یَسْبِقُہُ الْاَوَّلُوْنَ بِعَمَلٍ وَلَا یُدْرِکُہُ الْاٰخِرُوْنَ بِعِلْمٍ وَقَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْہِ الرَّایَۃَ فَیُقَاتِلُ وَجِبْرَئِیْلُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَمِیْکَائِیْلُ عَنْ یَسَارِہٖ فَمَا یَرْجِعُ حَتّٰی یَفْتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ عَرَفَنِیْ

عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِیٍّ وَاَنَا ابْنُ النَّبِیِّ وَاَنَا ابْنُ الْبَشِیْرِ وَاَنَا ابْنُ النَّذِیْرِ وَاَنَا ابْنُ الدَّاعِیْ اِلَی اللّٰہِ وَاَنَا ابْنُ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَاَنَا مِنْ اَھْلِ الْبَیْتِ الَّذِیْ افْتَرَضَ اللّٰہُ مُوَدَّتَھُمْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ۔ حاصل یہ کہ وفات پائی آج رات کو ایک شخص نے جسکا مثل علم و عمل مین نہ اگلون مین تھا نہ پچھلون مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد مین اُنکو علم بردار کرتے تھے سو وہ لڑتے تھے اور دہنے جانب جبرئیل علیہ السلام اور بائین جانب میکائیل علیہ السلام رہتے تھے پھر مُنہ نہ موڑتے تھے جب تک اللہ تعالی اُن کے ہاتھ پر فتح نہ دیتا پھر جو کوئی مجھکو جانتا پہچانتا ہے اُسکو آگاہ کرنے کی ضرورت نہین ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہین پہچانتا ہے وہ آگاہ ہو کہ مین حسنؑ بیٹا علیؑ کا ہون اور مین بیٹا نبی کا ہون اور مین فرزند بشارت دینے والے اور خوش خبری سُنانے والے کا ہون اور نور البصر ڈرانیوالے کا ہون اور مین لخت جگر اُسکا ہون جو تمکو اللہ کی طرف بلانے والا ہے اور مین نور چشم چراغ روشن کا ہون اور مین اُس گھر کا لڑکا ہون جنکی محبت اللہ نے سب مسلمانون پر فرض کی ہے۔

پھر خطبہ تمام کر کے روئے اور بعض مورخین نے اسی خطبہ مین اسقدر عبارت اور زیادہ روایت کی ہے کہ اسی رات مین وفات پائی یوشع بن نون نے اور آسمان پر گئے عیسےٰ ابن مریم ۔ اور سوای سات سو درم کے جو اُنھون نے واسطے مول لینے کنیز کے رکھے تھے کچھ نہین چھوڑا۔

بعد اختتام خطبہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے حاضرین یہ حسنؑ تمھارے پیغمبر کا بیٹا ہے اور تمھارے امام کا

وصی ہے سو بیعت کرو ان سے چنانچہ حاضرین نے بلا تامل بیعت خلافت کی۔ اور
چالیس ہزار کوفی اُسی دن کہ تاریخ بائیسوین رمضان سنہ چالیس ہجری تھی بیعت مین در آئے
اور اُس وقت عمر جناب امام حسن علیہ السلام کی سینتیس برس کی تھی۔ بعد ازان امام حسن
علیہ السلام نے عبداللہ ابن عباس کو عامل بصرہ مقرر فرمایا۔ یہ خبر امیر معاویہ کو پہونچی۔
اُنھون نے دو آدمی روانہ کیے ایک بصرہ مین دوسرا کوفہ مین تاکہ اخبار نویسی کرین
یہ حال حضرت امام حسن علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آنجناب نے اُن دونون کو قتل کرایا
تاکہ عبرت ہو جاسے اور حضرت امیر معاویہ کو لکھا کہ اگر تمکو ارادہ لڑائی کا ہے تو مین حاضر
ہون۔ سو امیر معاویہ رضؓ بالشکر شام مقابل ہوے اور آنجناب بھی چالیس ہزار آدمی سے
جانب امیر معاویہ تشریف لے گئے اور مقابلہ فوجون کا ہوا۔ اُس وقت اللہ جل شانہ
نے خود بخود حضرت امام حسن علیہ السلام کے دل مین ڈالا کہ دونون فرقون مین غلبہ
کسی کو نہ ہوگا۔ مگر ایک فتنۂ عظیم برپا ہوگا۔ اِس لیے امیر معاویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم امارت دنیا
تم کو سپرد کرتے ہین۔ بچند شرائط۔ یہ انشراح صدر صلعم معجزۂ پیغمبر خدا تھا۔

اور بخاری نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے
کہ جب امام حسن علیہ السلام نے لشکر عظیم الشان امیر معاویہ ابن ابی سفیان پر بھیجا۔ تو عمرو
بن عاص نے کہا اے معاویہ یہ لشکر ایسا نہین ہے کہ بلا جدال و قتال پھر جائے۔
ہزارون کا خون ہوگا۔ امیر معاویہ نے کہا اگر لڑائی ہوئی تو ہزارون مسلمان مارے جائینگے
اور کوئی باقی نہ رہیگا۔ جو حفاظت آبرو مسلمانون کی کرے۔ لہذا عبدالرحمن بن عامر
و عبدالرحمن بن سمرہ کو جناب امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم
دونون حاضر ہوکر آنجناب کے حضور مین بحسن تقریر عرض کرنا اور مجھکو طلب کرانا ہو۔

اور جس طرح ہوسکے صلح کی تدبیر کیجیو۔ چنانچہ اُن دونون سنے حاضر ہوکر ہر طرح سے التماس کیا۔ مگر آنجناب نے جوابات اول عذر آمیز فرمائے۔ پھر اُنھون نے کہا کہ امیر معاویہ کی یہ عرض ہے کہ جس طور سے آپ ارشاد کرین مجھکو قبول و منظور ہے۔ حضرت نے فرمایا اُن شرطون کا ضامن کون ہوتا ہے۔ اُن دونون نے کہا ہم ضامن ہین سب شرائط قبول کرتے ہین بجا لاوینگے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ صلح آنجناب کی طرف سے واقع ہوئی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کَمَا رَوَی الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِهٖ یعنی یہ میرا بیٹا سید ہے اور مین امید کرتا ہون کہ اللہ صلح کرادے اسکے سبب سے مسلمانون کے دو گروہ مین۔ جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے۔

اِس مقام سے معلوم ہوا کہ صلح آنجناب کی طرف سے بسبب قلت و ذلت کے نہ تھی بلکہ از روے فوج و حشم اور حق بھی جانب امام تھا۔ مگر جب چھ مہینے خلافت حقہ پر گذر گئے تو حضرت کے دل مین الہام ہوا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ یَصِیْرُ مُلْکًا عَضُوْضًا اور وہ تیس برس گذر گئے تو اب وقت ملوک و سلاطین آگیا۔ ایسا نہ ہو کہ میرا بھی اُنمین شمار ہو لہذا از خود صلح فرمائی۔

اور یہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ اکتالیس ہجری مین واقع ہوئی اور اکثر لوگ یاران علی مرتضٰی اور تابعین امام حسن مجتبٰی سے ناراض ہوے اور بعض نے کہا۔ یَا عَارَ الْمُؤْمِنِیْنَ سَوَّدْتَ وَجْهَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ حضرت نے فرمایا

اَلْعَارُ خَيْرٌ مِنَ النَّارِ اخرجہ ابو عمر ابن عبد البر فی الاستیعاب۔

الغرض امیر معاویہ نے جملہ شرائط قبول کیئے۔

شیخ نور الحق تیسیر القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین اور کامل ابن اثیر سے بھی منقول ہے کہ جب امر خلافت تفویض پا چکا تو امیر معاویہ نے سی صد ہزار درم اور ہزار جامہ اور تیس غلام اور سو اونٹ حضرت امام علیہ السلام کو بھیجے۔ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب نے امیر معاویہ سے کچھ بھی طلب نہین کیا کیونکہ مضمون صلحنامہ سے جو امام بخاری نے روایت کی ہے کچھ ذکر اسکا نہین ہے۔

نقود دینے اور معین کرنے مین اور تاریخ صلحنامہ مین مختلف روایات ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الحاصل بعد از صلح آنجناب مع اہل و عیال و خدم و حشم مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور امیر معاویہ نے بسر ابن ارطاط کو حاکم بصرہ مقرر کیا اور عبد اللہ ابن عامر کو مصر کا عامل کیا اور مروان کم بخت کو مدینہ منورہ مین بھیجا۔

بیان شہادت امام حسن علیہ السلام

شہادتِ حسن مجتبی بیا بشنو
شدہ است حشر بپا از حدیث ما بشنو

بخست یافت شہادت علی عالی قدر
کنون شہادتِ آن شاہ و سرا بشنو

بہ رنگ نے مین خونی جگر نوا دارم
فغان و نالہ ازین درد آشنا بشنو

ز رفتنِ حسن مجتبی ازین عالم
بہ اہلبیت چہا رفت ماجرا بشنو

گداست صوفی و سلطان و گدا پرو
تو ذکر شاہ بہ محفل ازین گدا بشنو

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سرالشہادتین مین تحریر فرماتے ہین کہ سبب وفات جناب امام حسن علیہ السلام کا یہ ہوا کہ آپ کی حرم جعدہ بنت اشعث بن قیس نے زہر دیا۔ آپ کو باغواے یزید ابن معاویہ کے اور یزید کم بخت نے اس بات پر اسکے ساتھ نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ پس اُسنے ویسا ہی کیا تو بیمار رہے حسن رضی اللہ عنہ چالیس روز پس کہا حسن نے اپنے بھائی حسین سے کہ مجھکو کئی بار زہر پلایا۔ پر ایسا سخت کبھی نہین پلایا۔ اور آپ کی بیماری یہ تھی کہ جگر اور آنت ٹکڑے ٹکڑے ہوکر دستون مین نکلتے تھے پھر اسی مرض مین آپنے انتقال فرمایا۔ جسکی تفصیل یہ ہے۔

اہل تاریخ لکھتے ہین کہ عامل مدینہ مروان کم بخت نے باایماے یزید مسماۃ سویتہ رومیہ کو جو ایک بڑی قحبہ دلّالہ تھی طلب کرکے پوچھا تو امام حسنؑ کے گھر جاتی ہے اُسنے کہا اکثر جاتی ہون۔ یہ سُنکر اُسنے کہا ایک بات کہتا ہون کسی سے نہ کہنا۔ تجھکو تین ہزار دینار وقت برآمد کار عطا کرون گا۔ اور سو دینار فی الحال لے۔ اُسنے کہا مین کسی سے نہ کہون گی۔ مروان نے کہا کہ تو جعدہ کو کسی طرح وہان سے نکال تو یزید اس سے نکاح کرے۔ اُسنے قبول کیا اور حالت تنہائی مین جعدہ کے پاس گئی اور چکنی چپڑی باتین کرکے کہنے لگی کہ یزید تم پر عاشق ہے اگر اُسکے پاس رہو تو ملک شام و عراق تمہارے تصرف مین آئے اور ملکہ کہلاؤ۔ حسن ابن علی کے پاس سواے محتاجی کے اور کیا ہے سچ کہا ہے کسی شاعر نے ؎

شیطان زند از عصیان ہر لحظہ رہِ مردان	در مکر و حیل اما شاگرد زنان باشد

پس جعدہ سوداے ملک و دولت مین گرفتار ہوکر حق صحبت دیرینہ حضرت امام حسن علیہ السلام کا اک قلم بھول گئی اور بولی مجھکو یزید کے پاس رہنا بدل منظور ہے۔ اُس

قطامہ فاجرہ نے یہ احوال مروان سے کہا۔ تب اُس کمبخت نے اُس ...ر کے ذریعے سے
کہلا بھیجا کہ امام حسن کی زندگی میں ملاقات یزید مشکل ہے اُنکو دفع کر تو مطلب حاصل ہو جعدہ نے
کہا کہ میں کس طرح امام حسن کو دفع کرون۔ سو مروان مردود نے قدرے زہر بھیجا۔ چنانچہ اُس
کم نصیب کو طمع دنیاوی نے گھیر لیا۔ ایک رات موقع پاکر شہد مین زہر ہلاہل ملا کر آپکو پلا دیا۔
اُسکے پیتے ہی آپکے شکم مبارک مین کمال شدت سے درد ہوا اور ایسا سخت صدمہ و کرب ہوا
کہ جس سے آپ نہایت بیتاب تھے مضطرب الحال مانند ماہی بے آب تھے حتیٰ کہ تمام شب
آپ کا یہی حال رہا۔ آپکی اس حالت سے تمام اہلبیت رسالت کے دل پر سخت صدمہ و
ملال رہا۔ جب صبح کا وقت آیا تو آپ اپنے جد امجد کے روضۂ مطہرہ پر تشریف لے گئے
اور مرقد پاک کی خاک پاک اپنے جسد اطہر پر مس فرمایا۔ شافی برحق حکیم مطلق نے اِس خاک
مطہر کی برکت سے آپکو ایسی صحت و راحت عطا فرمائی کہ پھر آپنے اُس زہر کی تاثیر مطلق نہ
پائی پھر حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُسی دن سے جعدہ کے گھر کا کھانا پینا موقوف کیا
اُم قاسم کے گھر کا کھانا کھانے لگے جب یہ خبر اُس ستمگر یزید پلید کو پہونچی کہ جعدہ نے آپکو
زہر دیا مگر کچھ اثر نہ کیا تو دوبارہ اُس دشمن جان نے ایک رومال زہر آلود بتوسط مروان مردود
جعدہ کے پاس بھیجا کہ جس وقت آپ تجھ سے ہم صحبت ہون تو اُسوقت بعد فراغت آپکا
جسد شریف اِس رومال سے پونچھ لینا کہین غفلت سے اس کام کو فراموش نہ کر دینا چنانچہ
اُس زن بیحیا نے اُس مردود کے اِس مکر پر بھی عمل کیا کہ بعد صحبت کے اُسی رومال سے
آپ کا جسد شریف پونچھ لیا۔ رومال کے لگاتے ہی آپکے تمام جسم شریف مین ایسی سوزش
پیدا ہوئی کہ جس سے پھر وہی کلفت و مصیبت ہویدا ہوئی۔ غرضکہ پھر جب وقت سحر کا آیا
تو آپنے اپنے تئین بدشواری اپنے جد اکرم کے روضۂ مکرم پر پہونچایا۔ وہان حاضر ہوتے ہی

خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے خبر لی کہ فوراً صحت کامل عطا کی اِس مرتبہ پھر جب
اُس مردود ازلی کے پاس خبر آئی کہ امام علیہ السلام نے اِس زہر ہلاہل سے بھی صحت پائی
تو تیسری مرتبہ اُس مردود نے کچھ کھجورین زہر آلود جعدہ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ اگر تو ایکی
یہ کھجورین امام حسن کو کھلائیگی تو یقیناً پھر اُنکو زندہ نہ پائیگی چنانچہ سہ بارہ اُس کمبخت نے کچھ
کھجورین بے زہر آلود کو شناخت کرکے اُن کھجورون مین ملادیا چونکہ آپکو نیٹڈ کھجور سے بڑا
شوق تھا نہایت ذوق تھا۔ ایک روز موقع پاکر آپ سے عرض کیا کہ یا حضرت حوالی مدینہ سے
کھجورین بہت عمدہ آئی ہین اگر فرمائیے تو لاؤن حضور کو کھلاؤن۔ آپنے فرمایا کہ اچھا بہتر ہے
لاؤ۔ مگر میرے ساتھ تم بھی کھاؤ۔ اُس بیوفا نے تو پہلے سے وہ حکمت پر دغا کر رکھی تھی پھر
وہ کھجورین منگائین اور اُنمین سے لیکر موافق شناخت کے پہلے کچھ آپ کھائین بعد اُسکے
حضرت نے تناول فرمانا شروع کیا۔ جعدہ مکار اپنی شناخت کے موافق بے زہر کی کھجورین
کھاتی تھی اور چونکہ آپ اُسکے فریب و دغا سے لاعلم تھے لہذا جو کھجور بے تکلف آپ کے
دست مبارک مین آجاتی تھی آپ اُسے تناول فرماتے تھے اور ہرگز کچھ خیال اُسکے
مکر و فریب کا خاطر مبارک مین نہ لاتے تھے۔ حتی کہ جب آپنے چند کھجورین زہر آلود نوش
فرمائین تو اُسوقت کچھ اثر زہر کا آپ کو نظر آیا۔ اِس حال سے واقف ہوتے ہی آپ
بہت گھبرائے اور وہان سے اُٹھ کر اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کے
پاس تشریف لائے اور اُن کھجورون کے کھانے سے بھی تمام شب آپ نے نہایت
تکلیف اُٹھائی۔ پھر جب صبح کو روضۂ شریف پر حاضری کی نوبت آئی تو پھر خداوند
تعالی نے صحت تازہ عطا فرمائی۔

اللہ اکبر کیا ضبط کیا صبر کیا تحمل کیا بردباری کیا مروت کیا حلم تھا۔ اس تین مرتبہ

زہر دینے مین جو جو مصائب آپ پر گذرے اُسکا خدا ہی کو علم تھا باوجودیکہ دشمن کو
بالتحقیق پہچان لیا مگر کسی نہج سے اُسکا نام اشارتًا وکنایتًہ زبان مبارک پر آنے نہ دیا۔
الحاصل اُس کمبخت نے تین مرتبہ پیہم آپ کو زہر دیا تو آپنے براہ دوراندیشی اُس سے
بہت احتراز اختیار کیا حتی کہ جب انہین رنج و مصائب کی وجہ سے آپ کا دل مبارک
بہت گھبرایا تو آپنے چند روز کے واسطے سفر شہر موصل کا اختیار کیا حضرت عبداللہ ابن
عباس اور چند خدام عالی مقام ہمراہ رکاب فیض انتساب تھے غرضنکہ جب آپ شہر مذکور
مین رونق افروز ہوے تو وہان کے جملہ خاص وعام بکمال تعظیم وتکریم پیش آئے اور
آپکے قدم رنجہ فرمانے سے اسقدر خوش ومحظوظ ہوے کہ اپنے جامے مین پھولے نہ سمائے
اب معاملہ تقدیر کو دیکھیے کہ ایک اندھا کور باطن صورت مین انسان سیرت مین شیطان
دشمن جان خاندان حبیب یزدان شہر دمشق مین رہتا تھا اور وہ موذی براہ خباثت ازلی
وشقاوت قلبی بوجہ فقط براہ رشک وحسد ناحق اسی رنج وغم کے صدمے سہتا تھا
جب اُس ملعون نے شہر موصل مین آپکی تشریف آوری کی خبر پائی تو گویا اُس بیحیا کی مراد
دلی برآئی۔ اب خاص اسی قصد سے وہ شیطان بے ایمان دمشق سے موصل مین آیا اور
اپنے عصا کی سنان کو اسی نیت سے زہر آلود کرایا کہ کسی طرح اسکا زخم آپکو دیجیے اور
آپ کا خون ناحق اپنی گردن پر لیجیے۔ پس اس نیت سے جس مسجد مین آپ نماز پڑھنے
تشریف لیجاتے تھے اُسی مسجد مین آکر مقیم ہوا وہ مردود ایسا آپکی عداوت مین محو تھا
کہ اُسے اپنی جان کا بھی خوف وبیم نہ ہوا۔ آخر کار اُس مکار نے ایسے مکر وفریب کا جال
پھیلایا کہ ظاہر مین اپنے تئین آپ کا کمال درجہ معتقد بنایا۔ چنانچہ اکثر آپکی خدمت بابرکت
مین حاضر ہوتا تھا اور آپکی زبان گوہر فشان سے احادیث نبوی کا بیان سنکر زار زار

روتا تھا۔ آخر کار اُس مکار کو ایک روز ایسا موقع ہاتھ آیا کہ اُس سنان زہر آلود کا زخم آپکے
پاے مبارک پر پہونچایا۔ اُس زخم کے لگتے ہی آپ کا عجب حال ہوا۔ شدت کرب سے
ضبط کرنا محال ہوا حتی کہ آپ اُس سے بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے لوگ آپ کا یہ حال
زار سنکر دوڑے۔ دیکھا تو واقعی اُس ستمگار نے ایسا زخم کاری لگایا ہے کہ پاے مبارک
آپ کا بشدت ورم کر آیا۔ پھر لوگون نے اُس موذی کو گرفتار کر کے چاہا کہ سر اسکا تن سے
جُدا کر کے اُسے جہنم رسید کرین۔ مگر جب آپ کو ہوش آیا تو لوگون کو اُسکے قتل سے منع فرمایا
سبحان اللہ صبر و تحمل اسی کا نام ہے یہ حلم و بردباری ایسے ہی بزرگان دین کا کام ہے۔
پھر جب آپنے اُس زخم سے افاقہ پایا تو وہان سے جانب دمشق قدم رنجہ فرمایا۔ وہان
جب امیر معاویہ سے ملاقات کی نوبت آئی۔ تو آپنے اُنسے ساری سرگذشت بیان فرمائی
اور ارشاد کیا کہ رفع تکلیف اور تفریح طبع کے واسطے سفر اختیار کیا اور وطن سے منہ موڑا۔ مگر
دشمنون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا الغرض اب سفر سے گھبراتا ہون اور پھر وطن کو پھراجاتا ہون
جو تقدیر مین ہے وہی بات پیش آنی ہے پھر مجھے کیا ضرورت سرگردانی ہے۔ یہ فرماکر آپ
جانب وطن روانہ ہوے۔ چندروز مین داخل دولتخانہ ہوے۔

روایت ہے کہ جعدہ بدنصیب نے بڑے بڑے مکر و فریب سے پانچ مرتبہ
آپکو زہر دیا۔ اسد الغابہ مین ہے کہ تین دفعہ زہر دیا۔ مگر خداوند تعالی کے فضل سے اثر
نہ کیا۔ جب زمانہ رحلت شریف کا قریب آیا۔ اُس کمبخت نے چھٹی بار آپ کو زہر دیا۔ تو
اِس مرتبہ زہر آپ پر اثر کر گیا۔ صحیح خبر اور روایت معتبر سے ثابت ہے کہ یزید پلید نے
چھٹی بار الماس کا زہر پسا ہوا بذریعہ مروان جعدہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اپنا کام کر
یہ زہر دیکر امام حسن علیہ السلام کا کام تمام کر۔ جب وہ زہر قاتل جعدہ کے پاس آیا۔ تو

اُسنے بہت مکر و فریب کیے مگر عرصہ تک کوئی قابو نہ پایا۔ اسی جعدہ نامعقول کے مکر و
فریب کے خیال سے آپ ہر چیز کے کھانے پینے مین بہت احتیاط فرماتے تھے بدون
اطمینان کوئی چیز نہ کھاتے تھے چنانچہ بہ خیال اسی احتیاط کے جس کوزے کا پانی آپ
نوش فرماتے تھے اُس کوزے کے منھ پر ایک کپڑا باریک سربمہر بندھا رہتا تھا۔ اسیوجہ
سے دشمن اپنا قابو نہ پاتا تھا کوئی مکر و فریب پیش نہ جاتا تھا حتی کہ ایک مرتبہ یہ اتفاق پیش
آیا کہ اُس دشمن جان نے اِس طرح موقع پایا کہ آپ شب کے وقت محل سرا کے اندر سوتے
تھے۔ اور گھر کے سب خورد کلان آپکے گرد بہ گرد لیٹے تھے اتفاق سے سب لوگ بھی
غافل ہو کر سو گئے۔ جب جعدہ نے اِس حال سے خبر پائی تو فوراً اپنے مکان سے جسمین
علیحدہ رہتی تھی اُس سے اُتر کر آپکے نزدیک آئی اور وہ رومال باریک جو کوزے کے
مُنھ پر سربمہر بندھا تھا اُسکے اوپر سے اُس زہر الماس کو کوزے کے اندر پہونچا دیا اور اپنا
کام کر کے جلدی سے اپنے محل کا راستہ لیا تھوڑی دیر کے بعد جب آپ خواب سے
بیدار ہوے تو اُسوقت اِس طرح پر سرگفتار ہوے کہ اے بہن زینب جلد اُٹھو مینے اسوقت
اپنے نانا جان اور بابا و مادر مہربان کو خواب مین دیکھا ہے کہ مجھے بلاتے ہین اور اپنی طرف
آنے کو اشارہ فرماتے ہین۔ اے بہن جلد جاؤ اور تھوڑا پانی وضو کے لیے لاؤ۔ اُدھر
پانی کے لیے زینب نے قدم بڑھایا۔ ادھر آپنے سر مبارک اُٹھا کر جو دیکھا تو اُس کوزے کو
سربمہر پایا تشنگی جو معلوم ہوئی تو چند قطرے اُس آب زہر ناب کے نوش فرمائے
اِس پانی کے پیتے ہی شکم مبارک مین سوزش پیدا ہوئی عجب طرح کی بے چینی اور
کلفت ہویدا ہوئی اُسی وقت دل و جگر پھٹ گیا۔ کلیجہ کٹ گیا۔ مانند ماہی بے آب
اُچھلنے لگے۔ جگر تھام تھام کر ہاتھ پر ہاتھ ملنے لگے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے

وحشت اثر سنکر نہایت گھبرائے اور بکمال بیتابی سکے ساتھ دوڑے ہوے آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا اے بھائی جان میری جان آپ پر قربان آپ کا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ اے بھائی مجھے دشمنون نے پانچ مرتبہ زہر دیا۔ مگر اثر نہ کیا۔ اب چھٹی بار کا زہر کارگر ہو گیا۔ اب تم سے جدا ہوتا ہون اور اپنے نانا جان اور بابا اور مادر مہربان کے پاس جاتا ہون۔ حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کا یہ حال دیکھ کر رونے لگے تمام اہلبیت رو رو کر اپنا جی کھونے لگے

پھر تھوڑی دیر کے بعد آپکے شکم مبارک مین ایسی شدت سے درد اٹھا کہ بستر استراحت پر کمال بے چینی سے لوٹنے لگے طلوع آفتاب کے بعد یہ حالت طاری ہوئی کہ اسہال کبدی شروع ہوا اور قے جاری ہوئی۔ ایک طشت آپکے آگے رکھا تھا دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر منھ سے گرتا تھا۔ حتی کہ ایک سو ستر ٹکڑے جگر شریف کے طشت مین گرے پھر تو یہ حال ہوا کہ ضعف و نقاہت کی وجہ سے آپ کو بات کرنا محال ہوا چنانچہ ایک شخص وقت مرض آپکی عیادت کو گیا۔ آپ نے فرمایا جگر میرا پارہ پارہ ہوا۔ اُس شخص نے کہا کہ مین نے بچشم خود دیکھا کہ فی الواقع قطعات جگر تھے۔

جب وقت انتقال امام حسن علیہ السلام کا قریب پہونچا اور سب کو آپکی زندگی سے ناامیدی ہوئی اُسوقت امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے بھائی کس نے آپ کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔ آپنے فرمایا کیا ارادہ اُسکے قتل کا ہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا ہان۔ پس آپ نے کمال حلم سے فرمایا کہ اگر کیا ہے اِس کام کو اُس شخص نے جسکا مجھکو گمان ہے پس حق تعالی زیادہ منتقم حقیقی اور عذاب کرنے والا ہے۔ تمہارے مارنے کی حاجت نہین ہے

واہ کیا حلم تھا اپنا تو جگر ٹکڑے ہو		پھر بھی ایذاے ستمگر کے روادار نہین

اور اگر فی الواقع یہ کام اُس شخص سے نہین ہوا تو مین نہین چاہتا کہ تم بے گناہ کو میرے واسطے قتل کرو بعد اُسکے فرمایا کہ مجھکو کئی بار زہر ملایا ہے پر ایسا سخت کبھی نہین پلایا۔
یہ کل مضامین بعض تو استیعاب مین اور کچھ سر الشہادتین اور کچھ تحریر الشہادتین مین سے منقول ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے کئی وجہ سے اپنے قاتل کو نہ بتلایا

اول یہ کہ بنا اِس شہادت کی اخفا پر تھی لہذا قاتل کو بھی مشتبہ رکھا۔

دوسرے یہ کہ بموجب احکام شرعیہ کے قصاص کا حکم جاری نہ ہو سکتا تھا

تیسرے افشا راز آپکے حلم و مروت و صبر و اخلاق کے خلاف تھا سو یہ تقاضاے کمال تحمل زبان پر نہ لائے۔ ورنہ یہ بات ایسی نہ تھی کہ اگر تحقیقات ہوتی تو بیشک زہر دینا جعدہ پر ثابت ہو جاتا۔ مگر سچ یہ ہے کہ ایسے مقام مین باوجود قدرت کے انتقام دشمن سے قطع نظر کرنا انہین حضرات کا کام ہے کہتے ہین کہ اس حال مین جعدہ کو خلوت مین بُلا کر ارشاد فرمایا کہ اے بانوے ناساز گار روا یار بیوفا جفا کار تیرے اِس کردار سے مین نے اپنے عزیزون کو مطلع نہین کیا محکمۂ قیامت پر اسکا فیصلہ رکھا ہے۔ افسوس کہ تو خدا سے نہ ڈری اور اِس محبت دیرینہ کو تو نے برباد کر دیا دوستون سے یہی امید ہوتی ہے جو تو نے کیا اور فرمایا جو تیرا مطلب ہے کبھی نہ ہوگا۔ پھر اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا۔

حافظ ابو عمرو یوسف ابن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی نے لکھا ہے کہ جب وقت رحلت بہت قریب پہونچا تو آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ وصیت فرمائی کہ کوفیون کے قول و فعل پر اصلا اعتماد نہ کیجیو۔ یہ لوگ اپنی سفاہت و حماقت سے

تمکو خلافت کے واسطے قائم کرین گے اور مدینہ سے بلائین گے سو تم ہرگز خلافت کا قصد نہ کرنا۔ اِس لیے کہ مین جانتا ہون کہ خداوند تعالی اہلبیت نبوت مین خلافت و نبوت جمع نہ کریگا اور یہ بھی فرمایا کہ مین نے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھ لیا ہے کہ مین روضۂ مبارک جدامجد کے قریب دفن ہون اور اُنھون نے مجھ سے وعدہ کیا ہے سو تمکو چاہیے کہ بعد میری وفات کے میرا جنازہ روضۂ مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہونچانا اور حضرت عائشہ سے پھر بتجدید اجازت لینا اگر وہ کہین تو دفن کرنا۔ مگر مین جانتا ہون کہ بنی امیہ منع کرین گے جو ایسا ہو تو قصد تکرار ضرور نہین۔ جنت البقیع مین میری مان کے پاس دفن کردینا۔ کذافی الاستیعاب۔

الغرض دمبدم حضرت امام حسن علیہ السلام کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا اور دل و جگر کٹ کٹ کے قے و دست کی راہ نکلتا آتا تھا حضرت امام حسین علیہ السلام بھائی کے واسطے افسوس کرتے تھے اور فرماتے تھے ؎

کہ ریخت پارۂ الماس سودہ در قدحش	کہ زہر گشت از آن آب خوش گوار حسنؑ
درا اندرون صد ہشتاد پارہ شد جگرش	ہمہ ز راہ گلو ریخت در کنار حسنؑ
لبش کہ مایۂ تریاک بود شد پر زہر	فغان ز تلخی شہد و شکر نثار حسنؑ
بباغ عشرت پیغمبر از خزان ستم	بریخت لالۂ و نسرین ز نو بہار حسنؑ

جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل
زحسرت جگر خستۂ و فگار حسنؑ

الغرض اُنیسوین تاریخ صفر کی رات کو آپ کا حال متغیر ہوا حضرت زینب و ام کلثوم اور فرزندان مغموم اور سب گھر کے لوگ اُسوقت بیقرار و اشکبار تھے آدھی رات گئے

وقت حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بھائی
مین نے بہنون اور فرزندون اور گھر کے سب چھوٹے بڑون کو تمہارے سپرد کیا اور تمکو خدا کو
سونپا۔ یہ کہا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری ہوا ایک بیک اس سرائے فانی سے طرف
عالم جاودانی کے رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؀

رفت آن سلطان معنی بے قصور		رقص رقصان سوے آن دریاے نور

جناب امامت مآب پیشواے کونین حضرت امام حسین علیہ السلام نے بعد فراغت غسل و
کفن کے بموجب وصیت برادر بزرگوار کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
واسطے دفن کے اجازت طلب کی حضرت ام المومنین نے بموجب وعدہ اجازت
دی جب یہ خبر مروان بدانجام کو پہونچی از راہ خباثت بزور و جبر قدم راہ ممانعت مین رکھکر
آمادہ قتال و جدال ہوا اور امام حسن علیہ السلام کو روضہ مبارک مین دفن ہونے نہ دیا اسپر
حضرت امام حسین علیہ السلام چند آدمیون کو لیکر آمادہ قتال ہوے مروان بھی مسلح ہوا
تب حضرت ابو ہریرہ نے حاضر ہو کر کہا کیا ہی ظالم لوگ ہین کہ ابن رسول اللہ کو رسول اللہ
کے پاس دفن نہین ہونے دیتے اور امام حسین علیہ السلام کے پاس گئے اور وصیت
حضرت امام حسن علیہ السلام کی یاد دلائی اور جنازہ شریف اٹھا کر جنت البقیع مین لے گئے
اور سعید ابن عاص نے نماز جنازہ پڑھی اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس
دفن کیا امام حسین علیہ السلام و محمد ابن حنفیہ و عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے قبر مین
اُتارا تھا اور فرقہ بنی امیہ سے کوئی شخص جنازے پر نہ آیا مگر سعید ابن عاص کہ اُس
وقت امیر مدینہ تھے وہ خالد ابن ولید کے کہنے سے حاضر ہوے اور با جازت امام
حسین علیہ السلام نماز جنازہ پڑھی۔

تہذیب التہذیب مین ثعلبہ سے منقول ہے کہ مین وقت دفن حاضر تھا اسقدر کثرت آدمیون کی تھی کہ اگر سوئی بھی ڈالی جاتی تو آدمیون پر پڑتی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی ہاشم کی عورتون نے ایک ماہ کامل غم والم کیا اور عمر شریف آپکی پینتالیس برس اور چھ مہینے کی کچھ روز کم تھی اور آپکی پیدائش پندرھوین شعبان سنہ تین ہجری مین بروایت صحیح ہے ان تاریخون مین اختلاف روایات بہت سے ہے اور آپکی اولاد مین پندرہ بیٹے آٹھ بیٹیان ہوئین اور نسل آپکی پانچ بیٹون سے باقی رہی۔ اسمین روایات مختلف ہین اور تاریخ وفات مین بھی اختلاف ہے

علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام شہید ہوے تو جعدہ نے یزید پلید کو لکھا کہ ایفاء وعدہ کر یزید نے لکھ بھیجا کہ مین راضی نہ تھا کہ تو حسن ابن علی کے پاس رہے حالانکہ مین اُنکو اپنا دشمن جانتا تھا۔ پھر تجھکو اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کب کرونگا واہ کیا کارخانہ قضا وقدر کے ہین کہ جعدہ بدنصیب دونون طرف سے گئی نہ ادھر کی ہوئی نہ اُدھر کی ہوئی خسر الدنیا والآخرۃ اسی کو کہتے ہین ؎

دنیا کے لیے جو دین کھووے	سو دونون جہان کو ڈبووے

اور بعض محققین نے یون لکھا ہے کہ جعدہ اِس حرکت سے سخت پشیمان ہوئی اور مروان کے گھر مین چھپی اُسنے دو غلام اور تین لونڈیان ہمراہ کرکے جانب شام روانہ کیا۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اسکو مخفی رکھنا چاہیے ورنہ بنی ہاشم کے ہاتھ سے نجات مشکل ہے سو حضرت امیر معاویہ سخت رنجیدہ ہوے یعنی جب جعدہ پہونچی تو اُس کو طلب کرکے کہا تونے نہایت بدحرکت کی لعنت خدا کی تجھ پر اور اُسپر جس نے امام حسنؑ کی شہادت مین سعی کی بہ تخصیص اُسپر جس نے زہر بھیجا۔ اے جعدہ تجھکو شرم

نہ آئی کہ تو نے اپنے دوست کو اس طرح مارا اور خدا و رسول کے غضب سے نہ ڈری دور ہو میرے پاس سے تو ہرگز لائق یزید نہین ہے تب جعدہ نے یزید کو لکھا کہ اب مین نے اپنا کام کیا تو بھی ایفاء وعدہ کر اُسنے وہ جواب دیا جو علامۂ سیوطی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

اور آپکے مزار مبارک کی کرامات مین یہ روایت ہے عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ یَغُوْطُ رَجُلٌ عَلٰی قَبْرِ الْحَسَنِ فَجُنَّ فَجَعَلَ یَنْبَحُ الْکِلَابَ ثُمَّ مَاتَ فَسُمِعَ یَعْوِیْ فِیْ قَبْرِہٖ۔ اخرجہ ابن عساکر و ابونعیم فی الحلیہ۔

روایت ہے اعمش سے کہ ایک شخص نے آپکے قبر مقدس پر پائخانہ پھر دیا وہ مجنون ہو گیا اور کتون کی طرح آواز کرنے لگا اور اُسی حال مین وہ مر گیا اور اُسکی قبر سے عَوعَو کی آواز لوگ سنتے تھے نعوذ باللہ من غضبہ۔ روایت کیا اسکو ابن عساکر نے اور ابونعیم نے بھی حلیہ مین اعمش سے روایت کی ہے۔

اب حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیکسی اور تنہائی کیونکر بیان کیجائے کہ دل و جگر شق ہوا جاتا ہے اور خیال کرنے سے رونا آتا ہے۔ بار بار بھائی کی قبر پر آتے اور کمال بیقراری سے مضطر ہو کر فرماتے تھے ؎

خود تو جنت کو گئے اور ہمین تنہا چھوڑا ۔۔۔ آپ کے ہجر مین جینا ہوا مشکل بھائی
کچھ تو بتلاؤ رہ ملک عدم کی خوبی ۔۔۔ قطع کرنی ہے ہمین بھی یہی منزل بھائی
یک بیک چھوڑ دیا ہم جگر افگارون کو ۔۔۔ دور کی راہ چلے خوب یہ منزل بھائی

دمبدم جب کہ تصور ترا آتا ہے مجھے
مضطرب ہوتا ہون مین صورت بسمل بھائی

بیان فضائل حضرت امام حسین علیہ السلام

بیا کہ ذکر شہنشاہ کربلا اینجاست
بیا کہ پیشِ نظر رحمت خدا اینجاست

بیا کہ شمع فروزید و اشک گرم ز دل
بیا کہ سوز دل و گریہ جانفزا اینجاست

بیا کہ ذکر حسین است نشتر رگ جان
بیا کہ خون دل از دیدہ رہکشا اینجاست

بیا کہ وصف قدِ ہمچو سرو او گویند
بیا کہ حشر بپا از حدیث ما این جاست

بیا کہ صوفیِ دل خون چو بوے غنچۂ گل
ز خویش میرود و باز در ثنا اینجاست

مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ فرماتے ہین وَاَمَّا الشَّهَادَةُ الْجَهْرِيَّةُ الَّتِي اخْتَصَّ بِهَا السِّبْطُ الْاَصْغَرُ فَهِيَ مِنْ اَكْبَرِ الْوَقَائِعِ الْمَشْهُوْرَةِ ولیکن شہادت ظاہری جو مخصوص ہوئی چھوٹے صاحبزادے کے ساتھ سو وہ بڑا مشہور قصہ ہے۔

اب سُننا چاہیے

حال شہادت جہریہ کا جو سبط اصغر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہوئی چونکہ بنا اسکی اعلان پر تھی اس لیے اوّلا وحی مین فرشتون کی زبان سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور مکان و زمان اُسکا معلوم ہوا اور یہ خبرین نہایت مشہور و متواتر کے پہونچین تاکہ کسی طرح کا شبہہ نہ رہے۔ مگر قبل تحریر واقعہ بیان ولادت باسعادت و فضائل و مناقب اُنکے جو بتخصیص بلاشرکت سبط اکبر امام حسن علیہ السلام کے زبان معجز بیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئے ہین ضرور ہے

اور لکھنا اخبار موحشہ کا جو شہادت پر دلالت کرتے ہین واجب ہے لہذا بیان کیا جاتا ہے کہ ولادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی پانچوین شعبان سنہ چار ہجری مین ہوئی بعد پچاس روز کے تولد امام حسن علیہ السلام سے رحم مادر مین آئے اور دس مہینے چند روز مان کے پیٹ مین رہے اسیقدر بزرگی و خردی سبطین علیہما السلام مین تھی اور بعد پیدا ہونے کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و تسمیہ و ختنہ وغیرہ امور جو کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ فرمائے وہ سب انکے ساتھ بھی کیے اور کنیت آپکی ابو عبد اللہ و القاب سید و طیب و ولی و ذکی و مبارک و تابع بمرضیات اللہ و سبط رسول اللہ ہے۔ مگر مشہور تر القاب ذکی اور اعلی لقب سید ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینہ سے قدم تک مشابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور آپکی انگوٹھی مین کندہ تھا لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَاب۔

فضائل شریف حد حصر سے خارج ہین علم و عمل زہد و تقوی جود و سخا شجاعت و فتوت اخلاق و مروت صبر و شکر حلم و حیا وغیرہ صفات کمال مین بوجہ کمال طاق اور مہمان نوازی و غربا پروری و اعانت مظلوم بمقابلہ ظالمین و ایصال رحم و انعام فقرا و مساکین مین شہرہ آفاق تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی گلدستہ لائی حضرت امام نے سونگھا اور اُسکو آزاد کیا۔ انس رض نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ آپنے دستہ گل کے عوض اُسے آزاد فرمایا۔ تب آپ نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہین وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اور جب تمکو دعا دیوے تو تم بھی دعا دو اس سے بہتر یا وہی کہو الٹ کر۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہین کہ ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کھانا کھاتے تھے لونڈی آپ کی پیالہ پانی کا لیے کھڑی تھی دفعتہً وہ پیالہ ہاتھ سے گرا اور ٹوٹ گیا حضرت امام حسین علیہ السلام غصہ ہوے۔ لونڈی نے کہا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ آپ نے فرمایا مین نے غصہ کھالیا۔ اُس نے کہا والعافین عن الناس آپنے فرمایا مین نے معاف کیا۔ لونڈی نے کہا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ آپنے فرمایا مین نے تجھکو اپنے مال سے آزاد کیا ؎

بری را مکافات کردن بدی		براہل صورت بود بخردی	
بمعنی کسانیکہ سبے بردہ اند		بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند	

اور عبادت کا یہ مرتبہ تھا کہ پچیس مرتبہ پیادہ پا حج کیا۔ چنانچہ علی ابن حسین رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ تمہارے باپ کی اولاد کیونکر کم ہوئی۔ فرمایا کہ جسقدر اُنکی عبادت تعجب ہے اُنکو فرصت کہان ہوتی تھی کہ عورتون سے صحبت کرین۔ دن اور رات مین ہزار رکعتین نماز پڑھتے تھے اور ہمت کا یہ حال تھا کہ معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مکے مین آکر بہت مال و اسباب نذر کیا۔ حضرت نے سب پھیر دیا۔

شواہد النبوۃ مین لکھا ہے کہ چہرہ شریف ایسا تابان تھا کہ لوگ اُسکی روشنی مین راہ چلتے تھے۔

اور فضائل آنجناب خاصتہً یہ ہین شواہد النبوۃ مین ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکو سیدھی ران پر بٹھلائے تھے اور ابراہیم اپنے صاحبزادے کو ران چپ پر کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اللہ صاحب ان دونون کو آپ کے واسطے جمع نہین کرینگے سو آپ ایک ہی کو اختیار کیجیے۔ حضرت نے خیال کیا کہ حسین کے مرنے سے مجھکو اور علیؑ اور فاطمہؑ کو غم ہوگا اور ابراہیم کے مرنےمین

زیادہ مجھی کو رنج ہوگا سو مین اپنا رنج گوارا کر سکتا ہون ۔ چنانچہ تیسرے دن ابراہیم نے وفات پائی ۔ بعد ازان جب حضرت امام حسین علیہ السلام آنحضرت کے پاس آتے تو آپ بوسہ دیکر فرماتے کہ اسپر مین نے اپنا بیٹا فدا کیا ہے ۔

اور تہذیب التہذیب وابن ماجہ اور ترمذی مین یعلی ابن مرہ سے روایت ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کے گھر دعوت کھانے کو گیا اور لوگ بھی ساتھ تھے پس آنحضرت جماعت سے علیحدہ ہوے اور امام حسین علیہ السلام لڑکون مین کھیلتے تھے حضرت نے چاہا کہ انکو پکڑین ۔ امام حسین علیہ السلام بھاگے ۔ حضرتؐ نے پکڑا اور ایک ہاتھ پیٹھ پر اور دوسرا زیر ذقن لگاکر بوسہ دیا ۔ اور فرمایا کہ حسین مجھ سے (میرا) ہے اور مین حسین سے (کا) ہون ۔ اور جس نے حسینؑ کو دوست رکھا اُس نے اللہ کو دوست رکھا اور حسین سبط ہے اسباط سے یہ حدیث حسن ہے اخرجہ الدیلمی ۔ وابن سعد وابن ابی شیبہ واحمد والبخاری وابن ماجہ والترمذی والحاکم وابونعیم وابن اثیر فی اسد الغابہ

اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِی عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ اَنَّ ابْنِی الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بَعْدِیْ بِاَرْضِ الطَّفِّ وَجَاءَنِیْ بِہٰذِہِ التُّرْبَۃِ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہَا مَضْجَعُہٗ ۔ کذا فی سر الشہادتین لعبد العزیز قدس سرہ

اور طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبر دی مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ میرا بیٹا حسین مارا جائیگا ۔ میرے بعد زمین طف مین اور میرے پاس یہ مٹی لائے پس خبر دی مجھے کہ یہ اسکی

سلہ یہان سے عبارت ترمذی کی ہے ۱۲ منہ

خوابگاہ ہے۔ ایسا ہی سرالشہادتین مین ہے۔ **فائدہ** طف کنار دریا اور جانب دشت کو کہتے ہین اور کربلا کو طف اِس سبب سے کہتے ہین کہ کنارہ جنگل فرات کے واقع ہے۔

عن ام الفضل بنت الحارث اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ اَتَانِی جِبْرَئِیلُ فَاَخْبَرَنِی اَنَّ اُمَّتِی سَتَقْتُلُ اِبْنِی ھٰذَا یَعْنِی الْحُسَیْن وَاَتَانِی مِنْ تُرْبَۃٍ حَمْرَاءَ۔ اخرجہ ابو داؤد والحاکم کذافی سرالشہادتین۔

اور ابو داؤد[1] اور حاکم نے ام الفضل اور عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آئے میرے پاس جبرئیل اور مجھے خبر دی کہ میری اُمت قریب ہے کہ قتل کرے میرے اِس بیٹے کو یعنی حسین کو اور مجھے دی تھوڑی مٹی سُرخ۔ اور حاکم اور بیہقی نے اِس حدیث کو ام الفضل بنت حارث سے یون روایت کی ہے کہ کہا اُم الفضل نے کہ مین ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین امام حسین علیہ السلام کو لیے ہوے گئی اور مین نے اُنکو حضور کی گود مین دیدیا اور مین ایک کام مین مشغول ہوئی۔ جب فارغ ہوئی تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھون سے آنسو جاری ہین پس حضور نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور خبر دی کہ میرے اِس بیٹے کو میری امت قتل کرے گی اور مجھکو وہان کی سُرخ مٹی لادی۔

اَخْرَجَ الْبَغْوِیُّ فِی مُعْجَمِہٖ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ قَالَ اِسْتَاذَنَ مَلَکُ

[1] سنن ابو داؤد مطبوعہ حال مین اِس حدیث کو مین نے تلاش کیا نہین پایا شاید نسخۂ قدیم مین مولانا مرحوم نے دیکھا ہو یا میری تلاش کافی نہوئی ہو چونکہ اس حدیث کو بہت لوگون نے نقل کیا ہے اور اسی مضمون کی اور بھی حدیث ہے۔ لہذا مین نے بھی لکھدیا۔ اور اس حدیث مین ابو داود کا نام درج کیا اور پھر تلاش کرون گا۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مولف

المطر ربّہ ان یزور النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والنبی فی بیت ام سلمۃ فقال یا ام سلمۃ احفظی علینا الباب لا یدخل احد فبینا ہی علی الباب اذ دخل الحسین ع فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل رسول اللہ یلثمہ ویقبلہ فقال لہ الملک اتحبہ قال نعم قال امتک ستقتلہ ان شئت اریتک المکان الذی یقتل بہ فاراہ فجاء بسھلۃ او تراب احمر فاخذتہ ام سلمۃ فجعلتہ فی ثوبہا قال ثابت کنا نقول انہا کربلاء واخرجہ ایضا ابو حاتم فی صحیحہ وفی روایۃ بن احمد فی زیادۃ المسند قال ثم ناولنی کفا من تراب احمر کذا فی سر الشہادتین۔

ترجمہ۔ امام بغوی اپنے معجم مین حضرت انس ابن مالک رض سے روایت کرتے ہین کہ ایک دن فرشتہ موکل باران نے اجازت مانگی اپنے پروردگار سے کہ زیارت کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پس اجازت ہوئی اُسکو اور اُسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم المومنین اُم سلمہ کے گھر مین تشریف فرما تھے اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ اے اُم سلمہ بند کرلے دروازہ اور خبرداری کر کہ کوئی آنے نہ پائے۔ اسی اثنا مین کہ وہ دروازے پر نگہبان تھین۔ امام حسین علیہ السلام بزور اندر چلے گئے پھر کودنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سو رسول خدا نے اُنکو گود مین لے لیا اور چومنے لگے اُس فرشتہ نے کہا آپ انکو پیار کرتے ہین۔ فرمایا ہان۔ اُسنے کہا کہ آپ کی امت قریب ہے انکو قتل کرے گی اور آپ چاہین تو مین وہ مکان جسمین قتل کیے جائینگے دکھلادون

پھر دکھلا دیا وہ جگہ اور لایا یا لویا سُرخ مٹی - پھر اُس بالوکو اُم سلمہ نے اپنے کپڑے مین سے لیا - از سر الشہادتین - اور اس حدیث کو ابونعیم اور امام بیہقی اور ابو حاتم و عبداللہ ابن احمد نے بھی اپنی مسند مین روایت کیا ہے -

اور ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مولفہ امام قسطلانی مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۱۲۸ مین ثبوت قتل امام حسین علیہ السلام بہ مقام کربلا تحریر ہے - تمامی حدیث جو امام بیہقی نے اُم الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے - یہ ہے کہ ام الفضل نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت بُرا خواب دیکھا ہے آپنے فرمایا کہ بیان کرو - مین نے کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپکے جسم مبارک کا کٹ کے میری گود مین رکھا گیا - آپنے فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا فاطمہ کے بیٹا پیدا ہوگا وہ تمہاری گود مین رہیگا - سو حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوے اور میری گود مین رہے - جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا -

پس داخل ہوئی مین ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس بٹھا دیا مین نے امام حسین علیہ السلام کو آپکی گود مین - پھر مین دیکھ رہی تھی آپ کی طرف کہ ناگاہ آنکھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہانے لگین آنسو - کہا اُم الفضل نے کہ پوچھا مین نے یا رسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہون آپ پر - کیا ہوا آپ کو - فرمایا آئے میرے پاس جبرئیل اور خبر دیا مجھے کہ میری امت عنقریب قتل کرے گی میرے اِس بیٹے کو - مین نے کہا اِس بیٹے کو فرمایا ہاں اور لائے میرے پاس سُرخ مٹی روایت کیا اسکو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور مشکوۃ شریف باب مناقب اہلبیت النبی

فصل الثانی مین بھی ہے۔

اور ابو نعیم نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کہا اُم سلمہؓ نے حسنؑ اور حسین میرے گھر مین کھیلتے تھے جبرئیل آئے سو کہنے لگے کہ اے محمدؐ تیرے اس بیٹے کو تیری اُمت قتل کرے گی تیرے بعد اور اشارہ کیا امام حسین علیہ السلام کی طرف اور دی آپکو تھوڑی سی خاک۔ سو حضرت نے اُسکو سونگھا اور فرمایا اسمین بو آتی ہے رنج و بلا کی۔ اور فرمایا کہ اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہوجائے تو جانیو کہ میرا بیٹا شہید ہوا پھر مین نے اُس مٹی کو شیشے مین رکھ چھوڑا۔ از سر الشہادتین

عَنْ اَنَسِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا یُقْتَلُ بِاَرْضٍ یُقَالُ لَھَا کَرْبَلَاءُ فَمَنْ شَہِدَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَلْیَنْصُرْہُ فَخَرَجَ اَنَسُ بْنُ الْحَارِثِ اِلٰی کَرْبَلَاءِ فَقُتِلَ بِھَا مَعَ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اخرجہ ابن السکن والبغوی وابونعیم وابن عساکر۔

انس ابن حارث سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ میرا بیٹا مارا جائیگا اُس زمین مین جسکو کربلا کہتے ہین۔ پھر جو شخص وہان موجود ہو اُسکی مددگاری کرے۔ سو گئے ابن حارث کربلا کو اور شہید ہوے۔ سر الشہادتین مین بھی ہے۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ یَحْیَی الْحَضْرَمِیِّ اَنَّہٗ سَافَرَ مَعَ عَلِیٍّ اِلٰی صِفِّیْنَ فَلَمَّا حَاذٰی نِیْنَوٰی نَادٰی صَبْرًا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ مَاذَا قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ جِبْرَئِیْلُ

اَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ وَاَرَانِيْ قَبْضَةً مِنْ تُرْبَتِهٖ

ابونعیم نے یحیی حضرمی سے روایت کی ہے کہ ہم صفین کے سفر مین حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کے ساتھ جب نینوی کے برابر پہونچے تو حضرت امیر نے پکار کر فرمایا کہ اے ابو عبداللہ کنارے فرات کے صبر کیجیو مین نے کہا آپ نے کیا کہا۔ فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو خبر دی ہے کہ جبرئیل کہتے تھے حسین میرا بیٹا مارا جائیگا کنارۂ فرات کے اور مٹی وہان کی دکھلائی تھی۔ یہ حدیث بھی سر الشہادتین مین ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل جزء اول مطبوعۂ مصر صفحہ ۸۵ مین ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ نے اُنھون نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ (احمد بن محمد بن حنبل) نے اُنھون نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبید نے اُنھون نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی شرحبیل بن مدرک نے اُنھون نے روایت کی عبداللہ بن نجی سے اُنھون نے روایت کی اپنے باپ (نجی) سے کہ اُنھون نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا اور وہ آپکے سامان طہارت اپنے ساتھ رکھتے تھے پس آپ نینوی کے مقابل پہونچے۔ حالانکہ آپ صفین کی طرف جارہے تھے تو آپ نے آواز دی کہ ابو عبداللہ صبر کیجیو اے ابو عبداللہ صبر کیجیو فرات کے کنارے (نجی بیان کرتے ہین) پس مین نے کہا کہ یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ مین ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپ کی آنکھون سے آنسو جاری تھے۔ مین نے کہا یا نبی اللہ آپکو کسی نے غصہ دلایا ہے آپ کی آنکھون کی کیا حالت ہے کہ ان سے آنسو جاری ہین۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین بلکہ اس سے پہلے جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سے اُٹھ کے گئے ہین اور مجھ سے یہ کہ گئے ہین کہ حسینؑ

فرات کے کنارے قتل کیے جائینگے۔ یحیی کا بیان ہے کہ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا
کہ اے یحیی کیا تو چاہتا ہے کہ مین تجھے اُسکی مٹی سونگھا دون۔ مین نے کہا ہان پس
آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی خاک لیکر مجھے دی پس بے اختیار میری
آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔

اس حدیث مرفوع کی سند متصل ہے اور اسکے تمام روات ثقات مقبولین
ہین جیسا کہ کتب اسماء الرجال مثل تقریب و خلاصہ میزان وغیرہ کے دیکھنے سے ظاہر
ہے۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف نہین کہی جا سکتی۔ عبارت حدیث کی مع اسناد
وکیفیت احوال روات کے ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے لکھی جاتی ہے۔

حدثنا عبد اللہ[1] حدثنی ابی حدثنا محمد[2] بن عبید
حدثنا شرحبیل[3] بن مدرک عن عبد اللہ[4] بن نجی عن[5]
ابیہ انہ سار مع علیؓ وکان صاحب مطہرتہ فلما
حاذی نینوی وھو منطلق الی صفین فنادی علیؓ
اصبر ابا عبد اللہ اصبر ابا عبد اللہ بشط الفرات
قلت وماذا قال دخلت علی النبیؐ ذات یوم وعیناہ تفیضان
قال بل قام من عندی جبرئیل قبل فحدثنی ان الحسین
یقتل بشط الفرات قال فقال ھل لک الی ان اشمک من تربتہ قال
قلت نعم فمد یدہ فقبض قبضۃ من تراب فاعطانیھا فلم املک عینی ان فاضتا۔

[1] عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ابو عبد الرحمن ولد الامام ثقۃ من الثانیۃ
عشر۔ تقریب التہذیب صفحہ ۱۲۴

۲ محمد بن عبید بن ابی امینۃ الطنافسی ابو عبد اللہ الکوفی الاحدب عن ہشام بن عروہ عن الاعمش وعنہ اسحاق ومسدود احمد وابن معین ثقاۃ وقال العجلی کان یحفظ اربعۃ آلاف خلاصہ میزان الاعتدال صفحہ ۳۵۰-

۳ شرجبیل بن مدرک الجعفی الکوفی ثقۃ من الخامسۃ - تقریب صفحہ ۱۰۸

۴ د س ق عبد اللہ بن نجی بنون وجیم مصغرا ابن سلمۃ الحضرمی الکوفی ابو نعمان صدوق من الثالثۃ - تقریب التہذیب صفحہ ۱۴۴

۵ د س ق نجی بالتصغیر الحضرمی الکوفی مقبول من الثالثۃ - تقریب صفحہ ۲۶۰

منکرین شہادت امام حسین علیہ السلام کے لیے اسقدر ثبوت کافی ہے تواریخ معتبرہ واحادیث مستندہ سے انکار بعید از شان اہل اسلام ہے اہل سنت و جماعت کی کتابون مین کسی نے اِس واقعہ کے ہونے مین اختلاف بھی نہین کیا - چہ جاسے انکار - اسکا منکر خالی از خطا نہین ہے -

بیان خلافت یزید و طلب بیعت و باعث عداوت با امام علیہ السلام

علامۂ جزری تاریخ کامل مین وقائع سنہ پچاس مین لکھتے ہین کہ اسی سن مین لوگون نے یزید بن معاویہ کے ولیعہدی کی بیعت کی اور اُسکی ابتدا مغیرہ بن شعبہ سے ہوئی - مغیرہ ماہ شعبان سنہ پچاس مین مرے - بعضون کے نزدیک اور یہ صحیح ہے کوفہ مین وبا ہوئی - مغیرہ اُس سے بھاگے - جب وبا ہو چکی تو پھر آئے اتفاق سے اُسی مین مبتلا ہو کر مرگئے لانبے قد کے آدمی تھے اور ایک آنکھ کے کہ اِن کا سن ستر برس کا ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ ۵۱ھ مین مرے جب امیر معاویہ کو منظور ہوا کہ مغیرہ کو کوفہ سے معزول کرکے اُنکی

جگہ پر سعید ابن العاص کو کر دین یہ خبر مغیرہ کو پہونچی اُنھون نے کہا اب صلاح یہ ہے
کہ مین خود ہی امیر معاویہؓ کے پاس جاکر استعفا داخل کر دون کہ لوگون کو میری ہی کراہت
اِس نوکری سے معلوم ہو یہ سوچ کر وہ معاویہؓ کے پاس آئے۔ جب وہان پہونچے تو
اپنے ساتھیون سے کہا کہ دیکھو مین کس طرح سے امارت اور ولایت لیتا ہون اور
اگر اب کی نہ لی تو پھر سمجھ لو کہ کبھی نہ لون گا۔ مختصر یہ کہ یزید کے پاس جاکر کہنے لگے کہ اب
اعیان اور اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کبرائے قریش اور اُنکے بوڑھے سب
دنیا سے جاچکے لڑکے ہی لڑکے رہ گئے ہین اور تو اُن سب سے افضل اور احسن ہے
عقل مین اور اعلم بالسنۃ والسیاستہ ہے معلوم نہین کہ امیر المومنین تیرے ولیعہد کرنیکا
ارادہ کیون نہین کرتے یزید بولا کہ اگر وہ یہ ارادہ کرین تو اُن کا یہ ارادہ پورا ہو سکتا ہے
مغیرہ نے کہا بیشک پورا ہو جائے گا۔ یہ سنکر یزید نے باپ سے جاکر مغیرہ کا مقولہ
بیان کیا اور خود اسکو بُلا کر امیر کے روبرو کھڑا کر دیا۔ امیر نے پوچھا اے مغیرہ یزید یہ
کیا کہتا ہے۔ مغیرہ نے کہا اے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جو خونریزیان
اور اختلافات ہوے وہ سب آپ جانتے ہین یزید آپ کا بیٹا ہے آپ اُسکو اپنا
ولیعہد کیجیے اور لوگون سے اُسکی جانشینی کی بعیت لیجیے۔ یہی بہتر ہے کہ آپکے بعد
یہ سلطنت گھر ہی مین رہے اسمین کچھ جھگڑا اور فساد نہ ہو گا۔ امیر نے فرمایا اس مین
میری کون اعانت کرے گا۔ مغیرہ نے کہا کہ کوفے والون کو تو مین ہموار کر دون گا
اور بصرہ والون کو زیاد کرے جب ان دو شہرون کے لوگ بعیت کر لین گے تو پھر
کوئی مخالفت نہ کر سکے گا۔ امیر نے فرمایا کہ اچھا پھر تو اپنے کام پر جا اور اپنے معتمدون سے
یہ کہہ سُن کر لوگون کو ہموار کر۔ یہ کہکر اسکو رخصت کیا۔ مغیرہ پلٹ کر اپنے یارون کے

پاس آئے۔ سب نے کہا کہ مرحبا کیا کر آئے انھون نے کہا کہ مین معاویہ کا پیر ایسی رکاب مین رکھ آیا ہون جس سے کبھی نہ نکلے گا اور اُنکو ایسے خلاف مین ڈال آیا ہون جو کبھی نہ مٹے گا۔ یہ کہہ کر مغیرہ چل کھڑے ہوے اور کوفہ مین پہونچکر جن لوگون پر اعتماد تھا یا جنکو بنی امیہ کا شیعہ جانتے تھے اُن سے یزید کے ولیعہد کرنے کی راے بیان کی اُن سب نے اُسکی بعیت قبول کر لی۔ مغیرہ نے اُن لوگون مین سے دس آدمی اور بعضے کہتے ہین کہ دس سے زیادہ امیر کی خدمت مین روانہ کیے اور اُنکو تیس ہزار درم دیے اور اُنکے ساتھ اپنے بیٹے موسی بن مغیرہ کو کیا وہ لوگ یہان حاضر ہوے اور اُن سب نے یزید کی ولیعہدی کی تحسین کی اور اُسکے انعقاد کی امیر کو صلاح دی امیر نے فرمایا کہ اسکے اظہار کی جلدی نہ کرو اپنی راے پر مستقل رہو پھر موسیٰ سے فرمایا کہ تیرے باپ نے ان لوگون سے ان کا دین کتنے کو مول لیا ہے اُسنے کہا تیس ہزار درم کو فرمایا کہ سبک ہو گیا ان پر انکا دین اور فرمایا کہ اُن کا دین اُنکے پاس سے رخصت ہونے والا ہے اور اُن لوگون سے فرمایا کہ مین ابھی اسمین غور کرتا ہون کہ تمہاری راے کہان تک عمدہ ہے اور اللہ تو وہی کرے گا جو اُسنے چاہا ہے۔ آہستگی بہتر ہے عجلت سے وہ لوگ سب واپس گئے اور امیر کا ارادہ یزید کی بعیت خلافت کا قوی ہو گیا۔ زیاد کو خط لکھا اور اُس سے مشورہ پوچھا اُسنے عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا کہ ہر مستشار کو ثقہ ہونا چاہیے اور ہر راز کے واسطے امین فی زماننا لوگون مین دو عادتین پیدا ہو گئی ہین ایک ظاہر کر دینا بھید کا۔ دوسرے نصیحت کرنا اُسکو جو نصیحت کا اہل نہین ہے اور راز کہنے کے لائق نہین ہین مگر دو قسم کے لوگ یا تو وہ دیندار جو آخرت کے ثواب کا امیدوار ہو یا وہ دنیادار جسکو شرف نفسی اور عقلی حاصل ہو اور چونکہ مین جانتا ہون کہ تجھ مین یہ دونون

باتین موجود ہین اِس لیے مین نے تجھے بلایا ہے کہ تجھ سے وہ بات بیان کرون جو امیر
کے یہان سے مجھے خط مین لکھکر آئی ہے وہ یہ ہے کہ امیرالمومنین نے مجھ سے مشورہ پوچھا
ہے۔ فلان فلان امر مین اور اُنکو خوف ہے لوگون کے اختلاف کا سو وہ چاہتے ہین
کہ سب مطیع ہوجائین اور علاقہ امر اسلام کا اور اُسکا ضمان بڑا ہے اور یزید آہستگی اور تہاون
والا ہے اور اُسکے ساتھ شکار دوست ہے پس صلاح یہ ہے کہ تم جاکر امیر سے ملو اور
اُنسے یزید کے افعال بیان کرو اور کہو کہ ابھی اسمین عجلت نکرو جلدی مین کچھ نہ ہوگا تاخیر
مین سب کچھ بن آئیگا اور یہ کام ہوجائیگا۔ تب عبید نے زیاد سے کہا کہ کیا اسکے سوا
اور کوئی رائے نہین ہے کہا وہ کیا ہے کہا یہ ہے کہ امیر پر اُنکی رائے کو فاسد نہ کراو
اُنکو اُنکے بیٹے کا دشمن نہ بنا مین یزید سے جاکر کہے دیتا ہون کہ امیرالمومنین نے زیاد
سے تیری بیعت کے بارے مین مشورہ پوچھا ہے اور وہ اِس امر مین لوگون کے مخالف
ہونے سے ڈرتا ہے اور یہ کہتا ہے اور امیر کو نصیحت کرتا ہے تب زیاد نے کہا واہ
تو نے تو بات کو ڈھیلے کی طرح پھینک دیا۔ جا رخصت ہو اگر تو اچھا کرے گا تو بہتر ہے
اور جو خطا کرے گا تو تجھ پر کوئی الزام نہین تو جو دیکھتا ہے وہی کہتا ہے اور اللہ حکم
کرے گا اُس غیب والی بات کا جو وہ جانتا ہے۔

پس عبید نے یزید کے پاس جاکر یہ سب کچھ بیان کیا اُسنے بہت سے اپنے
افعال چھوڑ دیے اور زیاد نے امیر معاویہ کو عبید کے ہاتھ خط بھیجا اُسمین لکھا کہ عجلت
ہرگز مناسب نہین بالفعل لوگون کی تالیف کرنی چاہیے اُنھون نے زیاد کا کہنا منظور
کیا۔ جب زیاد مر گیا تو پھر اُس ارادہ کا اظہار کیا اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو
ایک لاکھ درم بھیجے۔ اُنھون نے لے لیے جب یزید کی بیعت کا ذکر ہوا تو فرمایا۔ کیا

اُنکو میرا دین لینا منظور ہے - ایسا تو نہ ہوگا - یہ کہکر درم پھیر دیے - پھر امیر نے مروان ابن الحکم کو لکھا کہ مین بوڑھا ہوا - میرے ہاتھ پیرون نے جواب دیا مین ڈرتا ہون ایسا نہ ہو کہ میرے بعد لوگون مین اختلاف پڑ جائے - لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین اُنکے واسطے اپنے بعد کسی کو جانشین کر جاؤن اور یہ اچھا نہین سمجھتا کہ کوئی بات بغیر تیرے مشورے کے کرون - لاجرم تجھکو لکھتا ہون کہ میری یہ رائے لوگون سے بیان کر اور جو وہ جواب دین مجھے لکھ - مروان نے کھڑے ہوکر لوگون سے یہ رائے بیان کی - سب نے کہا بہتر ہے ہم بھی پسند کرتے ہین وہ کسی کو تجویز کرین - مروان نے یہ حال امیر کو لکھا اُنھون نے اسکے جواب مین لکھا کہ لوگون سے یزید کا نام لیکر کہہ کہ اُسکو جانشین کرنا منظور ہے مروان نے کھڑے ہوکر لوگون سے کہدیا کہ امیر نے اپنے بعد اپنا جانشین تم لوگون کے واسطے اپنے بیٹے یزید کو کرنا چاہا ہے پس عبد الرحمن ابن ابی بکرؓ اُٹھے اور کہنے لگے کہ تو جھوٹا ہے - قسم ہے اللہ کی اے مروان اور امیر بھی - تم دونون نے امت محمدیہ کے واسطے یہ کیسا انتخاب کیا ہے - کیا تمھین منظور ہے کہ اس امارت کو سلطنت ہرقلی کرو - کہ جب ایک ہرقل مرا تو دوسرا ہرقل اُسکی جگہ بیٹھ گیا - مروان نے کہا یہ وہ ہین جن کی شان مین اللہ نے اُتارا ہے وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ الآیۃ یعنی اور جس نے کہا اپنے مان باپ سے کہ مین بیزار ہون تم سے کیا تم وعدہ دیتے ہو مجھکو اسکا کہ نکالا جاؤن مین اور تحقیق گذر گئے ہین بہت قرن مجھ سے پہلے -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مروان کی یہ گفتگو سُنکر پردہ سے فرمایا کہ اسے مروان - سب لوگ ادباً چپ ہوگئے اور مروان حضرت صدیقہ کیطرف

متوجہ ہوا آپ سنے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے قسم اللہ کی یہ آیت عبدالرحمن کی شان مین نازل
نہین ہوئی ہے بلکہ فلان بن فلان کے بارہ مین نازل ہوئی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے تیرے باپ پر البتہ لعنت کی ہے جس حالت مین تو اُسکے صلب مین
تھا پس تجھکو اللہ کی لعنت پہونچی ہے پھر حضرت امام حسین علیہ السلام اُٹھے اور انھون
نے انکار فرمایا اور اسی طرح حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی
مروان نے یہ حال امیر معاویہؓ کو لکھا۔ یہان اُنھون نے پہلے ہی اپنے عاملون کو یزید
کی تعریف اور اُسکا منتخب کرنا جانشینی کے لیے لکھ کر یہ لکھا تھا کہ کل شہرون سے سفیر
آئین۔ پس مدینے سے آنے والون مین محمد بن عمرو بن خرم اور بصرہ سے آنیوالون مین
احنف بن قیس تھے۔ یہ اجلہ واکابر تابعین سے تھے اور اپنے قوم کے سردار اور
موصوف تھے حلم اور عقل اور حزم وسلیے کے ساتھ۔

محمد بن عمرو بن خرم کہنے لگے کہ ہر راعی اپنی رعیت سے پوچھا جائیگا۔ پس
دیکھو تم کسکو امت محمدیہ کے کامون کا متولی کرتے ہو۔ امیر معاویہؓ کی سانس گرفتہ
ہونے لگی۔ انتہی۔

تاریخ عقد الفرید مین ہے کہ امیر معاویہؓ نے اُنکے جواب مین کہا کہ اے محمد تم مرد
ناصح ہو مین نے تم سے رائے پوچھی تھی جو رائے تھی وہ کہدی۔ سنو کہ اب کوئی باقی
نہین سوائے میرے بیٹے کے اور اُنکے یعنی شیخین رضی اللہ عنہما کے بیٹون کے
سو مجھے اپنا بیٹا اُنکے بیٹون سے زیادہ محبوب ہے۔ جاؤ یہان سے چلدو۔ چنانچہ
محمد بن خرم اپنے ساتھیون کے پاس جا بیٹھے۔ انتہی۔

کامل مین ہے کہ پھر امیر نے احنف کو حکم دیا کہ یزید کے پاس جائین۔ وہ گئے

جب وہان سے آئے تو پوچھا کہ تم نے اپنے بھتیجے کو کیسا پایا کہنے لگے کہ مین نے
دیکھا اسکو جوان بڑی خوشی والا بہادر دل لگی باز۔ پھر ہر جگہ کے لوگون کو ایک جا
کر کے امیر نے ضحاک بن قیس فہری سے فرمایا کہ مین لوگون سے کچھ کہون گا۔ جب
مین چپ ہو جاؤن تو تم لوگون کو یزید کی بیعت کی دعوت کرنا اور رغبت دلانا۔
چنانچہ امیر نے بیٹھ کر لوگون سے پہلے اسلام کی عظمت اور خلافت کا حق اور
اسکی حرمت اور جو اللہ نے والیان امر کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے بیان کیا۔ پھر یزید
کا ذکر کیا اور اسکی بڑائی اور علم بالسیاستہ کو کہکر اسکے بیعت کی دعوت فرمائی ضحاک
اٹھے۔ انھون نے بعد حمد و ثنا کے کہا کہ اے امیر لوگون کے واسطے تمہارے بعد
والی امر ہونا ضرور ہے اور ہم نے آزمایا ہے جماعت والفت کو بس پایا ہے ان
دونون کو نگہبان خونون کا اور نیک تر اتفاق کے واسطے اور امین تر راہون کے
واسطے اور اختیار کرنے والے انجام کار کے اور دن آنے والے اور جانیوالے
ہین اور اللہ ہر دن ایک نئی شان مین ہے یزید آپ کا بیٹا اپنی خوبی سیرت مین
جیسا ہے مین جانتا ہون بیشک وہ علم اور حلم اور رائے مین ہم سب سے افضل
ہے اسی کو اپنا ولی عہد کرو اور اپنے بعد ہمارا جھنڈا نصب کرو تاکہ ہم اسی کی
طرف پناہ لین اور اسی کے سایہ مین آرام پکڑین پھر عمرو بن سعید اشدق نے بھی
ایسا ہی کچھ کہا۔ پھر یزید بن المقنع عذری کھڑے ہوے اور امیر کیطرف اشارہ
کر کے کہا کہ امیر المومنین تو یہ ہین اگر انکی وفات ہو تو یزید کیطرف اشارہ کر کے
کہا کہ یہ ہوگا اور جو انکار کرے گا تو تلوار دکھا کر کہا کہ پھر یہ ہے۔ امیر نے فرمایا
بیٹھو تم تو سید الخطبا ہو پھر احنف سے فرمایا کہ اے ابا بحر تم کیا کہتے ہو انھون نے

کہا کہ اگر ہم سچ کہتے ہین تو تم سے ڈرتے ہین اور جھوٹ بولتے ہین تو اللہ سے ڈرتے ہین سے اے امیر تم یزید کے لیل ونہار اور اُسکے چھپے کھُلے کردار خوب جانتے ہو۔ اگر تم اسکو اچھا جانتے ہو تو اپنا جانشین کرو کسی سے کچھ مشورہ نہ پوچھو اور اگر ایسا نہین ہے تو آخرت کو چلتے وقت یہ زاد اُس راہ کا اپنے ساتھ نہ لیتے جاؤ اور ہمکو کیا ہم پر تو یہ ہے کہ ہم کہین کہ ہمنے سنا اور اطاعت کی۔ ایک مرد شامی اُٹھا اور کہنے لگا کہ مین نہین جانتا کہ یہ معدیۂ عراقیہ کیا کہتا ہے ہمارے یہان تو سمع اور اطاعت ہے یا مار پیٹ۔ پھر سب لوگ متفرق ہو گئے اور احنف کی بات کا آپس مین چرچا کرنے لگے۔

الحاصل امیر نے پاس والون کو انعام اور عطا یا دیے اور دور والون کو وعدے کہلا بھیجے یہان تک کہ بہت سے لوگ اُنکی رائے کے ساتھ متفق ہو گئے اور اکثرون نے بیعت کر لی۔

پھر سنہ اکاون ہجری مین خود امیر معاویۂ ابن ابی سفیان واسطے حج بیت اللہ و اخذ بیعت یزید کے مکے مین آئے اور اہل حجاز و حرمین شریفین سے جبراً بیعت یزید کرائی صرف حضرت امام حسینؑ و عبدالرحمن بن ابی بکرؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن زبیرؓ و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بیعت نہ کی۔ گو کہ امیر معاویہ نے اُنکو عطا و انعام بھی دیا اور سختی اور نرمی سے بھی کہا تاہم اُن لوگون نے بیعت نہ قبول کی اور جب کلام اس باب مین بڑھا تو عبداللہ ابن عمر نے فرمایا کہ اے معاویہ تجھ سے پہلے خلیفہ گذرے ہین اور اُنکی اولاد تیری اولاد سے بہتر تھی مگر اُنھون نے وہ بات اُنکے واسطے نہین چاہی جو تو نے اپنے بیٹے کے لیے تجویز کی ہے بلکہ خلافت کو مسلمانون پر چھوڑ دیا کہ اُنھون نے جسکو مناسب جانا خلیفہ کیا اور مجھکو تو دھمکاتا اور ڈراتا ہے کہ مین مسلمانون کی نافرمانی

کرون اور اُنکو مشقت مین ڈالون سو یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا۔ مین ایک مرد مسلمان ہون جس بات پر سب مسلمان قرار پکڑینگے مین بھی اُن کا پس رو ہون گا۔

امیر معاویہ نے کہا خدا تجھکو خیر دے اور عبد الرحمن ابن ابی بکر نے کلام معاویہ قطع کر کے فرمایا بخدا اے معاویہ مین تمکو امر خلافت یزید مین وکیل بخدا کرتا ہون اور خدا کے سپرد کرتا ہون۔ تم ہرگز یزید کو خلیفہ نہ کرو بلکہ امر خلافت مسلمانون مین چھوڑ دو اور اُس مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر عبد اللہ ابن زبیر نے کہا کہ اے معاویہ اگر تو یزید کو خلیفہ کرتا ہے تو خود الگ ہو اور یزید کو لا کہ ہم بیعت کرین۔ اور تجھ سے بھی بیعت کی اور تیرے بیٹے سے بھی بیعت کرین تو اطاعت کسکی کرین واللہ بیعت تم لوگون کی قیامت تک کبھی درست نہ ہوگی۔ یہ فرما کر چلے گئے۔ معاویہؓ نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد خدا و نعت مصطفٰے خطبہ پڑھا اور کہا کہ لوگون کو گمان تھا کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر یزید کی بیعت نہ کرین گے حالانکہ ان تینون نے بیعت کی۔ اہل شام بولے کہ ہم ایسی خفیہ بیعت پر راضی نہین ہین جب تک علانیہ بیعت نہ کرین واللہ ہم اُنکی گردن مارین گے امیر معاویہ نے کہا سبحان اللہ تم کون لوگ ہو۔ واللہ پھر ایسا سخن زبان پر نہ لانا اور جب بن ابی بکر و ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے لوگون نے حال بیعت کا پوچھا تو وہ منکر ہوسے آخرکار امیر معاویہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اسباب اور مال بہت سا دیا اور کہا کہ یزید کی بیعت کرو۔ حضرت نے جواب دیا کہ اگر عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن عباس بیعت نہ کرین گے۔ مین بھی نہ کرون گا۔ اسی وجہ سے یزید پلید کو حضرت امام وغیرہ سے عداوت تھی۔ کذا فی تاریخ الخلفا لامام سیوطی۔

بیان حالات و وفات امیر معاویہ رض و تخت نشینی یزید پلید و طلب بیعت نا مرضیہ

سعادۃ الکونین مین لکھا ہے کہ جب امیر معاویہ نے شام مین یزید کو اپنا ولی عہد کیا اور وصیت کی کہ حسین ابن علی کے مراتب کا لحاظ رکھنا کیونکہ سب لوگ اُنسے محبت رکھتے ہین تو بھی سلوک کرنا پھر تاریخ بائیسوین رجب و بروایتے پندرھوین رجب سنہ ساٹھ ہجری مین معاویہ رض نے اسّی برس کی عمر مین وفات پائی اُسی دن یزید پلید مستحقِ خلیفہ پدر ہوا اور تختِ سلطنت پر بجاے پدر قائم ہوا اور شقاوت ازلیہ کے اظہار مین سرگرم ہوا۔

یہ معاویہ ابن ابی سفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد مناف ہین ولادت خیف منیٰ مین پائی والدہ اُنکی مسماۃ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد الشمس بن مناف ہے اور کنیت ابو عبد الرحمن بعض نے کاتبان وحی مین شمار کیا ہے اور بعض نے منشی یا خطوط نویس لکھا ہے۔

اور ایک سو تراسی حدیث کی روایت بھی اُن سے کتب حدیث مین پائی جاتی ہے اور مدت سلطنت چالیس برس ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت سے عامل دمشق تھے کہ بیس برس وہان رہے اس مدت مین خلیفہ ثانی اور ثالث کا وقت گذر گیا اور حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ خلیفہ برحق ہوے تو آنجناب نے معزول فرمایا فَصَارَ مُتَغَلِّباً عَلٰی اِمَارَةِ دِمَشْق ۔ پس وہ امارت دمشق پر تغلب و

و تصرف کرنے والے ہوگئے اور بعد تفویض امام برحق حضرت امام حسن علیہ السلام کے
انیس برس اور حاکم رہے۔

اخبار الدول مین ہے وَفِی فَضْلِہٖ اَحَادِیْثٌ قَلَّ مَا یَثْبُتُ یعنی اُنکے
فضائل مین حدیثین ہین کمتر جو ثبوت کو پہونچین اور وہ مابین باب جابیہ اور دروازہ دمشق
کے مدفون ہین نماز جنازہ ابن قیس یا ضحاک فہری نے پڑھی تھی۔

اور علماے اہل سنت والجماعت حال معاویہ ابن ابی سفیان مین مختلف ہین
ماوراء النہر کے علما اور مشائین فقہا اُنکے جنگ و جدال کو جو حضرت امیر المومنین علی
مرتضیٰ سے واقع ہوئین محمول خطاے اجتہادی پر کرتے ہین۔ اور محققین اہل حدیث بعد
تتبع روایات صحیحہ فرماتے ہین کہ حرکات معاویہ خالی شائبہ نفسانیت و حمیت و تعصب
قرابت سے جو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے رکھتے تھے نہ تھی۔ پس انتہاے
کار یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ و باغی ہوے وَالْفَاسِقُ لَیْسَ بِقَابِلِ اللَّعْنِ
یعنی فاسق لعنت کے قابل نہین ہے و اگر مراد سب و لعن سے اسی قدر ہے
کہ اُنکی حرکات کو بُرا کہنا اور بُرا جاننا پس بلاشبہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ امر واقع ہے
اور اگر سب سے لعن و شتم مراد ہے تو معاذ اللہ کوئی اہل سنت اسکا قائل نہین کیونکہ
فاسق اور مرتکب کبیرہ کے واسطے استغفار ہے پس لعن حرام ہے۔ خاصتہً وہ صحابی
تھے شفاعت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و عفو حضرت امیر المومنین اُنکے
حق مین اور فاسقون سے زیادہ تر متوقع و مرجو ہے۔ لکن اقال مولانا
عبد العزیز قدس سرہ فی الجواب الخامس من الاسولۃ العشر
واضح ہو کہ شمار معاویہؓ ابن ابی سفیان کا ملوک مین ہے نہ خلفاے رسول اللہ مین۔

مختصر واقعہ شہادت بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رح جو کہ اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے

قال العلامۃ ابو اسحاق الاسفرائنی فی کتابہ المسمی بنور العین فی مشہد الحسین قال عمار بن معاویۃ الذہبی قلت لابی جعفر محمد بن علی الحسین حدثنی عن مقتل الحسین کانی حضرتہ قال لما مات معاویۃ الولید بن عتبہ بن ابی سفیان علی المدینۃ فارسل الی الحسین لیاخذ بیعتہ لیزید فقال اخرنی ورفق بہ فاخرہ فخرج الی مکۃ فاتاہ رسل اہل الکوفۃ اما قد حبسنا انفسنا علیک ولسنا نحضر الجمعۃ مع الوالی فاقدم علینا رجل من اہل بیتک قال وکان النعمان بن بشیر الانصاری والی الکوفۃ فبعث الحسین الیہم مسلماً فقال سر الی الکوفۃ فانظر ما کتبوہ فان کان حقاً قدمت الیہ فخرج مسلم حتی اتی المدینۃ فاخذ منہا دلیلین فمرا بہ فی البریۃ فاصابہم العطش فمات احد الدلیلین فقدم مسلم الکوفۃ فنزل علی رجل یقال لہ عوسجۃ فلما علم اہل الکوفۃ بقدومہ دبوا الیہ فبایعہ منہم اثنا عشر الفاً فقام رجل ممن یہوی یزید بن معاویۃ الی النعمان بن بشیر فقال انک ضعیف مستضعف قد فسد البلد فقال لہ النعمان لان اکون ضعیفاً فی طاعۃ اللہ احب ان اکون قویاً فی معصیۃ اللہ ما کنت لاہتک ستراً فکتب الرجل بذالک الی یزید فدعا یزید مولولہ یقال لہ سرجون فاستشارہ فقال لہ لیس للکوفۃ الا ابن زیاد وکان ممن عزلہ عن البصرۃ فکتب الیہ برضاہ عنہ وانہ قد اضاف الیہ الکوفۃ وامرہ ان یطلب مسلماً فان ظفر بہ قتلہ فاقبل ابن زیاد فی وجوہ اہل البصرۃ حتی قدم الکوفۃ ملتبساً فلا یمر علی حل الا قال لہ اہل المجلس علیک السلام یا ابن رسول اللہ یظنونہ الحسین قدم علیہم فلما نزل ابن زیاد القصر دعا مولی لہ فدفع الیہ ثلثۃ آلاف درہم فقال اذہب حتی اسئل

عن الرجل الذی بایعه اهل الکوفة فادخل علیه واعلمه انک من حمص ادفع الیه المال وبایعه
فلم یزل المولی یتلطف حتی دنوه علی شیخ یلی البیعة فذکر له امره فقال لقد سرنی اذ هداک الله
وشانی ان امرنا لم یستحکم ثم ادخله علی مسلم فبایعه ودفع له المال وخرج حتی اتی ابن زیاد فاخبره
وتحول مسلم حین قدم ابن زیاد من تلک الدار الی دار هانی ابن عروة المرادی وکان ابن زیاد
قال لاهل الکوفة ما بال هانی ابن عروة لم یاتنی فخرج الیه محمد بن الاشعث فی اناس من
وجوه اهل الکوفة وهو علی باب داره فقالوا ان الامیر قد ذکرک واستبطاک فانطلق
الیه فرکب معهم حتی دخل علی ابن زیاد وعنده شریح القاضی فلما سلم علیه قال له یا هانی این مسلم بن عقیل
فقال لا ادری فاخرج الیه المولی الذی دفع الدراهم الی مسلم فلما راه سقط فی یده قال ایها الامیر
والله ما دعوته الی منزلی ولکنه جاء فطرح نفسه علی فقال ائتنی به فتلکاء فاستدناه فادنوه
فضربه بالقضیب وامر بحبسه فبلغ خبر قومه فاجتمعوا علی باب القصر فسمع ابن زیاد الجلبة
فقال لشریح القاضی اخرج الیهم فاعلمهم انی انما حبسته لاستخبره عن خبر مسلم ولا باس علیه منی
فبلغهم ذلک فتفرقوا ونادی مسلم لما بلغه خبر شعاره فاجتمع الیه اربعون الفا من اهل الکوفة
فرکب وبعث ابن زیاد الی وجوه اهل الکوفة فجمعهم عنده فی القصر فامر کل واحد منهم ان یشرف علی عشیرته
فیردهم فکلموهم فجعلوا یتسللون فامسی مسلم ولیس معه الا عدد قلیل منهم فلما اختلط الظلام ذهب
اولئک ایضا فلم یبق معه احد یتردد فی الطریق باللیل فاتی باب امراة فقال اسقنی ماء فسقته فاستمر
قائما فقالت یا عبدالله انک مرتاب فما شانک قال انا مسلم فهل عندک ماوی قالت نعم ادخل
فدخل وکان لها ولد من موالی محمد بن اشعث فانطلق الی محمد بن اشعث فاخبره فلم یفجا
مسلم الا والدار قد احیط بها فلما رای ذلک خرج بسیفه یدفعهم عن نفسه
فاعطاه محمد بن اشعث الامان فامکن من یده فاتی به الی ابن زیاد فامر به
فاصعد علی القصر ثم قتله وقتل هانی بن عروة وصلبهما ولم یبلغ الحسین ذلک

حتی کان بینہ و بین القادسیۃ ثلثۃ امیال فلقیہ الحر بن یزید التمیمی فقال ارجع فانی لم ادع لک خلفی خیرا و اخبرہ الخبر فہم ان یرجع وکان معہ اخوۃ مسلم فقالوا واللہ ما نرجع حتی نصیب بثارنا او نقتل فسار وکان ابن زیاد قد جہز الجیش لملاقاتہ فلاقوہ بکربلا فنزلہا و معہ خمسۃ و اربعون نفسا من الفرسان و نحو مائۃ راجل فلقیہ الحسین و امیرہم عمر ابن سعد بن ابی وقاص و کان ابن زیاد ولاہ الری و کتب لہ بعھدہ علیہا اذا رجع من حرب الحسین فلما التقیا قال لہ الحسین اختر منی احدی ثلث اما ان الحق بثغر من الثغور و اما ان ارجع الی المدینۃ و اما ان اضع یدی فی ید یزید فقبل ذلک عمر بن سعد منہ فکتب فیہ الی ابن زیاد فکتب الیہ لا اقبل منہ حتی یضع یدہ فی یدی فامتنع حسین فقاتلوہ فقتل معہ اصحابہ و فیہم سبعۃ عشر شابا من اہل بیتہ ثم کان آخر ذلک ان قتل و اتی براسہ الی ابن زیاد فارسلہ و من بقیہ من اہل بیتہ الی یزید منہم علی بن حسین کان مریضا و منہم عمتہ زینب بنت فاطمہ فلما قدموا علی یزید ادخلہم علی عیالہ ثم جہزہم الی المدینۃ

ترجمہ عمار بن معاویہ ذہبی کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوجعفر محمد بن علی ابن حسین علیہم السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر اس طرح سے بیان کریں کہ گویا میں وہاں موجود تھا اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا آپنے ارشاد فرمایا کہ جب امیر معاویہ نے انتقال کیا اُسوقت ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا اُسنے امام حسین علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ یزید کی بیعت کیجیے آپ نے فرمایا مجھے مہلت دے اور نرمی کر اُسنے مہلت دی آپ مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے تب آپکے پاس کوفیوں کے خطوط پہونچے کہ ہم نے آپکی وجہ سے اپنے تئیں یزید کی بیعت سے روک رکھا ہے اور ہم لوگ حاکم کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے آپ ہمارے پاس اپنا آدمی اپنے اہلبیت

مین سے بھیج دین ۔ اُن دنون نعمان بن بشیر انصاری کوفہ کے حاکم تھے امام حسین
علیہ السلام نے اُنکے پاس مسلم کو بھیجا اور فرمایا کوفہ کی طرف جاؤ اور دیکھو یہ کیا لکھتے ہین
اگر سچ ہے تو ہم کوفہ مین آئین ۔ مسلم وہان سے مدینہ منورہ مین آئے اور وہان سے دو
رہنما اپنے ساتھ لیکر بیابان کی طرف نکلے پیاس کی وجہ سے ایک رہنما مر گیا اور مسلم کوفہ
مین پہونچ گئے اور عوسجہ نامی ایک شخص کے گھر مین اُترے ۔ جب کوفیون کو اُنکی
تشریف آوری کی خبر ملی تو جوق جوق اُنکی خدمت مین آنے لگے اور اُنمین سے بارہ
ہزار آدمیون نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ایک شخص یزید کے ہوا خواہون مین سے
نعمان بن بشیر سے آکر کہنے لگا تو ضعیف ہے اسوجہ سے شہر بگڑ گیا ہے نعمان بن بشیر
نے اُس سے کہا کہ اگرچہ مین خدا کی طاعت مین ضعیف ہون لیکن مین اسکو اس سے
بہتر جانتا ہون کہ خدا کی معصیت مین قوی ہون مین نے کبھی کسی کی پردہ دری نہین کی
پس آدمی نے یہ سب کیفیت یزید کو لکھ بھیجی ۔ یزید نے اپنے غلام سرجون سے
مشورہ کیا ۔ اُسنے رائے دی کہ اسوقت کوفہ کی حکومت کے لیے ابن زیاد سے
زیادہ لائق کوئی نہین یزید نے اُسکو بصرہ سے معزول کر دیا تھا پس اُسکو خط لکھ کر
رضامند کر لیا اور اُسکی حکومت مین کوفہ کو بڑھا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ مین پہونچکر مسلم کو
تلاش کرے اگر وہ ہاتھ لگ جائین تو مار ڈالین ۔ پس ابن زیاد اہل بصرہ سے
سامنے کوفہ کو روانہ ہوا اور لباس بدل کر رات کے اندھیرے مین داخل کوفہ ہوا
پس کسی آدمی کے پاس سے نہین گذرتا تھا ۔ مگر وہ اور اہل مجلس اسکو امام حسین
علیہ السلام کا گمان کر کے السلام علیک یا ابن رسول اللہ کہتے تھے اور یہ خیال
کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام تشریف لائے ہین جب ابن زیاد قصر دارالامارۃ

مین اُترا اُسنے اپنے ایک غلام کو تین ہزار درم دیے اور کہا جاکر اسکو تلاش کر جسکی اہل کوفہ بیعت کرتے ہین اور اُسکے پاس پہونچکر یہ ظاہر کر کہ مین حمص سے آیا ہون اور یہ روپیہ اُسکو دیدے اور اُسکی بیعت کر۔ وہ غلام اسی طرح سے ہر ایک سے بعلامت پوچھتا پھرتا رہا یہان تک کہ اسکو ایک بزرگ کے پاس لے گئے اُسنے اُسکے پاس اپنا حال بیان کیا وہ بزرگ بولا کہ مجھے مسرت حاصل ہوگی جبکہ تجھے اللہ تعالی ہدایت دیگا اور ہمارا حال یہ ہے کہ ابھی ہمارا کام مستحکم نہین ہوا ہے پھر اسکو مسلم کے پاس لے گیا پس اُسنے بیعت کی اور وہ مال اُن کو دے کے وہان سے نکلا اور ابن زیاد کے پاس آیا اور اسکو خبر دیا۔ جب ابن زیاد کوفہ مین آیا تھا اُسوقت مسلم عوسجہ کے گھر سے ہانی بن عروہ مرادی کے گھر مین چلے گئے تھے۔ ابن زیاد لوگون سے کہا کرتا تھا کہ ہانی کا کیا حال ہے وہ مجھ سے ملنے نہین آیا۔ پس محمد بن اشعث اکابر اہل کوفہ کے ساتھ اُسکے پاس گیا وہ اُسوقت اپنے گھر کے دروازہ پر تھا اُسکو کہنے لگا امیر تجھکو یاد کرتا ہے اور تیرے نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہے وہ اُسکے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوکر ابن زیاد کے پاس گیا۔ اُسوقت قاضی شریح ابن زیاد کے پاس موجود تھا۔ جب ہانی نے ابن زیاد کو سلام کیا۔ ابن زیاد بولا اے ہانی مسلم کہان ہین۔ وہ کہنے لگا مین نہین جانتا ہون۔ ابن زیاد نے اُس غلام کو جس نے مسلم کو درم دیا تھا اُسکے سامنے کیا۔ جب ہانی نے اُس غلام کو دیکھا ابن زیاد کے سامنے زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا امیر مین نے مسلم کو اپنے گھر مین نہین بلایا وہ خود آگیا ہے ابن زیاد نے کہا اُسکو میرے پاس لا اِس پر وہ کسمسایا تب لوگون سے کہا اسکو میرے نزدیک کرو لوگون نے اُسکو پکڑ کے نزدیک کردیا تب ابن زیاد نے چھڑی سے اُسکو مارا اور قید کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ خبر اُسکی قوم کو پہونچی۔ قصر دار الامارۃ کے دروازے پر سب

جمع ہو گئے جب ابن زیاد نے جھگڑا اُسنا قاضی شریح سے کہا نکل کر انکو کہدے کہ مین نے
ہانی کو اس لیے بند کیا ہے کہ اس سے مسلم کی خبر پوچھون مجھ سے کوئی تکلیف اُسکو
نہین پہونچے گی۔ لوگ سُنکر اُس سے متفرق ہو گئے۔ جب مسلم کو ہانی کے قید ہونے کی
خبر پہونچی کوفہ کے چالیس ہزار مرد اُنکے پاس جمع ہو گئے اور مسلم سوار ہوئے اُسوقت
قصر مین ابن زیاد کے پاس اکابر کوفہ جمع تھے اُسنے اُنکو حکم دیا کہ اپنے اپنے قبیلہ سے
باتین کر کے اُنکو لوٹادو۔

وہ اُنکو تسلی دینے لگے شام کے وقت مسلم کے پاس چند نفر کے سوا کوئی باقی
نہ رہا جب اندھیرا ہو گیا تو وہ بھی جاتے رہے اور مسلم اکیلے رہ گئے رات کو راہ مین بھٹککر
ایک عورت کے دروازے پر پہونچے اُس عورت سے کہا مجھے پانی پلا۔ اُسنے پانی پلایا
اور کہا اے بندۂ خدا تم پریشان معلوم ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہے آپنے کہا مین مسلم ہون
آیا تیرے پاس آرام کی جگہ ہے اُس عورت نے کہا ہان آپ اندر آئیے۔ آپ اندر گئے
اُس عورت کا ایک بیٹا تھا محمد بن اشعث کی غلامی کیا کرتا تھا اُسنے جا کر محمد بن اشعث
کو خبر پہونچائی۔ ناگاہ مسلم کیا دیکھتے ہین کہ تمام گھر کو لوگون نے محاصرہ کر لیا ہے جب
مسلم نے یہ دیکھا اپنی تلوار کھینچ کر باہر نکلے اور جنگ کرنے لگے محمد بن اشعث نے
اُنکو امان دے کر ہاتھ پکڑ لیا اور ہمراہ لیکر ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے حکم
دیا کہ انکو قصر کی چھت پر لیجاؤ لوگون نے چھت پر چڑھا کر اُنکو شہید کیا اور ہانی بن عروہ کو
بھی مار ڈالا اور دونون کی نعش کو لٹکوا دیا۔ یہ خبر جناب امام حسین علیہ السلام کو نہ ملی جبتک
کہ وہ قادسیہ سے تین میل پر پہونچ گئے۔ یہان آپ سے حُر بن یزید تمیمی ملا اور عرض کیا
آپ واپس تشریف لیجائین۔ اور اُنکو مسلم کے شہید ہونے سے آگاہ کیا حضرت کے

ہمراہ مسلم بن عقیل کے بھائی بھی موجود تھے۔ اُنھون نے کہا جب تک کہ ہم بدلا نہ لینگے یا قتل نہ ہوجائین گے واللہ ہم واپس نہ جائینگے۔ ابن زیاد نے اُنکے لیے فوج تیار کی تھی جو اُن سے کربلا مین آکر ملی پس امام حسین علیہ السلام وہین اُتر پڑے اور وہ سب پینتالیس سوار اور سو پیادے تھے پس مقابلہ کیا اُس سے امام حسین علیہ السلام نے اور اُس فوج کا سردار عمر ابن سعد ابن ابی وقاص تھا۔ ابن زیاد نے رَی کی حکومت کا اُس سے وعدہ کیا تھا کہ جناب امام حسین ع سے جنگ کرنے کے بعد اس ملک کا وہ حاکم کیا جائیگا۔ امام حسین علیہ السلام نے اُس سے بیان کیا کہ تین باتون مین سے ایک کو اختیار کرلے یا تو ہمین کسی قلعہ تک پہونچ جانے دے یا ہم مدینہ طیبہ کو لوٹ جائین یا ہمکو یزید کے پاس پہونچا دے۔ عمر بن سعد نے پچھلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب مین لکھا مین قبول نہین کرتا حسین کا ہاتھ میرے ہاتھ مین دیا جانا چاہیے۔ امام حسین علیہ السلام نے اُسکو قبول نہ فرمایا۔ اس بات پر جنگ شروع ہوئی اور آپکے ساتھ تمام آپکے اصحاب شہید ہوگئے۔ اُنمین آپکے اہلبیت کے سترہ جوان تھے آپ سب سے آخر مین شہید ہوے۔ آپ کا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لائے ابن زیاد نے اُسکو اور آپکے اہلبیت کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ اُنمین جناب علی بن حسین علیہ السلام مریض تھے اور جناب کی پھوپھی حضرت زینب بنت فاطمہ علیہما السلام بھی تھین۔ یزید نے اُنکو مدینہ منورہ مین بھیج دیا۔

یہ بیان مختصر اس واقعہ کا صحیح تھا جو بیان کیا گیا۔ اسکی تفصیل اور شرح نہایت مستند و مدلل واسطے ملاحظہ ناظرین لکھے جاتے ہین۔

تفصیل اس واقعۂ جانگداز کی یہ ہے

کامل ابن اثیر مین ہے کہ جب یزید پلید بادشاہ ہوا اہل شام نے بیعت کی اور فرامین اور
پروانے واسطے لینے بیعت نام ضیعہ کے اطراف مین جاری ہوے چنانچہ ایک رقیمہ شقاوت
پُر ضلالت ولید ابن عقبہ حاکم مدینہ منورہ کے نام بھی بھیجا کہ معاویہ ایک بندہ تھا بندگان
خدا سے اُسنے انتقال کیا اور مین بجاے اُسکے تخت پر بیٹھا پس بیعت انقیاد کی اپنے
واسطے جلد چاہتا ہون چاہیے کہ حسین ابن علی اور دوسرے اہالی مدینہ سے بیعت انقیاد
کی میرے واسطے لے اور درنگ و تاخیر لینے بیعت مین نہ کر ولید بن عقبہ نے بمجرد
ورود نامۂ مردود کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مجھکو جگر گوشۂ رسول
اور نور چشم بتول سے کیا کام ہے پھر ولید نے اِس مقدمہ مین مروان سے مشورہ لیا
اُس مردود نے کہا کہ حسین ابن علی و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن
زبیر رضی اللہ عنہم کو دار الامارۃ مین طلب کر اور ان چارون سے درخواست بیعت یزید
کی کر۔ اگر یہ سب بیعت قبول کرین فبہا ورنہ ان چارون کو قتل کر تاکہ اور لوگون کو عبرت
ہو۔ اور قبول بیعت سے تخلف نکرین ولید مروان کے مشورہ پر راضی نہ ہوا اور کہا مین
پسر فاطمہ علیہا السلام اور پسر ابو بکر اور پسر عمر اور پسر زبیر رضی اللہ عنہم کو قتل نہین کر سکتا
آخر کار ولید نے امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا۔ جناب امامت مآب پچاس تابعدار
غلامان و موالیان کو ہمراہ لیکر دار الامارۃ مین تشریف لے گئے اور ہمراہیون کو دروازہ
پر چھوڑ کر تن تنہا ولید کے پاس تشریف لاے ولید نے نہایت تعظیم سے بٹھلایا اور
خط کا مضمون عرض کیا۔ آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ اسمین چار آدمیون کا نام ہے اُن

سب کو سنانا چاہیے کہ ایک مرتبہ سب بیعت کریں اسنے کہا بہتر و خوب ہے۔

اور بعض کہتے ہین کہ آنجناب سنے فرمایا کہ مین یزید کی بیعت نہ کرون گا وہ فاسق و دائم الخمر ہے ولید نے کچھ جواب نہ دیا۔ آنجناب رخصت ہوے۔ مروان نے بشرارت جبلیہ کہا تو نے عبث چھوڑ دیا اب ہاتھ نہ آئینگے۔ مناسب ہے کہ انکو قید کر اور بجبر بیعت یزید لے۔ اگر نہ کرین گردن مار تاکہ یزید راضی ہو ولید نے کہا اسے مروان اگر مجھکو کوئی ربع مسکون بخشدے تو بھی جگر گوشۂ رسول کا خون اپنی گردن پر نہ لون۔ اسے مروان ایسی باتون سے تیرا نامۂ اعمال سیاہ ہوگا۔

بعضون نے لکھا ہے کہ مروان کا کلام حضرت امام حسین علیہ السلام کے کان تک پہونچا تو حضرت نے فرمایا اسے مروان کس کو تاب و طاقت ہے جو مجھ سے ایسی حرکت بے ادبانہ کر سکے۔ اسے ولید مین ابن علی وسبط نبی ہون۔ یزید شارب خمر فاسق کی بیعت کس طرح کرون۔ کل مجلس عام مین اسکا جواب دیا جائیگا اور دیکھا جائیگا کہ اولی واحق بالخلافۃ کون ہے۔ بعد اسکے گھر کو روانہ ہوے۔ پھر ابن عمر بلاے گئے۔ انھون نے فرمایا کہ جب اور لوگ بیعت کرین گے تو مین بھی بیعت کر لون گا۔ لوگون نے انکو چھوڑ دیا۔ پھر ابن زبیر کو بلا بھیجا۔ انھون نے کہلا بھیجا کہ مین ابھی آتا ہون اور گھر جا کر چھپ رہے۔ پھر ولید نے بلایا۔ پھر حیلہ کر دیا۔ آخر کار اسنے اپنے غلامون کو بھیجا۔ انھون نے آکر سخت و سست کہا اور کہا امیر کے پاس چلو ورنہ ہم تمھین مار ڈالین گے۔ انھون نے کہا مین معذور ہون جلد ابھی نہین چل سکتا ہون امیر سے عذر کرا ئے بھیجتا ہون۔ چنانچہ جعفر بن زبیر اپنے بھائی کو بھیجا۔ انھون نے جا کر کہا کہ اللہ تجھپر رحم کرے ابن زبیر کل تیرے پاس آئینگے آج انکو معاف رکھ اور اپنے

لوگون کو بلوا لے کہ وہ انھیں زبردستی لانے پر مجبور کرتے ہین چنانچہ ولید نے آدمی بھیجکر اپنے آدمیون کو بلالیا اور ابن زبیر مع اپنے بھائی کے اُسی رات کو بیت اللہ شریف کو روانہ ہوگئے۔ دوسرے روز لوگ اُنکی تلاش کو آئے اور اُنکو نہ پاکر مثل اہل بخت برگشتہ کے واپس گئے۔ پھر لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بلانے کو گئے آپنے فرمایا آج ٹھہر جاؤ کل جو کچھ ہوگا تم بھی دیکھو گے اور ہم بھی دیکھین گے۔ آپ نے دیکھا کہ اب حفظ حرمت وجان ومال اُن سیہ کارون اور بدکارون سے دشوار ہے۔ لہذا آپ نے وطن پر رنج ومحن سے کلفت ہجرت اختیار فرمائی ؎

دشمن کو بھی اللہ چھوڑائے نہ وطن سے	واقف ہے مسافر کا دل اس رنج ومحن سے

حال مروان ابن الحکم

یہ مروان ابن الحکم ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن مناف ہے اسی کے حق مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمَلْعُوْنُ اِبْنُ الْمَلْعُوْنِ چنانچہ حاکم نے کتاب الملاحم والفتن مین مستدرک سے روایت کی ہے کہ عبد الرحمن بن عوف فرماتے تھے کہ جس کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تھا اسکے دیکھنے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تھے اور دعا فرماتے تھے۔ جب مروان ابن الحکم کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا هٰذَا الْوَزَغُ اِبْنُ الْوَزَغِ الْمَلْعُوْنُ اِبْنُ الْمَلْعُوْنِ یعنی یہ گرگٹ ہے گرگٹ کا بیٹا ملعون ہے ملعون کا بیٹا۔

اس روایت کو شیخ ابن حجر مکی نے بھی شرح قصیدہ ہمزیہ مین نقل کیا ہے۔ اور یہی حاکم نے عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کی ہے کہ حکم ابن العاص نے اجازت

حاضر ہونے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہی فرمایا اذن دیدو اسکو لعنۃ اللہ علیہ وعلی من یخرج من صلبہ الا المؤمن منھم وقلیل ماھم یشرفون فی الدنیا ویوضعون فی الآخرۃ وما لھم فی الآخرۃ من خلاق یعنی خدا کی پھٹکار اُس پر اور اُن لوگون پر جو اسکی پشت سے نکلین گے سوائے مومن کے کہ وہ تھوڑے ہون گے دنیا مین وہ سیادت کیے جائین گے اور آخرت مین جھکائے جائین گے اور اُنکے لیے آخرت مین کوئی حصہ نہین ہے۔

اِس جگہ سے بدکہنا مروان کا اور بدل بیزار ہونا خصوصاً اُس سلوک سے جو اُسنے حسنین علیہما السلام سے کیا ہے جملہ فرائض و ایمان سے ہے۔ کذا قال مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فی بعض تقریراتہ

اور مروان کو طرید بھی کہتے تھے اِس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو نکال دیا تھا۔ طائف مین جا رہا حضرت عثمان نے اپنے عہد مین اُسکو طلب کر لیا اور منشی مقرر فرمایا اور جو کچھ واقعات اُس ملعون کے سبب سے واقع ہوئے ظاہر ہین اور اول فساد اسلام مین اُسی کے وجود سے پڑا ہے۔

اور اسکو ابن الزرقا بھی کہتے تھے۔ کامل مین ہے کہ مروان اور اُسکی اولاد کو لوگ مذمت اور عیب کی راہ سے بنو الزرقا کہا کرتے تھے۔ اور زرقا بیٹی موہب کی مروان کی دادی تھی اور وہ بڑی فاحشہ تھی اسوجہ سے لوگ اُسکی مذمت کرتے تھے۔ اور امارت معاویہ مین حاکم مدینہ ہوا۔ یہی مردود قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ ہے اور بعد معاویہ ابن یزید اُسنے شہر جابیہ کے لوگون سے خلافت کی بیعت لی اور

شام مین آیا وہان کے لوگون کو بھی اپنا مطیع کیا۔ پھر مصر مین گیا اہالیان مصر نے بعد محاربۂ کثیر بیعت کی۔ عمر اس مردود کی تراسی برس کی ہوئی اور مدت سلطنت نو مہینے اٹھ دن۔ نقش خاتم رجائی اللہ۔ اور زخم برچھی سے فی النار والسقر ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسنے اپنی عورت کو گالی دی تھی اُسنے حالت خواب مین ذبح کر ڈالا اور عبد الملک بن مروان نے نماز جنازہ پڑھی۔ شہر دمشق مین بیرون دروازہ جابیہ مدفون ہے۔ کذا فی اخبار الدول۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے خواب دیکھا کہ اُسنے چار مرتبہ محراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بول کیا۔ ابن سیرین نے خواب سُنکر فرمایا اگر تیرا خواب سچ ہے تو چار شخص تیری اولاد سے خلافت کرین گے بعد تیرے سو ویسا ہی ہوا کہ ولید و سلیمان و ہشام و یزید نے خلافت کی۔

بیان روانہ ہونا حضرت امام حسین علیہ السلام کا مکہ معظمہ کیطرف

آپ چوتھی شعبان سنہ ساٹھ ہجری بروز جمعہ با اہل و عیال مکہ کو روانہ ہوے اور بعض کے نزدیک تاریخ روانگی اٹھائیسوین شعبان ہے۔ بہر دو تقدیر شارع عام پر تشریف لے چلے و سرگردانی موسی کلیم اللہ علیہ السلام یاد کرتے اور فرماتے فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ وَقَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۔ بعض منازل مین عبد اللہ بن مطیع سے ملے اُنھون نے عرض کیا آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین۔ فرمایا ظالمون نے مدینہ طیبہ مین رہنے نہ دیا ناگزیر بمقتضاے مضمون مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا یعنی جو شخص اُسمین

داخل ہوا وہ تذر ہوگیا - کعبے کو جاتا ہون - اُنھون نے التماس کیا یا امیر المومنین آپ سردار عالم فخر اولاد آدم ہین آپ رونق افروز بیت اللہ شریف ہون وہان کے رہنے والے آپ کے سوا کسی کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کرین گے مگر قول و فعل کوفیون پر اعتماد نہ کیجیے گا کہ آپ کے باپ کو اُنھین لوگون نے شہید کیا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ آپ کو خوب معلوم ہے اور مین بالیقین جانتا ہون کہ اہل کوفہ آپکو بہ کمال اختصاص طلب کرین گے - اگر آپ تشریف لیجائین گے تب سب الگ ہو جائین گے - کیونکہ وفا و مروت اُنکی جبلت مین نہین ہے حضرت نے اُنکے حق مین دعاے خیر فرمائی اور روانہ ہوے اور فرمایا عَسٰی رَبِّیْۤ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ یعنی امید ہے کہ میرا رب لیجائے مجھکو سیدھی راہ پر -

الغرض امام حسین علیہ السلام جس منزل کو اپنے فیض ورود مسعود سے متبرک فرماتے جوق جوق لوگ پروانہ صفت اُس شمع بزم امامت کے گرد ہوتے اور قدمبوس ہوتے اور مرحبا کہتے - اہل مکہ کیا جوان اور کیا بوڑھے اور کیا بچے سب خبر خیر مقدم سنکر باہم شاد ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے کہتے تھے -

اشعار

جن سے روشن ہے مدینہ وہ قمر آتے ہین
مرحبا سرور عالم کے پسر آتے ہین
نخل بستان نبوت کے ثمر آتے ہین

جنکا معدن ہے نجف لو وہ گہر آتے ہین
سیدہ فاطمہ کے لخت جگر آتے ہین
جن کا گھر خلد مین ہے وہ مرے گھر آتے ہین

واہ قسمت کہ چراغ حرمین آتے ہین
اے مسلمانو مبارک کہ حسین آتے ہین

بیان ورود فیض آمود حضرت امام علیہ السلام کا حرم محترم مین

جب آپ بعد طے منازل داخل حرم شریف ہوسے وہان کے باشندون نے نہایت
تعظیم سے استقبال کر کے اُتارا۔ علامہ ابو اسحاق اپنے رسالہ نور العین فی مشہد الحسین
مین لکھتے ہین کہ مکہ کے استقبال کرنے والون مین سب سے مقدم عبد اللہ بن زبیر تھے
جو اس زمانہ مین مکہ معظمہ مین سب کے مقتدا تھے اور حضرت امام علیہ السلام کے رضاعی
بھائی بھی تھے۔ جب رات کو حضرت داخل حرم ہوسے تو اُنھون نے آپ کو اور
آپ کی اہلبیت کو اپنے گھر اُتارا اور بہت بڑی دعوت کی۔ اور آپ کے ساتھ کل
مکہ والون کو مدعو کیا۔ حضرت امام علیہ السلام بعد فراغت طعام عبد اللہ بن زبیر سے
باتین کرنے لگے اور جو جو تقصیرین کہ یزید پلید نے آپکے حق مین کین اور جو جو اسکے
دم اور دعوے تھے اور جو کچھ لکھا تھا وہ سب سنایا۔ عبد اللہ بن زبیر نے کہا اے
ابا عبد اللہ آپ اب ہمارے خلیفہ ہین۔ ہم سب آپ کے یار و مددگار ہین۔ یزید
کیا کرے گا۔ اگر لڑے گا تو ہم لڑین گے۔ آپنے فرمایا قسم ہے اپنے خداے
پاک کی کہ مین خلافت نہین چاہتا ہون۔ اتنا چاہتا ہون کہ یہین مکہ مین اپنے گھر
لڑکے بالون سمیت رہون۔ ایک روز اگر پیٹ بھر کھاؤن تو ایک روز بھوکا رہون
یون ہی عمر بسر کرون۔ عبد اللہ بن زبیر نے کہا یا ابا عبد اللہ یا ابن بنت رسول اللہ
ہرگز یہ بات ہونے کی نہین کہ آپ اِس حالت مین بسر کرین۔ آپ کی اور آپ کے
اہلبیت کی آرام سے گذرے گی۔ سارے اقربا اور بنی ہاشم آپ سے راحت
پائین گے۔ پہلے آپ اور آپ کے اہلبیت کھا پی لینگے تب ہم لوگ کھائین گے

ہم سب آپکے فرمان بردار ہین آپ خوشی سے بے کھٹکے رہین۔ آپ نے اُنکو دعاے خیر دی اور تھوڑے دنون عبداللہ بن زبیر کے مہمان رہکر اپنے گھر تشریف لے گئے اور وہین اقامت فرمائی عبداللہ بن زبیر اور تمام اہل مکہ آپ کی خدمت مین لونڈی غلام کیطرح حاضر رہتے اور ہر طرح سے خدمت گذاری سے پیش آتے۔ جب یہ خبر یزید علیہ مایستحقہ نے سنی اُسنے ولید کو مدینہ باسکینہ سے معزول کیا اور راسدق کو حاکم مقرر کیا اور حاکم مکہ معظمہ یزید بن یحیی بن حاکم بن صفوان کو بھی موقوف کیا اور ابن سعد بن عاص کو حاکم مقرر کیا۔ مگر وہ بسبب عمل دخل عبداللہ بن زبیر کے بھاگ گیا کیونکہ عبداللہ نے مکہ معظمہ مین داخل ہوتے ہی باتفاق اہل مکہ اپنی حکومت جما لی تھی۔ ہر چند امام حسین علیہ السلام نے منع بھی کیا جب یزید پلید کو خبر ہوئی تو اُسنے حاکم مدینہ کو پروانہ لکھا کہ بنا بر قلع و قمع ابن زبیر فوج کثیر جانب حرم محترم روانہ کر اُسنے عمرو بن زبیر برادر عینی عبداللہ بن زبیر کو کہ باہم دونون مین سو مزاجی تھی امیر کیا ہر چند لوگون نے عمر سے کہا کہ دو سبب سے اس امارت کا قبول کرنا زیبا نہین ہے۔ اول حرم شریف مین جنگ و جدال منع ہے۔ دوسرے ابن زبیر تمہارا بھائی حقیقی ہے لیکن اُسنے بہ طمع مال و زر نہ مانا اور جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور ایک طوق چاندی کا طیار کرا کے ساتھ لیا۔ اس خیال سے کہ جب ابن زبیر کو گرفتار کرون گا تو یہ طوق اُسکے گلے مین ڈال کر یزید کے پاس بھیجون گا الغرض قریب بیت اللہ شریف پہونچکر آدھی فوج ہمراہ انیس ابن عمرو اسلمی کر کے ایک طرف کا ناکا روکا اور دوسرا ناکا اپنے متعلق رکھا اور ابن زبیر سے کہلا بھیجا کہ حرم شریف سے باہر نکل اور یہ طوق اپنے گلے مین ڈال کر یزید کے پاس حاضر ہو کہ تیرا قصور معاف ہو جاے۔ عبداللہ نے بھی جواب درشت کہلا بھیجا۔ اور اول بمقابلہ انیس بن عمرو

روانہ ہوے اور اُسکو شکست فاش دی کہ انیس مارا گیا۔ پھر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو
عمرو بن زبیر کے مقابلہ کو بھیجا وہ غالب آئے اور عمرو بھاگا اور اپنے بھائی عبیدہ ابن زبیر
کے گھر پوشیدہ ہوا عبداللہ ابن زبیر نے عبیدہ کو گرفتار کرا کے اسقدر تازیانے لگائے
کہ وہ مرگیا۔ پھر حکومت مکہ مین قائم ہوئی۔ جب علتبہ بن ولید پلید کو یہ خبر ملی فوراً یزید کو
مفصلاً حال لکھا۔ یزید خط پڑھ کر ڈرا اور روسار کوفہ کے نام فرمان لکھا اور عماد پادشاہ کو
تہدید نامہ روانہ کیا کہ اگر ملک وریاست وحفاظت رعایا منظور رہے تو حسینؑ کو چین
نہ دو۔ بہ جبر بیرون شہر کردو اور کوفہ مین بُلالو۔ اگر تم لوگ میرے وفادار وترقی خواہ ہو۔
چنانچہ عماد پادشا مضمون خط یزید پر مطلع ہوا تو رُوسا شہر سے مصلحت خواہ ہوا کہ یزید کا
یہ منشا ہے کہ کسی حیلہ سے مکر سے امام حسین کو کوفہ مین بُلالیا جائے اُسنے عرضی بدین
مضمون حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت باعظمت مین روانہ کیا کہ سُنا گیا ہے
کہ حضور پر نور بسبب گردش زمانہ ناہنجار روارد مکہ ہین اور یزید پادشاہ شام درپے آزار
خادمان عالی مقام ہے اور یہ جان نثار خادم دیرینہ والد ماجد حضور ہے بے درم ودام ہے
بہتر ہے کہ حضور تشریف یہان ارزانی فرمائین۔ یہان قلعہ مستحکم اور توپ ہے ہزار
سوار جرار اور دو لاکھ پیادے تیار لائق کارزار اور رُوسا یہان کے ہر ایک خادم
وجان نثار وہوادار ہے آپ آکے یہان ہمارے پاس ٹھہرین۔ ہم مدد کو جان اور
مال سے حاضر ہین اور بہت مبالغہ اُسمین کیا اور تار بندھا خطون کا آپکی طرف۔
خلاصہ اُن کا یہ کہ ہم یزید کی حکومت پر راضی نہین ہین آپ تشریف لائین تو ہم اُسے
کوفہ سے نکال دین۔ بس تمام آدمی آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہین اور اطاعت
وفرمان برداری دوسرے کی سوائے آپ کے روا نہین رکھتے ہین اگر یزید کیطرف سے

آپ کی نسبت کچھ جبر و تعدی ظہور مین آئیگی تو ہم سب لوگ آپکے شریک و مددگار ہوکر یزید کو قتل کرکے اُسکی جگہ آپکو تخت نشین کرینگے۔ اے پسر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ جلد تشریف لائیے اور ہم لوگون کو قید انتظار سے چھوڑائیے سلام اوپر تمھارے ہو جیو رحمت خدا کی

قال العلامۃ ابو اسحاق الاسفرائنی فی کتاب المسمی بنور العین فی مشہد الحسین فبینما الحسین جالسًا فی بیتہ یومًا من الایام اذ فارس اتی الی بابہ وطرقہ فقال الحسین من بالباب فقیل لہ رسول من اہل الکوفۃ فاذن لہ بالدخول فدخل علیہ واخرج الکتاب وناول لہ فاخذہ وقرءہ فاذا ھو من اہل الکوفۃ ویقولون فیہ یکون فی علمک یا حسین یا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزید بن معاویہ ظلم وجار وقتل الرجال ونھب الاموال وطغی وتمرد وقد عم ظلمہ سائر الاقطار یامر بالمنکر وینھی عن المعروف ویشرب الخمر ولا یخشی اللہ وافشی القبائح فی جمیع البلاد واظہر الظلم والجور فی العباد وعلم مراقبۃ اللہ فی شئی من الاشیاء وخفی العدل فی الرعیۃ وظہر الظلم والجور بالکلیۃ وانا قد ارسلنا الیک یا ابا عبد اللہ سابقًا نحو الف کتاب نطلبک ان تحضر الی عندنا ونحن نساعدک علی الذین یزید وناخذ خلافۃ ابیک وجدک لان الخلافۃ لک ولابیک ولا لیزید ولا لابیہ نتوسل علینا احدًا من اہل بیتک ونسائک بحق جدک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان تحضر الینا وان لم تحضر فنحن غدًا بین یدی اللہ سبحانہ خاصمنا ونقول یا ربنا ظلمنا الحسین ورضی فینا بالظلم ما جوابک الذی تقولہ للہ وتتخلص بہ من حقوق اللہ فلما قرء الحسین المکتوب اقشعر جلدہ خوفًا من اللہ تعالیٰ۔ انتھی

ترجمہ علامہ ابو اسحاق اسفرائنی اپنی کتاب مسمی بہ نور العین فی مشہد الحسین مین لکھتے ہین کہ ایک دن جناب امام حسین علیہ السلام اپنے گھر مین بیٹھے تھے کہ کوفہ کے

ایک سوار نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا دروازے پر کون ہے عرض کیا گیا اہل کوفہ کا ایلچی ہے آپنے اسکو اندر داخل ہونے کا اذن دیا۔ اس نے داخل ہوکر امام علیہ السلام کو ایک خط دیا۔ آپ نے اسکو پڑھا دیکھا کہ وہ خط اہل کوفہ کی طرف سے ہے۔ اسمین لکھتے ہین اسے امام حسین علیہ السلام اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپ کو معلوم ہوگا کہ یزید بن معاویہ نے ظلم اور جور اور بے گناہون کو قتل کرنا اور لوگون کا مال لوٹنا شروع کیا ہے اور سرکشی وتمرد کو اختیار کیا ہے ہر طرف اسکا ظلم پھیل گیا ہے۔ بُری باتون کے لیے حکم کرتا ہے اور اچھی باتون سے باز رکھتا ہے شراب پیتا ہے۔ خدا سے نہین ڈرتا ہے۔ تمام شہرون مین بُرائیون کو پھیلاتا ہے۔ ظلم اور جور خدا کے بندون پر ظاہر کرتا ہے۔ کسی شے کے کرنے مین خدا سے خوف نہین کرتا۔ عدل کو رعیت سے پوشیدہ اور ظلم وستم کو بالکل ظاہر کر رکھا ہے یا ابا عبداللہ ہم پہلے قریب ایکہزار خط کے آپکی خدمت مین بھیج چکے ہین۔ ہم آپکی تشریف آوری کی درخواست کرتے ہین کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائین ہم آپکی یزید کے مقابلے مین مدد کرین گے آپ اپنے باپ دادا کی خلافت کو لے لین۔ کیونکہ خلافت آپ کا اور آپکے والد بزرگوار کا حق ہے نہ یزید اور اُسکے باپ کا آپ ہم پر اپنے اہلبیت مین سے کسی کو والی کرکے بھیجدین ہم آپکے جدامجد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہین کہ آپ ہمارے یہان تشریف لائین اگر آپ تشریف نہ لائین گے ہم کل خدا کے سامنے آپ سے جھگڑین گے اور ہم کہین گے۔ اسے ہمارے پروردگار امام حسین علیہ السلام نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہم مین ظلم وستم کو روا رکھا ہے۔ آپ خدا کو کیا جواب دین گے اور

اللہ کے حقوق سے کیونکر چھوٹین گے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے جب یہ خط پڑھا آپ کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوگئے خدائے پاک کے خوف سے۔

اور پچھلا خط جو آیا اُس مین تملق اور چاپلوسی زیادہ تھی حضرت امام علیہ السلام نے عزم بالجزم جانب کوفہ فرمایا عبداللہ بن عباس وغیرہ اصحاب نے منع کیا اور کہا کہ بیوفائی اہل کوفہ ضرب المثل ہے انکے قول و فعل لائق اعتماد نہین آپ ہرگز ہرگز تشریف نہ لیجائیین آخر بعد قیل و قال بسیار حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ قرار دیا کہ اگر میرا جانا مناسب نہین ہے تو کوئی اور ہی شخص میرے متوسلین سے جانب کوفہ روانہ ہو اور اُنکی کیفیت اور چگونگی حالات سے مطلع کرے۔

چنانچہ مسلم بن عقیل اپنے چچیرے بھائی کو اپنا نائب کرکے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو ایک خط لکھدیا۔ مگر عبداللہ بن عباس اس تجویز پر بھی راضی نہ ہوے۔ لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت مسلم کو رخصت فرماتے تھے رونے لگے اور مسلم علیہ السلام بھی بزبان حال گویا ہوے۔ ؎

وداع مسکینم جانان وداع آخرین از دل	ز کوہیت میروم واز غصہ دارم قصہ مشکل
ندارم طاقت دوری ندارم تاب مہجوری	عجیب ور دیست بےدرمان عجب کاریست بےحاصل
بود حاصل مراد من گرت بینم دمے دیدن	چسان آید ز مہجوری بخون آغشتہ پا در گل

بیان روانگی حضرت مسلم علیہ السلام بطرف کوفہ

القصہ حضرت مسلم مع اپنے بیٹون کے کوفہ مین پہونچے اور مختار بن عبید ثقفی کے گھر اُترے۔

کوفہ مین وکیل شہ جن و بشر آئے
کعبہ کی طرف سے خضر نامور آئے

اک شور اُٹھا مسلم عالی گہر آئے
اب راہ پہ بخت آیا کہ یہ راہبر آئے

اب چشمۂ ایمان تک پہونچ جائین گے پیاسے
گھر بیٹھے ہین خضر ملے فضل خدا سے

ہر جلسہ مین مشتاق یہ سب کہتے تھے او و
اللہ کرے ماہ محرم تو یہین ہو

اب قبلہ و کعبہ کا ہی کب قصد ادھر کو
فرماتے تھے مسلم اب انھین آیا ہی سمجھو

تم سب مین محبت جو بہت پاتے ہین مولا
بچون کو بھی چھولونین لیے آتے ہین مولا

پھر مسلم نے نامہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا پڑھا بمجرد سُننے نامہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے کوفیون نے جوق جوق حاضر ہو کر بیعت کی۔ بروایتے بارہ ہزار۔ و بروایتے بیس ہزار۔ و بروایتے چالیس ہزار چند روز مین داخل اطاعت ہو گئے۔ یہ خبر نعمان بن بشیر حاکم کوفہ کو ہوئی تو ظاہر مین کوفیون کو ڈرایا اور باطن مین اعانت حضرت مسلم مین ساعی رہے اور کسی طرح کا تعرض نہ کیا۔ تب مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ وغیرہ اخبار نویسون نے یہ حال یزید پلید کو لکھا اور تغافل نعمان کی شکایت کی۔

اور حضرت مسلم نے اطاعت کوفیون کی کیفیت حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھی۔ آپ آمادہ روانگی جانب کوفہ ہوے۔

اور یزید نے خطوط اخبار نویسون کے سُنکر مشورہ کیا۔ اہل شوری نے بالاتفاق کہا کہ ابھی تک خیر ہے جبکہ امام علیہ السلام داخل کوفہ ہو جائین گے تو حکومت عراق

یک قلم جاتی رہیگی بلکہ بناے سلطنت ٹوٹ جائیگی صلاح وقت یہ ہے کہ نعمان معزول کیا جاے اور دوسرا شخص سنگدل حاکم ہو کہ اول مسلم اور اُنکے توابع کو قتل کرے چنانچہ عبید اللہ ابن زیاد مایۂ فساد اس کام کے لائق تجویز کیا گیا۔

پھر یزید نے نعمان بن بشیر کو موقوف کر کے ابن زیاد کو بصرہ سے امارت کوفہ پر روانہ کیا اور تاکید لکھی کہ بہت جلد کوفہ مین جا کے مسلم بن عقیل کو مع توابع کے قتل کر اور جو امام حسینؑ آجائین تو میری بیعت لے۔ اگر بیعت کرین تو بہتر ہے ورنہ اُنکو بھی قتل کر۔

اِس مضمون خط سے ثابت ہے کہ یزید نے عبید اللہ ابن زیاد کو امام حسین علیہ السلام کے قتل کا درصورت انکار بیعت پروانہ لکھا اور حکم دیا۔ کذافی تحریر الشہادتین

جب یہ پروانہ ابن زیاد کو پہونچا تو اُسنے اپنے بھائی کو قائم مقام اپنا کر کے روانہ جانب کوفہ ہوا۔ یہان تک کہ قادسیہ[۱] مین آیا اور لشکر اُسی مقام مین چھوڑ کر خود بخوف بلوہ حاجیون کے لباس مین عمامہ سیاہ باندھ کر اونٹ پر سوار ہوا اور کئی آدمیون کو ہمراہ لیکر اُسی راہ سے جدھر سے قافلہ حجاز آتا ہے بین المغرب و العشا یعنی کچھ رات گئے کوفہ مین داخل ہوا۔ از تحریر الشہادتین۔

اہالیان کوفہ کہ منتظر قدوم میمنت لزوم حضرت امام علیہ السلام تھے۔ غایت شوق سے غلطی مین پڑے اور جناب امام علیہ السلام کو سمجھ کر استقبال کو نکلے اور سلام کیا اور مرحبا بک یا ابن رسول اللہ کہتے ہوے آگے آگے چلے۔ ابن زیاد بدنہاد نے از رُوے مغالطہ وہی جواب سلام آہستہ دیا اور دانتون کو پیستا دارالامارۃ کوفہ مین داخل ہوا۔ از تاریخ الخلفا

[۱] قادسیہ بدال مہملہ ایک جگہ کا نام ہے اُس سے کوفہ تک پندرہ میل کا فاصلہ ہے۔

تحریر الشہادتین مین ہے کہ نعمان نے دروازہ بند کرلیا اور بالاے خانہ پر چڑھ کر کہا یا ابن رسول اللہ یہان آپ تشریف نہ لائین کہین اور جگہ جلوہ فرما ہون کہ اِس مین فتنہ برپا ہوگا۔ کوفیون نے سخت و سُست کہہ کر کہا دروازہ کھول۔ ابن رسول اللہ کھڑے ہین۔ اُسوقت عبید اللہ مکار بدذات نے چادر چہرے سے اُٹھا دی۔ تب اہل کوفہ نے پہچانا اور سب اپنے اپنے گھر چلے۔ صبح کو ابن زیاد جامع مسجد مین گیا او اشراف کوفہ کو طلب کرکے سند حکومت دکھلائی اور زبانی دھمکی سے جماعت کوفہ کو متفرق کردیا۔

حضرت مسلم نے ناچار ہوکر اپنے تئین مختار کے گھر سے ہانی بن عروہ کے گھر مخفی کیا۔ پس ابن زیاد مایۂ فساد نے محمد بن اشعث کو مع فوج ہانی بن عروہ کے گھر کیطرف بھیجکر ہانی کو با جملہ رؤسار کوفہ گرفتار کرکے قید کیا۔

حضرت مسلم نے اپنے خاصان و رفیقان و شیعان کو آواز دی کہ چالیس ہزار آدمی سے قلعہ کو گھیر لیا اور ابن زیاد ایک مکان مین چھپ رہا اور رؤسار کوفہ سے کہا کہ اِس جماعت کو روکو نہین تم سب کی گردن مارون گا چنانچہ کثیر بن شہاب و محمد بن اشعث اور شمر ذی الجوشن اور شیث ربعی نے برج پر چڑھ کر لوگون کو ڈانٹا کہ سب بھاگے صرف پانچ سو آدمی رہ گئے۔ جب مسلم نے نماز مغرب اُن کے ساتھ شروع کی وہ بھی روانہ ہوے سلام پھیرا تو کوئی نہ تھا۔ آنجناب سراسیمہ ہوکر طوعہ کے گھر گئے اُسنے ٹھہرا لیا۔

یہ وہی کوفیان بہادر ہین جنھون نے امام حسین علیہ السلام کو متواتر خطوط بھیجکر بلوایا اور اپنی اسی بہادری پر یزید کے ساتھ مقابلہ کا دعوی رکھتے تھے اور شیعان علی کہلاتے تھے۔ ان کے رؤسا و اکابر ابن زیاد سے مل گئے اور اپنے اپنے قبیلون کو حضرت

مسلم سے علٰیحدہ کیا۔

اب کارخانہ قضا و قدر دیکھنا چاہیے کہ طوعہ کا بیٹا گھر مین آیا وہ بدبخت محمد بن اشعث کا پیلا تھا اُسنے حضرت مسلم کے حال سے ابن زیاد کو مطلع کردیا اُس مایۂ فساد نے عمرو بن جریب کو توال شہر کوفہ اور محمد بن اشعث کو مع ساٹھ آدمی سپاہیون کے حضرت مسلم کی گرفتاری کے واسطے روانہ کیا۔ انھون نے جاکر طوعہ کا گھر گھیر لیا اور یہ قصد کیا کہ حضرت مسلم کو گرفتار کرلین اُسوقت حمیت اور شجاعت ہاشمی نے یہ تقاضا کیا کہ ایک عورت سے گھر چھٹ رہے۔ از تحریر الشہادتین۔

مسلم نے سُنی جب یہ صدائے سُم اسپان
اُٹھ کر کہا طوعہ سے کہ اللہ نگہبان
سمجھے کہ یہ سب ہے مرے سر کٹنے کا سامان
آپہونچی اجل ہوتا ہے رخصت ترا مہمان

قدمون سے وہ لپٹی تو کہا اب نہ خجل کر
تکلیف بہو دی ہے تجھے مین نے وہ بحل کر

فرما کے یہ باہر گئے اِس شان سے بہم
برمین تو زرہ۔ ہاتھ مین شمشیر سر دم
بیشہ سے نکل آتا ہے جیسے کوئی ضیغم
لرزہ ہو دلِ شیر کو چیتون کا یہ عالم

چھایا ہوا تھا رعب جو ایک ایک لعین پر
عالم دمِ شمشیر کا تھا چین جبین پر

غازی کو پکار ابن اشعث نے بہ تاگاہ
دربار مین حاکم کے چلو گر مرے ہمراہ
کیون مستعد جنگ ہوا اے مسلم ذی جاہ
دلوا دون ابھی تمکو امان قتل سے واللہ

دیکھو یہ کہے دیتا ہون مین پھر ہاتھ ملوگے
سر جائیگا پھر کٹ کے اگر تم نہ چلوگے

مسلم نے کہا اب چمن خلد قرین ہے	حق پر نہ لڑوں یہ مجھے منظور نہیں ہے
حاکم بھی لعین تیرا ہے اور تو بھی لعین ہے	جھوٹوں کی صداقت کا بھلا کسکو یقین ہے

ظاہر ہے یہ غربت میں جو کچھ مجھ پہ جفا کی
میں بھی تو سزا دوں تمہیں اس مکر و دغا کی

یہ کہہ کر متوجہ قتال ہوے اور تلوار میان سے لے مثل شیر غران نکل پڑے اور اُن نامردون کو
تہ تیغ کرنے لگے جب اکثر مارے گئے اور کسی نے مقابلہ نہ کیا تب محمد بن اشعث اور
کوتوال بد اعمال نے کہا کہ بنی ہاشم کی تلوار کا سامنا کون کر سکتا ہے اور کسکو تاب مقاومت
ہے کہ انکی تلوار کے مقابل ہوسکے اب کچھ فریب ہی بن پڑے تو بہتر ہے۔ چنانچہ دونون
مردود مکار بخدع و فریب پیش آئے اور کہنے لگے کہ آپ کیون سبب بے وجہ لڑتے ہین۔ ہم
لوگ تو لڑنے کو نہین آئے ہین ہم لوگون کو امان دیجیے اور ہمارے ساتھ تشریف لیچلیے
حضرت مسلم بتقدیر ازلی فریب سے واقف نہ ہوے اور بمقتضاے حلم و مروت جبلی بر
رحم آئے اور لڑنا موقوف کرکے مع دونون صاحبزادون کے اُنکے ساتھ چلے وہان
ابن زیاد مایۂ فساد نے پہلے ہی دربانون سے کہہ رکھا تھا کہ جب حضرت مسلم دروازے
مین قدم رکھین تو اُن کا سر کاٹ لینا۔ میرے پاس زندہ لانا ضرور نہین ہے دفعتہً
حضرت مسلم آیہ کریمہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ
الْفَاتِحِيْنَ پڑھتے ہوے دار الامارت کوفہ مین داخل ہوے اور دربانون نے
شربت شہادت اُنکو اور محمد اور ابراہیم دونون بیٹون کو پلایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
بعد اُسکے ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو سولی دی اور اُنکے سرون کو نیزون پر کوچہ بازار
مین پھرا کر کوفہ کے دروازے پر معلق کردیا۔ یہ واقعہ تیسری ذی الحجہ سنہ ساٹھ ہجری

مین واقع ہوا۔ از تحریر الشہادتین۔

کیفیت روانگی امام حسین علیہ السلام جانب کوفہ و رسیدن در کربلا

وَفِي ذَٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجَ الْحُسَيْنُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْكُوفَةِ وَقِيلَ كَانَ خُرُوجُهُ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ از سر الشہادتین

راویان اخبار بیان کرتے ہین کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفیون کے اصرار اور بار بار خطوط کے آنے سے پہلے ہی مستعد سفر تھے اس اثنا مین جو حضرت مسلم کا نامہ آیا تو اس سے وہ عزیمت اور بھی مستحکم ہو گئی۔

آج ہی کے دن تیسری ذی الحجہ سنہ ساٹھ ہجری کو جس روز حضرت مسلم نے شہادت پائی تھی اور بقول بعضے آٹھوین تاریخ آپ عازم کوفہ ہوے اور اسباب سفر مہیا کرنے لگے۔ کہ حضرت عبداللہ ابن عباس اور جابر اور ابو سعید خدری و ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہم مانع ہوے۔ حضرت ابن عباس نے عرض کیا کہ ابن رسول اللہ حرم شریف سے باہر نہ جائیے اور کوفیون کے قول و فعل پر اعتماد نہ کیجیے۔ آپ کو معلوم نہین کہ ان لوگون نے آپکے بھائی اور باپ سے کیا معاملہ کیا ہے اور جو آپ کو یون ہی منظور ہو تو اہل و عیال کو ساتھ نہ لے جائیے۔ مین ڈرتا ہون کہ آپ شہید ہون اور اہل و عیال اسیر ہو جائین اور بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مین گمان کرتا ہون کہ آپ مانند عثمان رضی اللہ عنہ کے عورتون اور لڑکون مین شہید ہو جائیے گا۔ باین ہمہ التماس اُن کا قبول نہ ہوا۔ تب ابن عباس رنجیدہ ہوے اور بہت روئے۔

(از تحریر الشہادتین)

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَاُخْبِرَ اَنَّ الْحُسَیْنَ قَدْ تَوَجَّهَ اِلَی الْعِرَاقِ فَلَحِقَهٗ فِیْ مَسِیْرَةِ لَیْلَتَیْنِ عَنِ الرَّبَذَةِ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَیَّرَ نَبِیَّهٗ بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ وَاِنَّکُمْ بِضْعَةٌ وَاللّٰهِ لَا یَلِیْهَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَبَدًا وَمَا صَرَفَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْکُمْ اِلَّا لِلَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ فَارْجِعُوْا فَاَبٰی فَاعْتَنَقَهٗ ابْنُ عُمَرَ قَالَ اَسْتَوْدِعُکَ اللّٰهَ تَعَالٰی مِنْ قَتِیْلٍ اَخْرَجَهُ الْبَیْهَقِیُّ

اور بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ کو آتے تھے کہ خبر پائی کہ امام حسین علیہ السلام حرم محترم سے جانب عراق جاتے ہین بتیابیٔ کے دوڑے اور اُس جگہ ملے جہان سے ربذہ[1] دو منزل تھا پس عبداللہ نے التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدائے تعالی نے اپنے پیغمبر کو دنیا اور آخرت مین اختیار دیا تھا سو حضرت نے دنیا کو اختیار نہ کیا اور آپ جگر گوشۂ رسول مقبول ہین۔ واللہ نہ ملیگی تم مین سے دنیا کسی کو کبھی اور اسی مین تمہارے واسطے بہتری ہے کہ حکومت دنیا نہ ملے آپ پلٹ چلین۔ حضرت نے نہ مانا تب حضرت عبداللہ نے امام کو گلے لگایا اور کہا تمکو سپرد بخدا کرتا ہون اے شہید ہونے والے۔ روایت کیا اسکو بیہقی نے اور تحریر الشہادتین مین بھی ہے۔

روایت ہے کہ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی منع کیا حضرت نے جواب دیا کہ تم لوگ راز پنہان سے واقف نہین ہو بے سبب بے سبب رنجیدہ ہوتے ہو۔ مین نے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ ایک مینڈھا مکہ مین ذبح کیا جائیگا اُسکے سبب سے خانۂ خدا کی بیحرمتی ہوگی۔ مین نہین چاہتا کہ وہ مینڈھا مین ہون اور میرے سبب سے حرمت کعبہ مین

[1] ربذہ بذال معجمہ مدینے کے قریب ایک جگہ ہے جہان ابوذر غفاری کا مزار ہے ۱۲ مولف

فرق آسئے۔ از تحریر الشہادتین۔

اور ترجمہ طبری مین ہے کہ مصداق حدیث آخر کو حضرت عبداللہ بن زبیر ہوے
سبحان اللہ کیا جودت طبع تھی اور کرامت صریح کہ حضرت عبداللہ کو وہ حدیث سنائی۔
جسکے مصداق وہ ہونے والے تھے اور یہ احتیاط کا مرتبہ تھا کہ بے حرمتی کعبہ گوارا
نہ کی۔ گو درجۂ شہادت تھا۔ از تحریر الشہادتین۔

ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے کہ جب محمد بن حنفیہ کو خبر توجہ حضرت امام علیہ السلام
جانب عراق معلوم ہوئی تو اتنا روئے کہ طشت وضو اشکون سے بھر گیا اور بعض
روایات صحیحہ مین ہے کہ عبداللہ ابن جعفر اور محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہما نے خطوط منع
متواتر لکھے۔

اور تقریب التہذیب ابن حجر مین ہے کہ مسور ابن مخرمہ خواہرزادہ عبدالرحمن
بن عوف رض نے لکھا کہ آپ کوفیون کے فریب مین نہ آئیے اور عراق کی طرف قصد
نہ فرمائیے اور بعض خواص اہل مکہ نے التماس کیا کہ یوم عید اضحی قریب ہے اور
مسلمان لوگ جمع ہون گے چندے توقف فرمائیے کہ آپ کے ساتھ بہت مسلمان
ہو جائین گے مگر امام حسین علیہ السلام کہ سہام تقدیر کے ہدف بن گئے تھے اور گردن تسلیم
قضاء ایزدی پر خم فرما چکے تھے راضی برضائے آلہی ہو کے کسی کا کہنا نہ مانا اور جو
لوگ منع کرتے تھے انکو یہ معلوم نہ تھا کہ اس سفر مین کارگزاران قضا وقدر احکام تقدیر
جاری کرین گے والا عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن جعفر اور محمد ابن حنفیہ رضی اللہ
عنہم وغیرہ صحابۂ کبار و اقربائے نامدار ضرور ہمراہ ہوتے اور سعادت رفاقت حاصل
کرتے چنانچہ ابن عباس سے حاکم نے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے کہ ہم شک

نہ کرتے تھے اور اہلبیت کثیر بھی اسمین شک نہ کرتے تھے کہ بہ تحقیق حسین شہید
ہون گے کربلا مین تو مفاد اسکا صرف اتنا ہے کہ کربلا مین شہادت حضرت امام کی
ہم لوگون کے نزدیک مشکوک فیہ نہ تھی لیکن تعیین سفر کہ اس سفر مین ہو گی یا دوسرے
سفر مین یہ معلوم نہ تھا کیونکہ اگر ابن عباس وغیرہ اہلبیت جانتے کہ اسی سفر مین سابقہ
ازلی اپنا کام کرے گا تو بر وقت عزیمت کوفہ رفاقت سے منھ نہ موڑتے اور وقت
عزم عراق ہرگز تنہا نہ چھوڑتے اور جو حدیث ابن السکن اور بغوی نے کتاب الصحابہ
مین اور ابو نعیم نے سحیم سے روایت کی ہے کہ انس ابن حارث نے کہا مین نے
سُنا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ میرا بیٹا مارا جائیگا
اُس زمین مین جسکا نام کربلا ہے سو جو شخص کہ تم لوگون مین سے وہان موجود ہو
اُسکی مدد کرے سو گئے انس ابن حارث کربلا کو اور شہید ہوے۔ سو یہ حدیث
احاد ہے اسپر عمل ہر ایک کو واجب نہ تھا مگر جس نے اس بات کو زبان مخبر صادق
سے سُنا اُسپر شریک ہونا واجب ہو گیا لہذا انس بن حارث رض گئے اور حضرت عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کلمہ تاسف زبان پر لانا کئی وجہ سے تھا ایک شہرہ خبر شہادت
امام حسین علیہ السلام مدت سے تھا دوسرے بہ نظر بے وفائی اور بد عہدی اہل
کوفہ کے تیسرے بسبب بے سامانی جناب امام کے ایسا ہی لکھا ہے تحریر الشہادتین
وسر الشہادتین وہدایۃ الکونین الی شہادت الحسنین مین۔

اصل یہ ہے کہ جنکی شہادت وشرکت ورفاقت امام حسین علیہ السلام کی کربلا
مین مقدر تھی وہ گئے اور جنکا کربلا مین شہید ہونا مشیت ایزدی مین نہ تھا وہ بیٹھے
رہے اور اس طرف خیال بھی نہ ہوا۔

فائدہ در بیان خروج امام حسین علیہ السلام بر یزید کہ ناجائز نبود

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ مین جواب سوال پنجم مین فرماتے ہین کہ نکلنا حضرت امام حسین علیہ السلام کا بنا بر دعوت خلافت راشدہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو تیس برس گذرنے سے منقضی ہوگئی تھی تھا ہی نہین بلکہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی تخلیص منظور تھی کہ صِیَانَۃُ الْمَظْلُوْمِ عَنِ الظَّالِمِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ یعنی بچانا مظلوم کو ظالم سے واجب ہے۔

اور وہ مضمون جو مشکوۃ مین ہے کہ حضرت نے بادشاہ وقت پر اگرچہ وہ ظالم ہو بغی وخروج سے منع فرمایا ہے وہ اُسوقت مین ہے جب اُس بادشاہ ظالم نے بلا منازع و مزاحم کے تسلط تام پیدا کر لیا ہو اور یہان اتبک اہل مدینہ اور اہل مکہ و اہل کوفہ یزید کے تسلط پر راضی ہی نہین ہوے تھے اور حضرت امام حسین اور عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن زبیر اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم جیسے اصحاب نے بعیت ہی نہین کی تھی۔ بالجملہ خروج امام حسین علیہ السلام کا واسطے دفع تسلط سلطان جابر کے تھا نہ واسطے رفع تسلط کے اور حدیث مین وہ خروج ممنوع ہے جو واسطے رفع تسلط سلطان ظالم کے ہو وَالْفَرْقُ بَیْنَ الدَّفْعِ وَالرَّفْعِ ظَاہِرٌ مَشْہُوْدٌ فِی الْمَسَائِلِ الْفِقْہِیَّۃِ انتہی۔

جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم ومغفور دیوبندی ونانوتوی اپنے مکتوب نہم مین فرماتے ہین کہ امیر معاویہ نے یزید پلید کو جسوقت اپنا ولی عہد کیا تھا اُسوقت تک وہ فاسق مُعلن نہ تھا اگرچہ کچھ کرتا رہا ہوگا تو در پردہ کرتا رہا ہوگا حضرت معاویہ کو

اُس سے خبر نہ رہی ہوگی -

غایت مافی الباب بسبب پنہانی خرابیون کے جو کہ یزید مین موجود تھین مثل اُن منافقون کے جو بیعت الرضوان مین شریک تھے اور بوجہ نفاق کے رضوان اللہ اُنکو نصیب نہ ہوا یزید بھی اِس بشارت کے فضائل سے محروم رہا اور اس طرف مذہب حضرت امیر معاویہ کا دربارۂ خلافت کے یہ تھا کہ جسکو سلیقہ انتظام مملکت کا اورون سے زائد ہو گو اور اُس سے افضل ہون مگر ولی عہدی مین وہی دوسرے سے افضل ہے اس نظر سے اُنھون نے اُسکو اورون سے افضل جانا اور اگر افضل نہین جانتے تھے تو بیش ازین نیست کہ اُنھون نے ترک افضل کیا اور استخلاف فضل فضل ہے نہ واجب اور ترک افضل کوئی ایسا گناہ نہین جس سے سب وشتم کے ساتھ ہم امیر معاویہ سے پیش آئین اور اس طرف ہم اُنکو اجلہ صحابہ سے شمار نہین کرتے کہ بسبب ترک افضل اور اولی کے بھی ایسے امور مین معذرت کرین ہان اُنکے انتقال کے بعد یزید نے البتہ پیٹ سے پائون نکالے اور دل بکام اور دست بجام سونپا اعلان فسق کیا نماز چھوڑدی امر منکر و نہی معروف وغیرہ اُس سے ایسے فعل سرزد ہوے جس سے وہ بیشک قابل عزل ہو گیا اور اس قسم کا تحول ممکن ہے محال نہین مگر اُسوقت مین اہل راے وتدبیر کی سلسلے مین اختلاف پڑا جسکو اندیشہ فتنہ وفساد غالب معلوم ہوا اُسنے مجبوری سے اُسکی بیعت کے لیے ہاتھ پھیلا دیا احترازاً عن المعصیت اور شرط اتباع معروف درمیان رکھی اور جسکو بوعدہ ایک جماعت کثیر کے مثلاً امید غلبہ اور رجا سے شوکت نظر آئی وہ حسبتہ للہ اُٹھا اور اُسنے تہیہ کارزار کا کیا پس جو کچھ حضرت عبد اللہ بن عمر اور اُنکے امثال نے کیا وہ بجا کیا اور جو کچھ سید الشہدا نے کیا وہ عین حق اور صواب

تھا بنا اِس اختلاف کی اختلاف امید ورجا پر ہے نہ اختلاف جواز و عدم جواز اصل فعل پر مگر انجام کار بوجہ عہد شکنی کوفیون کے تیر تدبیر حضرت سید الشہدا کا نشانہ پر نہ بیٹھا اور عاشورے کے دن قیامت سے پہلے میدان کربلا مین قیامت برپا ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور اس قسم کی برہمی کار نہ فقط حضرت امام حسین علیہ السلام کو پیش آئی بلکہ جہاد مین اکثر ایسے امور پیش آتے ہین۔ واقعہ اُحد اور حنین کا سنا ہوگا پس جیسا کہ شہدائے اُحد درجۂ شہادت پر پہونچے ہین اور اس برہمی کار سے کسی خلل نے اُن کے فضائل مین راہ نہین پائی ہے۔ یون ہی شہدائے کربلا کو بھی جاننا چاہیے اور پھر یہ سب اُسوقت ہے کہ جب بعد استخلاف امیر معاویہ کے یا بیعت لوگون کے یا اُسکے تسلط کے اُسکی خلافت کو ہم عام اور شامل جانین اور اگر اُسقدر سے جو کہ واقع ہوا ہم فقط اُسکی انعقاد خلافت کے قائل نہ ہون اور اُسکی خلافت کے عموم و شمول کو نہ تسلیم کرین اور کہین کہ حضرت امام حسین اور اُنکے اتباع اُسکے ربقۂ اطاعت سے ہنوز خارج تھے تو حاجت کسی کے عزل کی بھی نہین اور نہ امام کے خروج سے یزید پر کوئی محذور لازم آتا ہے کیونکہ امام کے نزدیک اور اہالیان مدینہ و مکہ و کوفہ وغیرہ کے یزید کی خلافت جائز و مسلمہ نہین و نہ کہا جا سکتا ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنے خلیفہ یا بادشاہ پر خروج کیا اور یہ فرق انعقاد مطلق اور عموم انعقاد کا ہر چند آج کے دن کم فہم لوگ نہین سمجھتے ہین مگر معاملات سابقین کے تتبع سے واضح ہے کہ اہل حل و عقد مین سے ہر شخص کی بیعت کو صرف موجب اطاعت کا اُسکے حق مین اور اُسکے خادمون کے حق مین گنتے ہین ورنہ حاجت حضرت علی کی بیعت کی حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر اور اُسکے اہتمام کی کیا تھی۔ اسی طرح بعد بیعت

اہل شام اور اہل حل و عقد کے یزید کو حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُنسے بعیت لینے کی حاجت نہ ہوتی۔

اور جب اسقدر بجا نا گیا تو معلوم ہوا کہ مدار کا نیت پر ہے اور حسن نیت حضرت امام قابل اسکے نہین کہ اُس مین تردد کیا جاے اِس صورت مین شہادت حضرت امام علیہ السلام مین تردد کیا ہے یزید اُنکے حق مین خلیفہ نہ تھا اور نہ خروج اُسپر ممنوع تھا اور اگر خلیفہ ہوتا تو بھی خروج ممنوع نہ تھا اور اگر خروج ممنوع ہوتا تو عزل ممنوع نہ تھا بالجملہ وجوہ ممانعت مفقود اور موجبات جہاد موجود حسن نیت مین کوئی کلام نہین پھر اگر وہ شہید نہون تو اور کون ہوگا۔

اور اگر اس سے بھی ہم درگذر کرین تو کہہ سکتے ہین کہ آپ جہاد کے لیے آئے ہی نہ تھے۔ چاہتے تھے کہ اپنی راہ پر جائین لشکریان یزید نے نہ چھوڑا محاصرہ کر کے شہید کیا اور جو شخص قتل کیا جائے اپنی آبرو اور اپنے مال کی حفاظت کے لیے وہ شہید ہے۔

سنن ابو داؤد جزء ثانی باب فی قتال اللصوص کتاب الملاحم کے آخر مین ہے

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ أَوْ دُونَ دَمِهِ أَوْ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

ترجمہ روایت ہے سعید ابن زید سے اُنھون نے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جو شخص قتل کیا جائے اپنے مال کے لیے پس وہ شہید ہے اور جو شخص قتل کیا جائے اپنے اہل کے لیے یا اپنے خون کے لیے

یا اپنے دین کے لیے پس وہ شہید ہے۔ خارج کیا ہے اِس حدیث کو ابوداؤد نے اور بھی خارج کیا ہے اسکو اہل سُنن نے اور صحیح کیا ہے اسکو ترمذی نے۔

باقی رہا یہ کہ اُنھوں نے اجماع کی مخالفت کی۔ سو اُسکا جواب یہ ہے کہ اول اجماع ہی مسلم نہین ہے اور اگر ہو تو عدم مخالفت ہو گی اور باایں ہمہ اجماع عدم جواز الخروج علی الفساق اسکے معنی جو کچھ ہین عرض کیے گئے۔ اجماع عدم جواز الخروج علی نفس الفسق سے لازم نہین آتا ہے کہ اس کلی مشکک کے مراتب کے خصوصیات زائد بھی موجب خروج نہ ہو سکین باایں ہمہ اجماع غیر مسلم ہے۔ جسوقت کہ حضرت امام حسین اور عبداللہ بن زبیر اور اہل مدینہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کوئی کام کیا ہو اُسکے مخالف کو مجمع علیہ کیسے کہین گے اور اگر بالفرض اجماع کو تسلیم کرین تو وہ اجماع اگر منعقد ہوا تو بعد حضرت امام کے منعقد ہوا مخالفت اجماع کی حضرت امام کو کیا مضر ہے۔

اور جلد دوم مجموعۂ فتاوی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے صفحہ ۱۷ مین ایک استفتا رچھ سوالون کا ہے۔ چھٹے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی دعوی کرے کہ یزید علیہ ما یستحقہ خلیفہ برحق تھا اور خروج امام علیہ السلام کا اُس پر ناحق ہوا تو وہ شخص گنہگار ہے توبہ اُس پر واجب ہے۔ انتہیٰ۔

شیخ ابن حجر مکی نے شرح قصیدہ ہمزیہ کے صفحہ ۲۷ مین لکھا ہے۔ اُسکا ترجمہ یہ ہے۔ اور جلیا کہ نقل کیا گیا ابن عربی مالکی سے جسکے سُننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین وہ یہ ہے کہ کہا ابن عربی نے مَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ اِلَّا بِسَیْفِ جَدِّہٖ یعنی نہین قتل کیے گئے حسین مگر اپنے جد کی تلوار سے۔ یہ قول ابن عربی کا اس اعتقاد پر ہے کہ یزید خلیفہ تھا اور حسین اُسپر بغاوت کرنے والے تھے۔

حالانکہ خروج امام کا یزید پر بسبب اُسکے ظلم اور بُری باتون کے تھا جلنسے کان بھرے ہوے تھے۔ پس امام حسین علیہ السلام محق ہین بہ سبب اُس چیز کے جو اُنکے نزدیک ہے خصوصاً موافق راے امام احمد بن حنبل کے۔ اور نیز اُسکے صفحہ ۴۲۷ مین ہے کہ اور کہنا بعضون کا یہ کہ نہین کوئی ملال ہے قاتلین حسین پر کیونکہ اُنھون نے تو اُنکو قتل کیا اُنکے جد کی تلوار سے جو حکم کرنے والی تھی اسکی کہ وہ کھچی باغیون پر اور اُنکے قتال پر ہرگز قابل اعتبار نہین کیونکہ یزید کی بیعت منعقد تھی نہین نہ امام کے نزدیک اور نہ اُنکے نزدیک جن لوگون نے اُسکی بیعت نہین کی اور جنھون نے اُس سے بیعت کی وہ جبرًا اور قہرًا تھی جیسا کہ مشہور ہے غایۃ الامر یہ ہے کہ یزید ظالم اور فاسق اور متغلب تھا۔ ڈاڑھی مُنڈاتا تھا صوم و صلوۃ سے کوئی واسطہ نہ رکھتا تھا۔ مان بیٹیون مین بہن بھائی مین نکاح کراتا تھا۔ اسکے عہد مین فسق و فجور علانیہ رائج تھا۔ خوشامدی وطماع کا ہجوم اُسکے پاس تھا۔ اُسکے اشعار سے دہریت پائی جاتی ہے۔

امام شافعی اور اُنکے مقلدین سابقین کے اقوال دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بالکل لامذہب آزادمنش تھا۔

اور حرمت خروج کی امام ظالم پر جس پر اجماع جاری ہوا ہی اُسکا محل جب ہے کہ جب استقرار امور اور انقعقاد اُن اعصار کا ہو لے اور اُس زمانہ والے مجتہد تھے اُنکے حیطہ لے مین غیرون کی رلے شریک ہی نہ تھی اسواسطے یزید کی خلافت کو ابن زبیر نے بھی نہین مانا اور نہ پرواکی اُسکے بیعت کی۔ اور نہ پرواکی مثل اُنکے اور گروہ نے جو اُس سے رُک رہے اور بھرب کر گئے۔ انتہی کلام ابن حجر مکی۔

قول مستحسن مین لکھا ہے لیکن جو مشہور ہوا ابن عربی سے کہ اُسنے ایک کتاب

لکھی شان مولانا حسین رضی اللہ عنہ مین اور اُسمین گمان کیا گیا ہے اس امر کا کہ حضرت امام مارے گئے اپنے جد کی تلوار سے نعوذ باللہ من ہذا الخذلان جیسا کہ ذکر کیا برزنجی نے اشاعۃ مین اور مناوی نے شرح جامع صغیر مین اور ابن حجر نے شرح قصیدہ ہمزیہ مین اور صاحب ماتم الملوین نے اپنی کتاب مین مع ابطال اس قول کے پس گمان نیک یہ ہے کہ اُنھون نے اس سے توبہ کی جب امام غزالی کی ملاقات سے مشرف ہوے۔ انتہی کلامہ۔

مین کہتا ہون کہ اگر ابن عربی نے امام غزالی رح کا زمانہ پایا اور نوبت ملاقات کی آئی تو یہ قول صحیح ہو سکتا ہے مین نے فصوص الحکم مصنفہ ابن عربی مین دیکھا ہے کہ مولانا غزالی نے جب انتقال فرمایا اُسوقت ابن عربی طفل شیر خوار تھے واللہ اعلم بالصواب۔

لب لباب تمام واقعات وروایات کا اور خلاصہ اور اصل حال یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے توان جھگڑون سے یکسوئی اختیار فرمائی تھی بلکہ مجبوری سے وطن بھی چھوڑا تھا محض اللہ اللہ کرنے کو اللہ ہی کے دروازے پر آپڑے تھے مگر کرم طبعی اور رحم جبلی سے کیا کرتے جب یزید کے مظالم حد سے بڑھے اور لوگ تنگ آئے تو ارادتمندان خاص اور جان نثاران بالاختصاص نے حضرت امام علیہ السلام کے حضور مین بیحد زاری رونا لے گئے۔ آپکی تشریف آوری کوفہ کے بارے مین مکرر خطوط بھجوائے آپ کو بوعدہ اُس جماعت کے پنجۂ ظالم سے اُن مظلومون کے چھوڑانے مین امید غلبہ ہوئی اور بمعائنہ کمال اعتقاد اہل کوفہ خیال رہا کہ یہ سب ہمارے آبائی فرمانبردار ہین کہان تک اپنی جان ومال سے ہماری حفاظت جان ومال وآبرو مین کوشش نکرینگے۔ یہ کیونکر خیال آتا کہ نیرنگی تقدیر سے یہی اُسلئے ہمارے ہی خون کے پیاسے ہو جائینگے۔ گھر سے بلا کر اور آپ سب مل ملاکر پھر ڈر کر

اور دنیا کی طمع مین آکر یون ہی علیحدہ ہو جائین گے - ہمکو بے بس کر دینگے - اور اوراعزہ واحباب واصحاب کوفیون کی بیوفائی اوران کا فریب جانتے تھے اور دیکھا ہوا حال یاد رکھتے تھے اِس سبب سے وہ لوگ توقف ہی کے مصر تھے اور اسیکو اصلح وانسب جانتے تھے اور پھر دفعۃً آپکے اس ارادے کے سُننے سے بلا درستی اسباب سفر و تحفظ جان و مال وآبرو ساتھ لینے سے باز رہے اور مصلحت وقت یہی سمجھے کہ جہان تک ہو آپ ہی اِس ارادے کو فسخ فرمائین پس آنحضرت کے ہمراہ نہ جاسکنے مین معاذاللہ اُنکے ارادت اور محبت خاندانی مین کسی طرح کا نقصان کوئی عاقل خیال نہین کرسکتا ہے - غرض آپ بھی قضا وقدر سے مجبور تھے تشریف نہ لیجاتے توکیا کرتے چنانچہ آپ نے بھی عذر فرمایا -

قصہ کوتاہ پھر وہی معاملہ پیش آیا کہ کوفیون کی اُس جماعت نے بیوفائی کی اور یا این ہمہ کہ آپ نے خود ہی یہ خیال خسران مآل کوفیان عاقبت پریشان کا دیکھکر کنارہ کشی کی تھی اور ایک نہین صدہا کے سامنے کہین اور چلے جانے کی خواہش اُن بے دینون سے فرمائی مگر اُنھون نے مانا ہی نہین محاصرہ کرکے آپ کو شہید کیا پھر اُسپر ستم دیکھیے کہ گھر بار لوٹا - اہلبیت کو اسیر کیا اور جو کچھ کیا اچھا نہین کیا - اللہ ہی کے ہاتھ اُن ظالمون کا حساب ہے پس حضرت کی شہادت اور اس مرتبہ مین بھی آپ کی سیادت مین کوئی مسلمان شک وشبہہ نہین کرسکتا خوارج وغیرہ اگر کرتے ہون توکرین کہ خارجین ملت سے بحث ہی کیا ہے - حق تعالی ایسے خیالات سے ہر دیندار کو بچائے -

چونکہ یہ رسالہ بیان شہادت مین ہے اور اِس جھگڑے کا موقع نہ تھا لیکن چند اشخاص مخالف تھے اور بہت شد ومد کے ساتھ اسمین کلام کرتے تھے اِسوجہ سے

اِس خروج کا بیان کیا گیا۔ اب پھر اصل مطلب شروع ہوا۔

الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام مع اہلبیت اور دوستون اور غلامون کے کہ سب بیاسی[۸۲] آدمی تھے جانب کوفہ روانہ ہوے۔ چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری معروف بہ قسطلانی جلد ششم صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر مین ہے وَكَانَ ابْنُ زِيَادٍ إِذْ ذَاكَ عَلَى الْكُوفَةِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ وَبُويِعَ يَزِيدُ ابْنُهُ أَبَى أَنْ يُبَايِعَهُ وَكَتَبَ إِلَى الْحُسَيْنِ رِجَالٌ مِنْ شِيعَةِ أَبِيهِ مِنَ الْكُوفَةِ هَلُمَّ إِلَيْنَا نُبَايِعُكَ فَأَنْتَ أَحَقُّ مِنْ يَزِيدَ فَخَرَجَ الْحُسَيْنُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْعِرَاقِ فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مِنَ الْكُوفَةِ جَيْشَهُ فَالْتَقَيَا بِكَرْبَلَاءَ عَلَى الْفُرَاتِ وَقُتِلَ الْحُسَيْنُ مِنْ عَسْكَرِ ابْنِ زِيَادٍ قَتْلَى كَثِيرَةً حَتَّى قُتِلَ فَقِيلَ قَتَلَهُ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ الضِّبَابِيُّ وَقِيلَ سِنَانُ ابْنُ أَبِي سِنَانٍ وَاحْتَزَّ رَاسَهُ وَأَتَى بِهَا ابْنَ زِيَادٍ الخ

ترجمہ ابن زیاد جب حاکم ہوا کوفہ پر یزید کی طرف سے اور حضرت معاویہ نے جب انتقال کیا تو یزید کے لیے بیعت طلب کی گئی تو امام حسین علیہ السلام نے بیعت سے انکار کیا تو خط لکھا اُنکو اُنکے باپ یعنی حضرت علی کے شیعون نے کوفہ سے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیے ہم لوگ آپ کی بیعت کرینگے کیونکہ آپ زیادہ حقدار ہین یزید سے پس نکلے امام علیہ السلام مکہ سے عراق کیطرف پس بھیجا ابن زیاد نے کوفہ سے اپنا لشکر پس مقابلہ ہوا دونون لشکرون کا کربلا مین فرات کے کنارے اور قتل کیا امام حسین علیہ السلام نے لشکر ابن زیاد سے بہت مقتول یہان تک کہ خود شہید ہوے۔ پس بعضون نے کہا ہے

کہ شمر ذی الجوشن نے آپکو قتل کیا اور بعض نے کہا کہ سنان ابن ابی سنان نے اور آپکا
سر مبارک کاٹ کر ابن زیاد کے پاس لائے۔ الی آخرہ ۵

اکثر مورخوں نے لکھا ہے بہم دگر
تھی اُس برس یہ شدت گرما کہ الحذر
جس سال میں حسین ہوئے عازم سفر
مثل چنار آگ سے جلتا تھا ہر شجر

جائے غبار ریگ سے شعلے بلند تھے
مجمر زمین گرم تھی ذرے سپند تھے

اس فصل میں تباہ نبی کا سفینہ تھا
اصغر کو ماں کی گود میں چوتھا مہینہ تھا
آوارہ کوہ و دشت میں شاہ مدینہ تھا
عابد کو تپ تھی زرد جمال سکینہ تھا

گرمی سے حال بچہ کا تغیر ہوتا تھا
اور خشک شیر بانوے شبیر ہوتا تھا

دو دو قدم پہ ہوتے تھے اطفال بیحواس
یوں قافلہ تھا گرد علمدار حق شناس
اک پانی پانی کہتا تھا اک پیاس ہائے پیاس
جس طرح پیاسے چشمۂ کوثر کے آس پاس

عباس شان ساقی کوثر دکھاتے تھے
اکدم میں ساری فوج کو پانی پلاتے تھے

فرماتے تھے حسین غضب کی تپش ہے ہائے
کہتے تھے خیر خواہ نہ وہ دن خدا دکھائے
کیا ہو جو ایسی دھوپ میں پانی نہ ہاتھ آئے
مولا جواب دیتے تھے اللہ ہی بچائے

پانی تو منزلوں میں ابھی پیتے جاؤ گے
آتا ہے اک مقام کہ قطرہ نہ پاؤ گے

بیٹھے تھے رہزنی کو جو گمراہ جا بجا
چلتا تھا راہ چھوڑ کے وہ کل کا رہنما

تھا قریہ قریہ حکم یہ ابن زیاد کا		لوٹوں گا گھر حسین کو مہمان کر کیا

ایمان بیچ کیا تھا یزید لعین کے ہاتھ
غلہ نہ بیچتا تھا کوئی شاہ دین کے ہاتھ

کہتے ہین کہ اثنائے راہ مین فرزوق شاعر باجماعت جبہ پوشان ملا اور وہ کوفہ کی طرف سے آتا تھا آپ نے اُس سے کوفہ کا حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت اتنا تو مین جانتا ہون کہ دل کوفیون کے آپکے ساتھ ہین اور تلوار اُنکی بنی امیہ کے ساتھ اور قضا و قدر آسمان سے نازل ہو رہی ہے وَاللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ سچ ہے قضائے الٰہی کسی طرح ٹل نہین سکتی۔ از تحریر الشہادتین۔

تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرزوق سے ملاقات کی اور حال کوفیون کا پوچھا۔ فرزوق خود کہتا ہے کہ مین بسبب بیماری کے بات نہ کر سکتا تھا۔ سو مین نے اشارے سے کہا کہ آپ کوفہ کو نہ جائیے مکہ شریف کو لوٹ جائیے۔ لیکن امام علیہ السلام تن بہ تقدیر آگے کو تشریف لے چلے تو خبر پائی کہ اہل کوفہ نے بدعہدی کی اور ابن زیاد بدنہاد نے حضرت مسلم اور اُنکے صاحبزادون کو شہید کیا اور جماعت مسلم بالکل متفرق ہو گئی اور کسی نے ساتھ نہ دیا تب تو حضرت امام علیہ السلام نے بمقتضائے رعایت اسباب ظاہری کہ عالم اسباب مین متلزمات بشریت سے ہے مراجعت کا قصد فرمایا اور کہا کہ ہر گاہ اہل کوفہ کا یہ حال ہے تو وہان جانا کیا ضرور ہے اور مصلحت بھی مقتضی نہین ہے۔ حضرت مسلم کے بھائی جو آپ کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ ہم تو ہر گز نہ پھرینگے۔ یہان تک کہ اپنے بھائی کا بدلہ لین یا شہید ہون۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے برادران مسلم کا عزم مصمم دیکھ کر فرمایا

لَا خَیْرَ فِی الْحَیٰوۃِ بَعْدَکُمْ ۔ یعنی جب تم سب مارے گئے تو پھر زندگی کا مزہ کیا اور جینے کا لطف کیا ہے۔ بسم اللہ چلیے جو کچھ ہو سو ہو۔ الغرض امام حسین علیہ السلام وا ہوے اور نواحی عراق مین کہ وہان سے کوفہ دو منزل رہجاتا ہے پہونچے اُس مقام پر حُر بن ریاحی کہ ہزار سوار مسلح ابن زیاد کے اُسکے ساتھ تھے ملا۔ اور عرض کیا کہ یا امام کونین مجھکو ابن زیاد نے اسواسطے بھیجا ہے کہ جس طرح سے ہو آپ کو اُسکے پاس لیجاؤن مگر واللہ مین اس کام کو مکروہ جانتا ہون۔ اب سخت مشکل ہے نہ تو آپکو لے جاسکتا ہون اور نہ چھوڑ سکتا ہون۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی سنو مین از خود تمھاری طرف نہین آیا۔ جب تم سب لوگون نے مل کر خطوط لکھے اور قاصد بھیجے۔ تب مین نے قصد کیا ورنہ کیا غرض تھی کہ مین یہان آتا۔ اور تم بھی کوفے سے ہو اگر اپنے عہد پر قائم ہو تو مین تمھارے شہر کو چلتا ہون۔ نہین پھرا جاتا ہون مجھکو نہ تم سے کچھ مطلب ہے نہ تمھارے شہر سے کسی طرح کی غرض۔ حُر نے کہا واللہ مجھکو ہرگز خبر نہین کہ کس نے آپکو خط لکھے اور کس نے قاصد بھیجے اور کیون بلایا۔ مین نے سنا بھی نہین۔ خدا جانے آپ کیا فرماتے ہین اور مین بغیر آپ کے کوفے پھر نہین سکتا۔ الغرض اس بات مین بہت گفتگو ہوئی اور حُر کی نادانستگی کی یہ وجہ تھی کہ وہ کوفے مین نہ تھے نواح کوفہ مین کسی ملک کے عامل تھے سو یہ سب نامے اور پیام اُنکی غیبت مین آئے گئے تھے۔ اِس سبب سے حُر نے انکار کیا۔

ترجمہ طبری وغیرہ مین روایت ہے کہ حُر نے بعد قیل و قال بسیار بمقتضاے سعادت ازلیہ التماس کیا کہ آپ کا جہان دل چاہے تشریف لے جائیے مین آپ سے معترض نہین ہوتا اور کوفے پھرا جاتا ہون۔ ابن زیاد سے کہون گا کہ امام حسین مجھکو نہین ملے۔

چنانچہ امام حسین علیہ السلام تمام رات چلے صبح ہوئی تو وہین سے تھے جہان سے چلے
تھے پھر حُر ابن یزید ریاحی حاضر ہوا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ رات کو ابن زیاد نے
ایک خط بھیجا ہے کہ اگر تو حسین ابن علی کی گرفتاری مین پہلوتہی کرے گا تو مین ایسی سزا
دون گا کہ اُسکا متحمل نہ ہو سکیگا۔ سو یا حضرت اب مین کیا کرون آپ کسی طرف چلے جائین
تو بہتر ہے مجھ پر جو گذرے گی دیکھ لون گا۔

الغرض دوسری محرم کو کربلا مین پہونچے تھے اُس دن سے سات راتین برابر
چلے پھر صبح کو وہین تھے جہان سے کوچ کیا تھا تب آپ نے پوچھا یہ کون جگہ ہے
کسی نے کہا یہ مقام کربلا ہے فرمایا ؎

این زمین ست کہ آلودہ بخون خواہد شد علم سید ابرار نگون خواہد شد

بیشک یہ مقام کرب وبلا ہے اور یہ مقام ہے اونٹون کے بندھنے کا اور یہ جگہ ہے
اسباب رکھنے کی اور یہ مقتل اعوان وانصار کا ہے پھر تو یہ حال ہو گیا کہ اونٹون کو مارتے
تھے وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرتے اور جو میخ زمین مین گاڑتے تھے ہیجان ماَدہ دموی
سے خون نکلتا تھا اور جو لکڑی درخت سے توڑتے تھے خون جاری ہوتا تھا۔ آخر کار
اُسی مقام پر اُترپڑے تو خاک کربلا زرد ہو گئی اور ایک غبار عظیم اُٹھا کہ چہرۂ مبارک
گرد آلود ہو گیا اُسوقت زینب آپ کی بہن نے کہا اے بھائی اِس جگہ میرا جی گھبراتا
ہے۔ فرمایا یہ مقام شہیدون کا ہے صبر کرنا لازم ہے۔

ترجمہ طبری مین لکھا ہے کہ اس اثنا مین امام حسین علیہ السلام نے ایک خواب
دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با جماعت ملائکہ تشریف لائے اور مجھے گود
مین لے کے فرماتے ہین کہ اے نور العین لخت جگر مین خوب جانتا ہون کہ دشمن

تیرے مارنے پر مستعد ہین - یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہین اور تجھکو درجہ شہادت ملیگا بہشت تیرے واسطے آراستہ ہے اور والدین تیرے منتظر ہین اور دست مبارک اپنا سینے پر رکھا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا چنانچہ یہ خواب حضرت امام نے اپنے اہلبیت سے بیان کیا سب نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اور رونے لگے - از تحریر الشہادتین -

الحاصل جب امام حسین علیہ السلام کربلا مین فروکش ہوے تو حر بن یزید ریاحی مع اپنے لشکر کے مقابل حضرت امام علیہ السلام کے اُترے اور ابن زیاد مایۂ فساد کو خبر ہوئی اُسنے حضرت امام علیہ السلام کو خط لکھا کہ مجھکو یزید بن معاویہ نے لکھا ہے کہ میری بیعت امام حسین سے طلب کر - اگر بیعت کرلین تو بہتر ہے نہین تو اُن کا سر کاٹ کر بھیجدے - سو مین آپکو نصیحت کرتا ہون کہ بیعت کرلو ورنہ لڑائی کے واسطے مستعد ہو حضرت امام حسین علیہ السلام نے خط ابن زیاد کا پڑھا اور پھینک دیا اور فرمایا کہ اِسکا جواب بجز عذاب میرے پاس نہین ہے - ہرکارہ ابن زیاد نے پلٹ کر تقریر حضرت کی ابن زیاد سے بیان کی تو آتش غضب اُس ناہنجار کی بھڑک اُٹھی اور کہنے لگا کون شخص مقابلہ حسین پر جاتا ہے کسی نے اقبال نہ کیا - تب تجویز ہوئی کہ عمر و سعد حاکم ری بڑا قسی القلب و مکار ہے اُسکو بھیجنا چاہیے سو اُسکو پروانہ بھیجا - اوّلاً اُسنے انکار کیا اور لکھ بھیجا کہ مجھ سے یہ کام نہ ہوگا کہ مین سبط رسول اللہ کے مقابلہ مین جاؤن کسی اور کو تجویز کیجیے ابن زیاد بدنہاد ناراض ہوا اور دوسرا پروانہ بھیجا کہ اگر تجھکو حکومت ری کی منظور ہے تو حسینؑ کے مقابلہ مین جا - نہین تو مسند حکومت واپس کر اور اپنے گھر بیٹھ مین دوسرے کو حاکم ری مقرر کرتا ہون اور یہ کام ضرور ہی اُس سے لیتا ہون

جب یہ نوشتہ ابن زیاد حامی طریقہ نمرود و شداد کا ابن سعد بدنہاد کے پاس پہونچا تو طمع
خام دنیاوی ناکام نے کشاں کشاں مستعد کردیا کہ اُسی دن جانب کوفہ روانہ ہوا اور بہت
جلد ابن زیاد کے پاس پہونچا۔ اُسنے بائیس ہزار پیادے اور سوار ہمراہ کرکے کربلا
کی طرف بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ پیچھے سے اور بھی فوج تیری کمک کو پہونچیگی اطمینان رکھنا۔
اور بعض محققین نے اِس مقام کی یون تقریر کی ہے کہ جب نامہ اول ابن زیاد
عمروابن سعد کے پاس پہونچا تو اُسنے جواب لکھا کہ اِس مقدمہ مین بعد مشورہ کے عرض
کرون گا بعد اُسکے اپنے گھر مین آیا اور اپنے بیٹون سے صلاح پوچھی بیٹون نے کہا
اے عمرو تیرا باپ سعد ابن ابی وقاص جان نثار رسول اللہ حضرت امام حسین
علیہ السلام پر عاشق اور فدا تھا تجھکو ہرگز لائق نہین ہے کہ تو اُنکے مقابلے کو جاسے
تجھکو حیا نہین آتی اُسنے انکار لکھ بھیجا۔ جب دوسرا نامہ ابن زیاد کا تاکیدی آیا اور حکومت
رے کے جاسنے کا اندیشہ زیادہ ہوا تب دین کو دنیا کے بدلے کھو بیٹھا اور چلنے پر
مستعد ہوا۔ حمزہ ابن مغیرہ اُسکے بھانجے نے کہا اے ابن سعد دنیا چند روزہ ہے
حکومت اور سلطنت کچھ کام نہ آئیگی آخرت مین اُسکا محاسبہ سخت ہے اور مقابلہ
امام حسین علیہ السلام سے سرداری دوزخ کی البتہ حاصل ہوگی۔ مگر ابن سعد نے کچھ خیال
نہ کیا۔ اور پانچ ہزار سوار لیکر سیدھا کربلا مین آیا اور امام حسین علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ تم
اِس مقام مین کیونکر آئے۔ آپ نے جواب دیا کہ تمہارے قاصد اور ہرکارے یہان
لائے۔ نہین تو مین کیون آتا مجھے کیا کام تھا۔ مگر تم لوگون نے اپنا عہد توڑ دیا اب
بھی اگر کوئی مانع نہ ہو چلا جاؤن۔ عمروابن سعد خوش ہوا کہ شاید ابن سعد سے صلح ہو جائے
اسواسطے یہ معاملہ ابن زیاد کو لکھا اُس بدبخت نے لکھا کہ تو یزید کی بیعت طلب کر اگر

قبول کرین تو مجھکو اطلاع دے اور تا صدور حکم ثانی انتظار کر اِس تحریر سے ابن سعد نے جانا کہ ابن زیاد صلح پر راضی ہے سو اُسنے نامہ اُس روسیاہ بد مآل کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا۔ حضرت نے فرمایا کہ مین ابن زیاد کے قول پر عمل نہ کرون گا۔ یہ خبر بھی ابن زیاد کو پہونچی اُسنے حصین ابن نمیر اور شیث ابن ربعی اور شمر ذی الجوشن وغیرہ سنگدلون کو بافوج قاہرہ روانہ کیا کہ اب بائیس ہزار پیادے اور سوار بمقابلہ اولاد حیدر کرار و اہلبیت رسول مختار دشت کربلا مین جمع ہوے۔ ساتوین محرم سنہ ۶۱ اکسٹھ ہجری مین اُنھین لشکریون مین سے پانچ سو سوار نہر فرات پر مقرر کیے گئے اور پانی کی بندش ہوئی اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصۂ زندگی سخت تنگ ہوا۔

یزید ہمدانی ایک شخص حضرت کے انصارون مین تھے وہ حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مجھ سے اور ابن سعد سے بہت ملاقات ہے اور وہ میرا مدت کا یار ہے یقین ہے کہ میری مروت سے پانی دینے مین مضائقہ نکرے اگر ارشاد ہو تو اُس سے پانی کے واسطے استدعا کرون۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تمکو اختیار ہے چنانچہ یزید ہمدانی ابن سعد کے پاس تشریف لے گئے اور بغیر ادا ے رسم سلام بیٹھ گئے۔ ابن سعد نے کہا اے برادر ہمدانی تو نے رسم سلام سنت الاسلام کیون ترک فرمائی۔ کیا مین مسلمان نہین ہون اور خدا و رسول خدا کو نہین پہچانتا ہون یا کوئی اور سبب ہے۔ یزید ہمدانی نے کہا وائے بر اسلام تو کہ دعوی مسلمانی کرتا ہے اور جگر پارۂ رسول اور نور دیدۂ بتول کا دشمن جان بن کے اُنکے خون کا پیاسا ہوا ہے۔ بڑے افسوس کی جا ہے کہ جانوران صحرائی فرات سے

پانی پئین اور اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو ترسین یہ کیا اسلام ہے اور کیسا ایمان ہے ابن سعد یہ کلام سُن کے دل مین پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ یہ تو سب سچ ہے لیکن حکومت رے سے دست برداری نہین ہوسکتی ناچار بریر ہمدانی بے نیل مرام واپس آئے اور سارا حال جناب امام علیہ السلام سے بیان کیا۔ امام علیہ السلام نے کنوئین کھُدوائے مگر ستر ہاتھ تک بھی پانی کا نشان نہ ملا ؎

لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان
اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

ہاے وہ لق ودق ریت کا میدان جس پر خیمے کھڑے تھے نہ وہان کوئی درخت تھا جسکا سایہ ہو۔ نہ کوئی صورت حیوان کی جسکو دکھا کے بچون کے دل بہلائین وہ ریت کی گرمی وہ دوپہر کی دھوپ اور رات کی اوس اور دن کی پیاس اُسپر پانی سے یاس اور پھر ننھے ننھے بچے۔ غرضکہ خیمہ مین ایک تلاطم پڑا تھا ہر طرف العطش العطش کا غل مچا تھا۔ بعضے پیاس کے مارے بیہوش اور بعضے سکتے کے عالم مین خاموش تھے اُنہین مین حضرت علی اصغر شیرخوار تھے اور بس بیقرار تھے۔ ؎

درزمین کربلا از بسکہ قحط آب بود
آب در چشم یتیمان گوہر نایاب بود

کہا بانو نے شہ سے تیر چلتے ہین کلیجے پر
مرا منھ جب بچہ نرگسین آنکھون سے تکتا ہے

سارے اہلبیت کی زبانین مارے پیاس کے سوکھ کر کانٹا ہو گئی تھین حتی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اشارے سے باتین فرماتے تھے۔ ؎

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان
خوش داشتند حرمت مہمان کربلا

باشند دیو ودد ہمہ سیراب از فرات
لب تشنہ بادشاہ سلیمانِ کربلا

حضرت عباس ابن علی چند آدمی اپنے ہمراہ لیکر فرات پر گئے کہ اشقیا نے ہمراہیون کو

شہید کیا اور عباس علمدار زخمی ہوکر لوٹے اور عرض کیا کہ یا حضرت سوائے آب شمشیر آب فرات ہمارے نصیب مین نہین ہے بعد اُسکے حضرت امام حسین علیہ السلام خیمۂ مبارک سے نکلے اور مقابل لشکر شام کھڑے ہوکر حمد وثنائے خالق کبریا اور نعت سرور انبیا بیان فرمائی۔ پھر ارشاد کیا کہ اسے لشکریان یزید خوب تامل کر کے دیکھو کہ مین کون ہون اور کسکی اولاد ہون اور اپنے دل مین سوچو کہ میرا خون کرنا اور میرے اہلبیت کی ہتک حرمت چاہنا تمکو درست ہے۔ کیا مین لڑکا تمہارے پیغمبر کی لڑکی کا نہین ہون اور پسر علی مرتضی برادر عم زاد رسول خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین ہون اور رسول خدا نے میرے حق مین نہین فرمایا سیدا شباب اهل الجنة اسی طرح بہت فضائل آپ نے بیان فرمائے اور دشمنان دین ومحبان دنیا پر حجت خدا ختم کی۔

مخفی نہ رہے کہ یہ کلام حضرت کا از روے عاجزی نہ تھا کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی شہادت سے واقف کار تھے اور میدان کارزار کے شہسوار۔ بلکہ یہ ارشاد دینا بر قطع حجت تھا تاکہ دشمنون کو خدا کے روبرو عذر کی جگہ نہ رہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پر عمل کیا۔

تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بعد اس کلام کے ابن سعد کو لکھا کہ تین باتون سے ایک بات اختیار کر۔ یا تو مجھکو مکہ شریف مین جانے دے کہ وہان جا کر بیٹھ رہون اور اگر یہ منظور نہ ہو تو مجھکو ترکستان کیطرف جانے دے کہ وہان کفار ترک سے جہاد کر کے شہید ہون اور اگر یہ دو تون باتین منظور نہون تو مجھکو یزید کے پاس بھیجدے وہان جو کچھ ہونا ہے ہوگا۔

ابن سعد نے جواب لکھا کہ مین ابن زیاد کو آپکے سوال لکھتا ہون جو کچھ جواب ملیگا عرض کرونگا تامل کیجیے۔ از ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسنین مولانا محمد معین الدین صاحب کڑوی مرحوم کامل مین ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے عمرو بن قرظبہ بن کعب انصاری کو عمرو ابن سعد کے پاس یہ پیغام دیکر روانہ کیا کہ آج کی رات تو مجھ سے ملاقات کر چنانچہ وہ آیا اور دیر تک باہم باتین ہوتی رہین پھر وہ اپنے لشکر مین چلا گیا اور آپ اپنے لشکر مین چلے آئے۔ لوگون نے اپنے جی سے یہ خبر اُڑادی کہ آپنے عمرو بن سعد سے کہا کہ تو میرے ساتھ یزید کے یہان چل اُسنے کہا مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ میرا گھر ڈھا دیا جاسے۔ آپنے فرمایا کہ مین اُس سے اچھا بنوا دونگا۔ اُسنے کہا میرا مال لُٹ جائیگا۔ آپ نے کہا مین اُس سے اچھا اپنے مال مین سے دونگا عمرو نے یہ نہ مانا۔ اور بعضون نے کہا کہ ابن سعد سے آپنے فرمایا کہ تو تین باتون سے ایک اختیار کر جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

اور عقبہ بن سمعان سے روایت ہے کہ کہا اُنھون نے کہ مین حضرت کے ساتھ رہا مدینے سے مکے تک اور مکہ سے عراق تک اور وقت شہادت تک آپ سے علیحدہ نہین ہوا اور روز شہادت جو جو باتین آپ نے جس سے فرمائین وہ مین نے سُنین پس قسم خدا کی آپ نے یہ نہین فرمایا جو لوگ کہتے ہین کہ آپ نے فرمایا مجھے یزید کے یہان لے چلو یا اور مسلمانون کی کسی سرحد پر جانے دو۔ آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ مجھے چھوڑدو کہ مین مکے چلا جاؤن یا اس زمین مین رہون اور دیکھون کہ لوگون کے کامون کا کیا انجام ہوتا ہے مگر کسی نے نہ مانا۔ انتہیٰ از ہدایۃ الکونین

چنانچہ ابن سعد کے جواب مین ابن زیاد مایۂ فساد نے کمال تہدید سے لکھ بھیجا

کہ مین نے تجھکو لڑنے کے واسطے بھیجا ہے نہ صلح کے واسطے اگر حسین ابن علی بعیت
کرین تو بہتر ورنہ قتل کر اور اگر تجھکو تامل ہے تو مین تجھکو معزول کر کے دوسرے کو تیری
جگہ بھیجتا ہون اور یہ کام اُس سے لیتا ہون جبکہ نامہ ابن زیاد کا ابن سعد کے پاس پہونچا
تو اُسنے صف قتال آراستہ کیا اور امام حسین علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ مین نے ہرچند
چاہا کہ تم یزید کی بعیت کر لو تاکہ مین تمہارے خون مین گرفتار نہ ہون) پر تم نے قبول نہ کیا
اب لڑنے پر مستعد ہو جاؤ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ آج مجھے مہلت دے
صواعق محرقہ مین ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پر سختی اور تکلیف
گذری تو آپ کو نصیحت اور وصیت حضرت امام حسن علیہ السلام کی یاد آئی کہ اُنھون
نے آپکو سمجھایا تھا کہ اے حسین کوفیان بدعہد کے قول و فعل پر ہرگز اعتماد نہ کرنا اور
اُنکے بلانے سے زنہار کوفے کی طرف نہ جانا وہ لوگ سخت نالائق ہین وہان کا جانا
تمہارے حق مین بہتر نہین ہے اور باعث کمال خفت و پریشانی ہوگا۔
ترجمہ طبری مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام خیمہ مبارک مین تشریف
لائے اور اہل حرم کو نصیحت کی کہ صبر بہت خوب چیز ہے اور اللہ نے صبر کا بڑا
اجر مقرر کیا ہے خبردار ایسا نہ ہو کہ تم صبر و استقلال کو ہاتھ سے دو اور کسی طرح سے
ہماری ثابت قدمی مین فرق آئے اور رونے سے منع فرمایا اور آسمان کی طرف منھ
کر کے کہا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ اہل کوفہ نے مجھ سے بعیت کی اور پھر عہد شکنی کی
اسکا انصاف تیرے ہاتھ سے ہے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسْبِیْ		یَا رَبِّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ وَقَلْبِیْ

اے رب ثابت رکھ میرے قدم اور میرے دل کو ٭ پاک ہے تو اے میرے اللہ

اور توہی کافی ہے میرے لیے۔

اور خیمہ سے باہر آکر اپنے انصار سے فرمایا کہ مین تم سے بہت راضی ہون جو کچھ حق خدمت اور رفاقت تھا وہ تم نے بخوبی ادا کیا اللہ تمکو جزاے خیر دے۔ حال یہ ہے کہ ہم لوگ کم ہو دشمن دین بہت ہین اِس سے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ مین تمکو اپنی بیعت سے علیحدہ کرتا ہون جس طرف تمہارا جی چاہے وہان جاؤ مجھکو یہ منظور نہین کہ میرے ساتھ تمہاری بھی جان جاے۔ اور مین تو اپنی زندگی سے نا امید ہون خیر جو کچھ میرے باب مین منظور آلہی ہوگا وہ قبول ہے اُس سے چارہ نہین۔ انصار بہت روئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ یہ کیا فرماتے ہین ذرا خیال تو کیجیے کہ ہم ایسے وقت مین آپ کو چھوڑ کر چلے جائین روز محشر جناب رسول خدا اور علی مرتضی وفاطمہ زہرا علیہم الصلوۃ والسلام کو کیا مُنھ دکھائینگے اور دولت شفاعت محمدی کیونکر پائینگے ہم تو حضرت کو کبھی اکیلا نہ چھوڑینگے دین ودنیا کی دولت اور آخرت کی نعمت تو حضرت کے قدمون کے تلے ہے ہم یہ قدم چھوڑ کر کہان جائینگے اور بغیر آپکے کیا خاک زندگی کی حلاوت اُٹھائین گے ؎

گر دست دہد ہزار جانم	در پاے مبارکت فشانم

ہم آپ پر قربان ہین پہلے ہم ہی اپنی جان نثار کرین گے۔ انصار کی جان نثاری کی طیاری دیکھکر آپ نہایت خوش ہوے اور اُن کے حق مین دعاے خیر فرمائی۔

حال شبِ شہادت

خورشید لکھنوی

داخل جو کربلا مین شہ بحر و بر ہوے — دشمن ورود شہ سے ادھر باخبر ہوے
زیر سپاہ دشت و جبل سر بسر ہوے — کیا کیا ترددات مین وہ دن بسر ہوے
بدلی غمون کی بیکسون کے دل پہ چھا گئی
بکھراے بال کو شب عاشورہ آ گئی

اُس شب کا حال کیجیے بیان کسطرح سے اب — ہر دل کو اضطراب تھا ہر روح کو تعب
بچون مین العطش کا وہ غل وہ بیدم غضب — بیچین فکر صبح مین تھے شاہ تشنہ لب
دلمین سنان غم تھی کچھ ایسی گڑی ہوئی
گردون سے بار بار نظر تھی لڑی ہوئی

ناگاہ چرخ پر ہوے ظاہر نشان صبح — پھاڑے گلون نے اپنے گریبان بسان صبح
وہان نالہ کش چمن مین ہوے طائران صبح — اکبر نے فوج شہ مین یہان دی اذان صبح
محو صداے نوش سبھی چھوٹے بڑے ہوے
غازی درود پڑھتے ہوے اُٹھ کھڑے ہوے

پھر نماز بچھ گئے سجادے جا بجا — تشریف لائے خیمے کے باہر شہ ہدا
قد قامت الصلوٰة مکبر نے جب کہا — اُٹھے پئے نماز شہنشاہِ دوسرا
طاعت سے طور سب کی نگاہون مین تل گئے
نیّت بندھی قبول کی ابواب کھل گئے

ارکان کس خضوع سے ہونے لگے ادا — وہ مد صوت اور وہ خوش لہجۂ صدا
اُٹھنا وہ یک بیک دم تکبیر ہاتھ کا — دریاے رحمت صمدی موج خیز تھا
سرگرم تھے اطاعتِ فعل امام مین

تھی شکل جزر و مد کی قعود و قیام مین

فاقون مین سست طبع نہ تھے کچھ وہ دردمند
تھی بلکہ اور تقویت قلب کچھ دوچند
رطب اللسان تھا حمد مین اک اک وفا پسند
سجدون مین جھک کے ہوتے تھے ہر بار سربلند

ایما تھا جو جھکا ہے وہی سرفراز ہے
اس عجز پر نیاز کو بھی ایک ناز ہے

فارغ فریضہ سحری سے ہوئے جو شاہ
کی عرض دونون ہاتھ اُٹھا کر کہ یا اِلٰہ
بیکس کو سب بے قصور ستاتے ہین روسیاہ
مجبور ہو کے لڑتا ہون رہیو تو ہی گواہ

مجھکو تو پاس ہے کہ ہے اُمت رسول کی
یاد اُنکو پر نہین ہے وصیت رسول کی

واقف ہے تو وطن مین نہ لینے دیا قرار
نامہ پے طلب مجھے بھیجے ہین بار بار
آیا ادھر مین جب مع اطفال شیرخوار
گذرا خلاف یہ بھی ہوا یہ بھی ناگوار

دل سے مطیع سب ابن سعد عدو کے ہین
درپئے ہین آبرو کے تو پیاسے لہو کے ہین

الغرض جسوقت امام تشنہ کام نماز صبح سے فارغ ہوئے خیمہ اطہر سے رخصت ہوکر باہر آئے تو دیکھا کہ لشکر ابن سعد صف آرا ہوکر مقابلے مین آیا ہے۔ تب جناب سید الشہدا ناقے پر سوار ہوکر لشکر ابن سعد کے مقابل مین تشریف لائے اول خطبہ پڑھا بعد حمد جناب کبریا و نعت سرور انبیا اُن لوگون سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے لوگو ذرا اپنے دل مین غور کرو اور سمجھو کہ نصاری نشان سُم خر عیسی علیہ السلام کی ابتک تعظیم کرتے ہین۔ اور یہود اگر کوئی آثار موسی علیہ السلام پاتے ہین تو اُسکو دل و جان سے عزیز رکھتے ہین اور تم لوگ جناب

احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہو اُن کا مین کون ہون - حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ جنکی ولایت کے تم سب قائل ہو وہ میرے کون ہین - کیا مین نواسا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین ہون - کیا مین فرزند علی مرتضیٰ اور برادر حسن مجتبیٰ نہین ہون - اے اہل عراق کیا مین نے تم مین سے کسی کا خون کیا ہے جو ناحق میرے خون کے پیاسے ہو - کیا تمہارا کچھ مال واسباب چھین لیا ہے جو ایذا رسانی پر تیار ہو ذرا غور تو کرو کہ تم کو میرا خون میدان کربلا مین بہانا روا ہے یا نہین - تم سب نے آپ ہی مجھکو دغا سے خطوط لکھکر بلوایا اور اب آپ ہی میرے خون کے پیاسے ہو گئے - اور فرات ایک دریا ہے کہ چرند وپرند سب اُسکا پانی پیتے ہین اور میرے آل واولاد کو تم لوگ ایک قطرہ پانی سے ترساتے ہو - اے قوم تبہ کار ہمارا کام ہدایت ہے ذرا خدا اور رسول سے ڈرو اور میرے خون ناحق سے درگذرو - پہلے مسلم سے تم نے بیعت کی پھر اُنکو شہید کیا دنیا وآخرت کی روسیاہی لی - میرا عزم مقابلہ نہین کسی طرح کا مجھے تم سے بدمعاملہ نہین مراجعت کی بھی اجازت چاہی - مگر تمہارے مکر ودغا سے رہائی نہ پائی - اس دشت مصیبت مین گرفتار کیا - ہزارون طرح کا آزار دیا معاملہ طول گفتگو فضول نہین - وقت اتمام حجت کلام میرا خالی از شائبہ نفسانیت وتغلبیہ حکومت ہے تمہاری کثرت افواج سے خطرہ نہین - غازیون کے دل پر مطلق اثر نہین - تقدیم حکم حاکم علی الاطلاق منظور - ہر دم خیال امت مغفور ہے - تمہارے واسطے بس ایک مشت خاک ہے یہ معجزہ صاحب لولاک ہے - ابھی جو جی مین آئے تو ہر برگ درخت صورت خنجر بنجائے - زمین خاک اُڑائے - آسمان لہو برسائے گردباد بگولہ دیوزاد بنے - غربال فلک سے آرہ ڈیون کا چھنے - سمندر کا پانی آگ ہو جائے مچھلی گھڑیال مگر آفت مین پڑجائے - انقلاب زمانے کا

ہو۔ اسرافیل سے کہون تو ابھی صور پھونکے قیامت برپا ہو جائے۔ دریاے فرات جو تمہارا مقبوضہ ہے کہون تو اُس مین ایک قطرہ نہ رہے۔ آفتاب بے تاب ماہتاب نایاب حکومت کوفہ و شام خستہ و خراب ہو۔ اس دشت کوہسار مین جو پر کاہ ہے وہ تیغ رسول مقبول سے آگاہ ہے گُل سے کہون تو اخگر ہو۔ خار کو چاہون تو نشتر ہو۔ موکل ابر سے کہون تو برف باری کرے۔ مالک و نرخ کو اجازت دون تو زبانہ آتش سے اس صحرا کو گلخن کرے۔ اگر ذوالفقار بقصد پیکار صف اعدا پر چلے اس سرے سے اُس کے جا اُترے۔ گو میری جمعیت بہت کمتر ہے مگر جو مبارز ہے برج شجاعت کا اختر ہے کوئی لخت بتول کوئی جگر پارۂ رسول ہے۔ مناقب میرے سب کو معلوم دنیا مین مثل میرا معدوم۔ راکب دوش رسول پروردۂ آغوش بتول ہون۔ فرزند شیر خدا برادر حسن مجتبیٰ حجاز کا امیر لشکر وادی البطحیٰ کا شیر ببر ہون۔ شجاعان عرب کا شاہ ہون اُسپر یہ دعویٰ ہے کہ بے گناہ ہون

ع

ہم ہین سبط رسول ابن علی	راز دار رموز لم یزلی
ہم ہین مقصود خلقت آدم	افتخار عراق و فخر عجم
ہووے اسوقت گر مری مرضی	چرخ ہو جاے سطح ارضی
آسمان سے کہون گرے خورشید	شب تاریک ہووے روز سپید
کسکی قدرت ہے جو کرے تحقیر	ہم ازل سے ہین صاحب تطہیر
گر ہین مریخ سے کہون قم اُقتل	مرگ کا ممکنات مین ہو غُل
تیغ سے گر کہون تو ہو اژدر	مرگ اپنی قضا مین ہو ششدر
تیر میرا شہاب ثاقب ہے	جگر اشقیا کا طالب ہے

تم پر تو ہر طرح سے غالب مگر رضاے حق کا طالب ہون - تقدیر یون ہے تدبیر نگون ہے
یہ دشت کربلا مقبول بارگاہ معبود - تم اور تمہاری قوم تا قیامت مردود - حکم تقدیر زنجیر پا
ہے میرا صبر و سکوت تم پر صد گونہ باعث رنج و بلا ہے - انتہاے تنبیہہ ہو چکی قضا و قدر
رو چکی - حجت تمام تقریر حق کا اختتام ہے اگر اپنی حرکت سے باز آؤ گے بارگاہ صمدیت
مین راہ پاؤ گے اور جو بے ادب و گستاخ ہو تو قعر جہنم مین جاؤ گے -
یہ سب باتین سنکر ان اشقیا نے جواب دیا کہ ہم سب جانتے ہین لیکن حکم حاکم سے
مجبور ہین تمہین نہ ایک قطرہ پانی دین گے و نہ یہان سے کہین جانے دین گے یونہین
بھوکا پیاسا مارینگے - آپ نے فرمایا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ
لَا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ یعنی پناہ مانگتا ہون مین اللہ سے جو میرا رب اور
تم لوگون کا رب ہے ہر غرور کرنے والے سے کہ ایمان نہین لاتا ہے قیامت کے دن پر -
اور فرمانے لگے کہ الحمد للہ مین نے حجت تمام کی اور جو حق ہدایت اور نصیحت کا تھا وہ
بجا لایا - پس آپ لشکر مخالفین سے پھر کر آئے اور راضی برضاے الٰہی ہو کر رفقا کو بلایا
اور ناچار جنگ و جدل کا قصد مصمم فرمایا -
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے سر الشہادتین مین لکھا ہے
فَلَمَّا تَیَقَّنَ اَنَّ الْقَوْمَ قَاتِلُوْهُ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ فَاحْتَفَرُوْا حُفْرَةً شَبِیْهَةً
بِالْخَنْدَقِ حَوْلَ الْعَسْکَرِ وَجَعَلُوْا لَهَا جِهَةً وَّاحِدَةً یَکُوْنُ الْقِتَالُ
مِنْهَا وَرَکِبَ عَسَاکِرُ ابْنِ سَعْدٍ وَاَحْدَقُوْا بِالْحُسَیْنِ وَزَحَفُوْا وَقَتَلُوْا
پاس جبکہ امام مظلوم علیہ التحیۃ والثنا نے بہ یقین معلوم کیا کہ لشکریان ابن سعد تعرض سے
باز نہ رہین گے اور سب بے قتل کیے نہ چھوڑین گے - اپنے یاران و موالیان کو حکم دیا

کہ مستعد جنگ ہون اور گرداگرد خیمہ گاہ کے خندق کھودین پس یاران آنجناب نے بموجب
حکم شریف گرداگرد لشکر اسلام کے خندق کھودی اور ایک راہ اپنے آنے جانے کے
واسطے رکھی پس ابن سعد نے اپنے لشکر ضلال کو آراستہ کیا اور مقابل لشکر اسلام کے صف
بندیاں کین۔ اُسوقت شہزادہ کونین امام حسین علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہوے اور صف
لشکر آراستہ فرمائی اور سب سے کہدیا کہ تم کوئی اپنی طرف سے لڑائی مین سبقت نہ کیجیو
جانب اشقیا سے ابتدا ہونے دو۔ یکایک ایک آدمی لشکر اشقیا سے عبداللہ نام گھوڑے
پر سوار میدان مین آیا۔ اُسنے دیکھا کہ خیمہ اہلبیت کے گرداگرد آگ جلتی ہے اور یہ آگ
حضرت امام حسین علیہ السلام نے بنظر احتیاط گرد خیمہ کے روشن کرادی تھی تاکہ کوئی مخالف
جا نہ سکے۔ اُس بے ایمان نے جسارت کر کے کہا اے حسین آتش دنیا کی تمکو بشارت ہے
قبل آتش دوزخ کے حضرت نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اَحْرِقْہُ بِالنَّارِ یعنی اے اللہ
اسکو آگ مین جلا۔ اُسی دم گھوڑے نے آگ مین ڈال دیا کہ عبدالشیطان مخلد فی النار ہوا۔
اور کامل ابن اثیر مین مسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مالک ابن حوزہ لشکر
عمرو بن سعد سے آیا اور اُس خندق کے مقابل کھڑا ہو کر پکارا کہ اسے حسین بن علی تم نے
بڑی جلدی کی۔ ابھی سے آگ لے لی۔ آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ اسے خدا کے دشمن
اور لوگون سے پوچھا کہ اسکا نام کیا ہے۔ لوگون نے کہا مالک ابن حوزہ۔ آپ نے
بددعا کی کہ خداوندا اسکو دنیا ہی مین جلا۔ فوراً آپ کی دعا قبول ہوئی۔ مالک نے گھوڑا
کودایا وہ دوڑا۔ لگام اُسکے ہاتھ سے جاتی رہی۔ وہ ہر طرف سے کودتا پھرتا تھا۔
یہانتک کہ وہ مردود زین پر سے گر پڑا۔ رکاب مین پاؤن اُسکا اٹکا۔ گھوڑا یہ دیکھ کر
اور بھڑکا۔ دوڑتا پھرتا اور اُسے گھسیٹتا ہوا خندق کے کنارے پر پہونچا۔ تب اُسکا

تب اُسکا پاؤن رکاب سے نکلا وہ خندق مین گرا اور چلاتے چلاتے اُسی آگ مین جل بھن کر مرگیا۔ حضرت نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بآواز بلند فرمایا کہ یا الٰہی مین اہلبیت رسول مین ہون تو میرا انصاف کر۔ ابن اشعث نے پکار کر کہا کیا ایسی تمکو پیغمبر خدا سے قرابت ہے۔ جس پر اتنا لاف و گذاف مارتے ہو۔ سبحان اللہ عجب سنگدل اور کانون کے بہرے اور آنکھون کے اندھے یہ اشقیا تھے کہ اتنا بھی نہین جانتے تھے کہ یہ رسول خدا کے کون ہین سچ فرمایا اللہ پاک نے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔ یعنی مہر کر دی اللہ نے اُنکے دلون پر اور اُنکے کانون پر۔ اور اُنکی آنکھون پر پردہ ہے اور اُنکے واسطے بڑا عذاب ہے۔

تب تو امام حسین علیہ السلام کا دل کڑھا۔ ناچار دعا فرمائی کہ یا الٰہی ابن اشعث مجھکو فرزند رسول نہین جانتا اور بے محابا قطع نسبت کرتا ہے اسکو ذلیل فرما۔ اُسیوقت ابن اشعث پیشاب کو بیٹھا تو بچھو نے نیش مارا کہ اُسکی تکلیف سے ننگا تمام لشکر مین پھرتا تھا اور اُسی حالت مین مرگیا۔

کامل ابن اثیر مین لکھا ہے کہ لشکر ابن سعد سے ایک مرد نکلا اُسنے حسینی لشکر والون سے کہا دیکھتے ہو پانی فرات کا کیسا چمکتا ہے مگر واللہ تم ایک قطرہ نہ پاؤ گے پیاسے ہی دنیا سے جاؤ گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ سنکر کہا الٰہی آج ہی پیاسا اسکو مار۔ اُسکو اُسیوقت پیاس شروع ہوئی اور اُسکی شدت مین ایسا بدحواس ہوا کہ گھوڑے سے گرا۔ گھوڑے نے روند کر اُسکی ہڈیان اور پسلیان چور کر دین اور اُسیوقت داخل نار ہوا۔

کامل ابن اثیر مین بعد نقل قصہ ابن حوزہ کے لکھا ہے کہ مسروق بن وائل حضرمی نے

کہا اے کاش اگر مین حضرت امام کا سر کاٹ لیتا تو ابن زیاد کے پاس میری وقعت زیادہ ہوتی۔ جب اُسنے ابن حوزہ کا یہ حال دیکھا تو اس خیال سے فوراً رجوع کیا اور کہنے لگا کہ مین نے آپ کی یہ کرامت دیکھی اب مین آپ سے نہ لڑونگا۔ انتہیٰ۔

یہ جملہ مضمون ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسنین مین ہے۔

اے محبان اہلبیت یہ دعاے بد و خطاب با عتاب حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقتضاے بشریت سے تھا۔ بلکہ ایک خفیف جوش دریاے جلال تھا ورنہ ضبط وتحمل آپ کا احاطۂ خیال بشر سے خارج ہے۔ آپکی شان والاشان فرمان الٰہی کی مصداق ہے کہ یَااَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي۔ اسی وجہ سے آپ کا نفس پاک ایسی بلا و مصیبت مین انبیاء سابقین سے زیادہ مطمئن تھا اور بخوشی و رضا اپنے رب کیطرف نہایت صبر و استقلال کے ساتھ رجوع فرمایا۔ آپ عشق الٰہی کے وہ بحر ذخار و دریاے ناپیدا کنار رکھتے جسکی ایک ادنیٰ موج اولیاء اللہ مین آئی جس کے سبب سے یہ سالکان راہ محبت ہمیشہ رنج و غم ہی مین مبتلا رہتے ہین اور ہر لحہ انواع مصائب اُنپر تازہ ہوتے ہین اس قوم کے سینے مین محبت کی ایسی آگ بھڑکتی ہے کہ کسی طرح فرو نہین ہوتی۔ یہ وہ مرض ہے کہ ہزار تندرستی اس پر نثار اور یہ وہ بیماری ہے کہ لاکھ صحت اس پر قربان دوا کیسی علاج کس کا ؎

طبیبا خویش را زحمت مدہ چون بہ نخواہم شد	کہ من اندر سر شوریدہ سوداے دگر دارم
مرا این تشنگی از بہر آب دیگر ست این را	نمی بینی کہ در ہر دیدہ دریاے دگر دارم

طالبان حق کو جو لطف و مزہ درد و مصیبت مین حاصل ہوتا ہے اُسکا عشر عشیر بھی نعمت

وراحت مین نہین ملتا۔ اگر زکریا علیہ السلام سے کہا جاتا کہ تمہاری تمنا کیا ہے یہی فرماتے کہ قیامت تک میرے سر پر وہی آرہ چلے۔ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا جاتا تو یہی عرض کرتے کہ ہمیشہ وہی خنجر تیری راہ مین میری گردن پر پھرتا رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہی ہین کہ قسم اُسکی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے البتہ دوست رکھتا ہون مین اِس بات کو کہ خدا کی راہ مین قتل کیا جاؤن۔ پھر زندہ کیا جاؤن پھر قتل کیا جاؤن۔ فی الواقع یہ جان نثاری بھی عجب لطف جناب باری ہے۔ شہدا کی فضیلت مین یہ فرمان جاری ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ اسی وجہ سے آپ کو یہی خیال مدنظر تھا۔ کہ اگر اپنا جلال دکھاؤن اور حالت غضب مین آؤن تو اشقیا ڈر جائین گے اور درجہ شہادت کا مجھے نہ ملیگا ورنہ آپکے نام لیوا جناب حضرت پادشاہ دوجہان مخدوم علاء الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کی ایک ادنیٰ نگاہ قہر آلود مین شہر کلیر کی جامع مسجد مع جمیع باشندگان شہر الٹ گئی۔ تمام ساکنان کلیر برباد ہوگئے۔ بارہ کوس تک آگ جلال کی زمانہ چالیس برس تک ایسی شعلہ زن تھی کہ کوئی ابدال و اوتاد و اقطاب سے حد بارہ کوس کے اندر قدم نہ رکھ سکتا تھا حضرت عبدالقدوس گنگوہی تماسی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس آتش جلال کو فرو کرایا۔

اور جناب سید الاولیا حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے جلال سے تمام دنیا واقف ہے۔

انوار الرحمن مین ہے کہ نواب یمین الدولہ سعادت علی خان بہادر نے حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن قدس سرہ سے سوال کیا کہ سلطان العارفین بایزید بسطامی موحد تھے

اور حضرت امام حسین علیہ السلام اُن سے زیادہ تھے پس کیا وجہ ہے کہ بایزید کے جسم پر تیر و خنجر کارگر نہ ہوئے۔ اور جناب امام علیہ السلام کے تن مقدس پر کارگر ہوئے۔ مولانا نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ حضرت امام علیہ السلام توحید و معرفت کے دریا تھے اور بایزید اُس دریا کے ایک قطرہ لیکن عشاق کے رتبہ مین ایک باریک فرق ہے یعنی بایزید نے اپنے تئین فنا کرکے خدا کی ہستی مین پناہ لیا۔ خداوند تعالی نے اُنکو محفوظ رکھا اور اُنکے قاتلون کو زخمی کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے خانہ ہستی مین خود خداوند تعالی نے نزول فرمایا تھا کہ اُسکے شکرانہ مین امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر نثار کیا۔

الحاصل شمر نے ابن سعد سے کہا کہ وقت مہلت ہو چکا اور خود آگے بڑھا اور ایک تیر لشکر امام کیطرف چلایا اور فخریہ کہنے لگا کہ تم سب لوگ گواہ رہیو کہ اول لشکر حسین پر مین نے تیر مارا ہے۔ پھر زیاد و سالم دو غلام ابن زیاد کے نکلے۔ اس طرف سے دو بہادر ایک حیدر ابن مطہر دوسرے یزید ابن الحصین جو شرفاے عرب تھے اُنکے مقابل ہوئے اور دونون کو قتل کر آئے۔ پھر مغفل ابن یزید لشکر یزید سے نکلا سو اُسکو بھی یزید ابن الحصین نے مارا۔ بعد اُسکے دوسرا نکلا وہ بھی اُنھین کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر مزاحم ابن حرث نکلا اُس کو نافع ابن ہلال نے تہ تیغ کیا۔ اسی طرح جو کوئی فوج مخالف سے نکلا مارا گیا۔ اور ہر مرتبہ امام حسین علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ خود بسبب شجاعت کے مقابلے کا قصد کرتے تھے انصار نہ جانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہم لوگون سے ایک شخص بھی باقی رہیگا آپ جانے نہ پائین گے اور انصار کی یہ مردانگی تھی کہ مخالف کو اس طرح جھٹ پٹ مار لیتے تھے جیسے کتے کو مارتے ہین۔ جب لشکریان شام نے دیکھا کہ اس طرح کا مقابلہ کہ ایک کا مقابلہ ایک کرے سخت مشکل ہے۔ ہرگز عہدہ برآئی نہ ہوگی۔ ایک ہی انصار سارے لشکر کو

کافی ہے تب یہ تجویز کی کہ دس دس ایک ایک انصار کے مقابل ہونے لگے مگر تاہم حال تھا کہ کوئی نامرد نزدیک نہ آتا تھا دور ہی سے تیراندازی کرتا اور جو بہادر صف اسلام سے نکلتا کبھی نامرد ملکر اُسکو شہید کر ڈالتے۔ یہان تک کہ پچاس انصار سے زیادہ شہید ہوگئے صرف عزیز و اقارب حضرت امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے تب حضرت نے ایک نعرہ پر درد مارا کہ کوئی فریادرس بھی ہے جو اللہ کے واسطے ہماری مدد کرے اور کوئی بچانے والا ہے کہ حرم رسول اللہ کو اعدا سے بچاوے۔ یہ استغاثہ بھی صرف اتمام حجت کے لیے تھا تاکہ پھر کسی کو فوج اشقیا سے مقام عذر نہ باقی رہے اور یہ غرض تھی کہ اسوقت آتش غضب فوج مخالف مین شعلہ زن ہی ایسا ہو کہ اس ادھا دُھند مین کوئی شخص اہل ایمان سے جنمیون کے ساتھ ہو رہے اور مجھ تک نہ پہونچ سکے۔

بیان شہادت حُر بن یزید ریاحی

چنانچہ اسکا فائدہ یہ ہوا کہ حُر ابن یزید ریاحی مع مصعب برادر اور علی ابن حُر پسر اور عروہ غلام معتبر ساتھ لیکر فوج ابن سعد سے نکل کر حاضر ہوا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ مین سب سے پہلے آپکے مقابلے کو نکلا تھا۔ اب مین آپکے گروہ مین داخل ہون۔ اجازت دیجیے کہ جان نثاری سے پیش آؤن تاکہ شفاعت تمہارے جد امجد کی مجھے نصیب ہو اور میری تقصیرین معاف فرمائیے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عفو تقصیر فرما کر اجازت قتال دی کہ حُر ابن یزید لشکر اشقیا پر شیر کیطرح جھکا۔ ابن سعد نے دیکھا صفوان بن حنظلہ کو بھیجا کہ تو حُر کو سمجھا کے یہان لاؤ۔ اگر نہ آئے ناچار قتل کر۔ صفوان نے نزدیک آکر نصیحت کی اور کہا کہ تجھکو پھر چلنا مناسب ہے۔ حُر نے کہا کہ تیری عقل سے بہت بعید ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ

یزید فاسق و شارب خمر اور حسین علیہ السلام پاک و صادق و نور دیدۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ آیا حسین کی رفاقت و تبعیت اولی ہے یا یزید ناپاک کی۔ صفوان نے کہا یہ توصیح ہے لیکن مال و دولت یزید کے پاس ہے اور سپاہی مال کے محتاج ہوتے ہین نہ تقوی و طہارت کے۔ حُر نے کہا اے صفوان تو حق پوشی کرتا ہے تیرا کلام منافقانہ ہے۔ تب صفوان نے نیزہ چلایا۔ حُر ابن یزید بچ گئے اور وہی نیزہ چھین کے صفوان کو ہلاک کیا بعد اُسکے صفوان کے دو بھائی اور تھے وہ دوڑے اور صفوان پر گرے کہ حُر نے اُن دونون کو بھی قتل کیا۔ غرض جو شقی ہاتھ لگا حُر نے تہ تیغ کیا۔ یہان تک کہ مخالفون نے گھیر لیا اور تیر اور نیزے سے شہید کیا بعد اُسکے مصعب ورعلی اور عروہ بھی اسی طرح شہید ہوے۔

اور ترجمہ متعارف طبری مین لکھا ہے کہ ہنوز لڑائی شروع نہ ہوئی تھی کہ حُر ابن یزید فوج اعدا سے نکلکر امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوے تھے۔ مگر روایت اولیٰ صحیح ہے۔ از ہدایۃ الکونین۔

الحاصل جب نائرہ جنگ و جدال نے بقدر اشتعال پایا کہ انصار و اعوان شہید ہو گئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اب میری نوبت ہے آپکے عزیزون نے کہا جبتک ہم مین سے کوئی باقی رہیگا آپ مقابلہ مین مخالفون کے جانے نہ پائینگے ہم ہی اُن اشقیا کو جاکے مارینگے آپ سب کی طرف بنظر شفقت دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے خود بھی روئے اور سب حضار بھی روئے۔ فرمایا افسوس تم سب ہمارے سامنے مارے جاؤ گے اور ہم یہ حال کھڑے دیکھتے رہین گے۔ ہم سے کیسے ہوگا۔ آخر کلیجے کو تھام کر ہر ایک کو اجازت لڑنے کی دی۔

بیان شہادت حضرت عبد اللہ بن مسلم

حضرت کے اقارب قریبہ مین سے پہلے جو لڑنے کو آئے وہ عبد اللہ ابن مسلم تھے
اُنھون نے آکر عرض کیا یا ابن رسول اللہ مجھکو اجازت ہو کہ میدان مین جاکر آپ پر نثار
ہو جاؤن حضرت امام علیہ السلام نے اُنکو بہت سمجھایا۔ آخر مجبور ہو کر رخصت کیا۔ جب
میدان کارزار مین آئے تو حضرت عبد اللہ نے خوب داد شجاعت دی جوانان اشقیا سے
نوّے آدمی قتل کیے۔ آخر پیادگان لشکر اشقیا نے گھیر لیا اور جمداع دمشقی نے پیچھے سے
آکر ایک تلوار ماری کہ اُنکے گھوڑے کے پیر کٹ گئے۔ عبد اللہ آہستہ سے اُتر پڑے اتنے
مین نوفل بن مزاحم حمیری نے نیزے سے اور بعضے کہتے ہین کہ عمر بن صبیح صدادی نے زخم
تیر سے اُس خلاصۂ خاندان عقیل کو قتل کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؀

دریغ و درد کہ خورشید آسمانِ کمال		نزول کرد ز اوج شرف بہ برج زوال
ہمای روح شریفش کشادہ بال برفت		از ین نشیمن فانی بہ آشیانِ وصال

پھر جعفر بن عقیل نکلے وہ بھی تیر سے شہید ہوے اب فقط آل عبا سے حضرت امام حسین
علیہ السلام اور عبد اللہ اور عباس اور جعفر اور عثمان اور محمد پانچون بھائی اور قاسم ابن حسن
علیہ السلام بھتیجے اور علی زین العابدین اور علی اکبر اور علی اصغر تینون بیٹے امام حسین علیہ السلام
کے رہے اور محمد ابن حنفیہ و عمر ابن علی دونون بھائی آپ کے جو اس معرکہ مین نہ آئے تھے
باقی رہے۔ سو بقیہ آل عبا سے اول حضرت قاسم ابن حسن کہ عمر اُنکی اُنیس برس کی تھی مسلح
ہو کر خیمہ سے برآمد ہوے۔ ہر چند کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے منع کیا مگر تقدیر الٰہی
کشان کشان فوج اعدا مین لے گئی۔ تو ایک دغا شعار بد کردار نے تلوار سے شہید کیا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت قاسم نے خوب داد شجاعت دی اور جوانان لشکر اشقیا سے بہت بہادرون کو

نہ تیغ کیا بعد کو خود بھی شربت شہادت پیا۔

اور روایت ہے کہ نکاح سکینہ دختر امام کا حضرت قاسم سے فریقین کے نزدیک غلط اور بے سروپا ہے اُسوقت اس کام کی فرصت کہاں تھی اور موقع کہان۔ اور یہ جو خبر مشہور ہے کہ سکینہ نے دیار شام مین وفات پائی۔ یہ بھی غلط ہے وہ تو اہلبیت کے ساتھ مدینہ مین آئین اور مصعب ابن زبیر کے ساتھ نکاح ہوا۔

پھر عبداللہ اور عباس اور جعفر اور عثمان اور محمد پانچون بھائی یکے بعد دیگرے مسلح ہوکر نکلے ظالمون نے نرغہ کرکے شہید کیا۔ جب یہ سب شہید ہو چکے تو اُن اشقیا نے جناب سیدالشہدا پر بلوہ کیا اور ایک تیر چلایا کہ حضرت کے گھوڑے سے کے لگا کہ آپ گھوڑے سے اُتر پڑے اور زمین پر بیٹھ گئے۔

بیان شہادت حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ

مسلمانو حضرت امام تشنہ کام کی بیکسی اور بے بسی اور تنہائی کو غور کرو اور آپ کے اس صبر پر قربان ہو ایک سر پرستون کا سر سے اُٹھ جانا۔ دوسرے شامیان پر دغا و کوفیان بے وفا کی بدولت کنبہ بھر کے سرون کا کٹنا اور اپنی آنکھون سے دیکھنا یہ کیا قیامت بالائے قیامت ہے اور کیسی مصیبت و آفت ساری دنیا ایک جنگل مین مٹی دم بھر مین عمر بھر کی کمائی لُٹی۔ قربان ایسی ہمت خداداد کے کہ با این ہمہ آپ سر تسلیم جھکائے اور قدم رضا جمائے ہی رہے۔ اب کوئی باقی نہ رہا جو تصدق حضرت شاہ شہیدان ہو۔ بجز آپکی ذات بابرکات اور تینون شاہزادون کے اُنمین سے حضرت امام زین العابدین تو بیمار ہی تھے حس و حرکت سے ناچار ہی تھے اور حضرت علی اصغر شیرخوار قابل کارزار

کمان ستھے۔ البتہ منجھلے صاحبزادے حضرت علی اکبر ہمصورت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے یا آپ خود بذات خاص۔ پھر حضرت نے مجبور ہو کر خود میدان جانے کا ارادہ کیا اہلبیت سے رخصت ہونے کو خیمے مین تشریف لائے حضرت عابد کو گلے لگایا اور فرمایا ؎

مرے عابد تری مظلومی کے صدقے بابا		علی اکبر علی اصغر ترا حامی ہے خدا
ہم تو اب جاتے ہین سے اے لال کٹانے کو گلا		سب کو سونپا تمہین اور تم کو خدا کو سونپا

تابع مرضی حق اے مرے عابد رہنا
باپ کی بیکسی اور پیاس کے شاہد رہنا

اتنے مین حضرت علی اکبر آئے روایت ہے کہ حضرت علی اکبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ وہمشکل تھے چنانچہ جب کبھی اہل مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے مشتاق ہوتے تو حضرت علی اکبر کو دیکھ لیتے غرض کہ حضرت علی اکبر نے سب سے اجازت اور رخصت چاہی مگر کوئی راضی نہ ہوتا تھا اور کسی طرح نہ مانتا تھا۔ آخر جب بہت اصرار کیا تب مجبور ہوئے تو کہا بسم اللہ اور حضرت امام تشنہ کام نے کلیجہ تھام کے دعا دی اور اس طرح رخصت فرمایا ؎

جاؤ میدان مین اگر مجھ سے جدا ہوتے ہو		آخری وقت مین افسوس جدا ہوتے ہو

حضرت علی اکبر کا سن اٹھارہ برس کا تھا آپ آراستہ ہو ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہو کر ؎

جسوقت رزمگاہ مین ابن شہ زمان		پہونچا سوار اسپ کے اوپر لیے سنان
کانپی زمین خوف سے تھرایا آسمان		تھا شور فوج شام مین بھاگو ستمگران

پوتا علی کا آج کھڑا رزمگہ مین ہے
لڑنے کی کسکو تاب بھلا اس سپہ مین ہے

نقل ہے کہ جب اشقیا نے حضرت علی اکبر کو دیکھا تو انکی ہیبت و جلالت شان سے

سب کی صورتین زرد ہوگئین اور دل پانی پانی ہو گئے لشکر ابن سعد نے پوچھا ست

این کیست سوارہ کہ بلاے دل و دین است	صد خانہ برانداختہ از خانۂ زین است
ماہی ست درخشندہ چو بر پشت سمند است	سرو یست خرامندہ چو بر روے زمین است

عمرو بن سعد نے دیکھکر کہا کہ یہ فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا سے مشابہ ہین انکی شجاعت اور بہادری دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے مبازر طلب کیا کوئی شخص مقابلے پر نہ آیا آپ نے خود اُس لشکر پر حملہ کر کے بجلی کیطرح تلوار چمکائی تو لشکر تہ و بالا ہوگیا اور دس حملے حضرت نے فرمائے ہر حملہ مین فوج اشقیا کے دو تین آدمی مارے کہ تیس یا پچیس شقی آپکے ہاتھ سے مارے گئے اور ریاضت شاقہ سے پیاس نے غلبہ کیا کہ زبان مبارک خشک ہوگئی۔ لشکر مخالف سے لوٹے اور حضرت امام سے شکایت پیاس کی فرمائی کہ بابا جان مارے پیاس کے بیتاب ہون ایک چلو پانی بھی اگر پی لیتا تو آپ دیکھتے کہ پھران اشقیا کو موت کے گھاٹ کیسا اُتارتا۔ حضرت نے فرمایا اے جان پدر کیا کرون پانی کہان سے لاؤن۔ کربلا مین جو آب ہے وہ ہمکو سراب ہے۔ سکینہ اور علی اصغر گود مین تڑپ رہے ہین کئی روز کے بھوکے اور پیاسے ہین۔ لو میری زبان منھ مین لیکر چوس لو کہ تسکین ہوجائے۔ حضرت علی اکبر نے زبان مبارک چوسی اور پھر اعدا پر حملہ کیا۔ عمرو بن سعد نے کہا طارق بن شیث سے کہ تو جا اور اُسکا کام تمام کرا۔ تجھکو حکومت موصل وغیرہ کی دون گا۔ اُسنے کہا ڈرتا ہون کہ مین فرزند رسول اللہ کو مارون اور تو اس وعدے سے مکر جائے۔ اُسنے غلیظ قسم کھائی۔ آخر وہ ہتھیار لگاکر میدان مین آیا اور ایک نیزہ حضرت علی اکبر پر مارا۔ آپنے اُسکا وار خالی دیا اور اُسکے سینے پر نیزہ مارا۔ دو بالشت اُسکی پیٹھ سے نیزہ باہر نکل آیا۔ طارق گھوڑے سے گرا اور مرگیا۔ پھر اُسکا بیٹا عمرو بن طارق آیا وہ بھی مارا گیا

پھر دوسرا بیٹا طلحہ ابن طارق آیا اُسنے بھی اپنے باپ اور بھائی کی رفاقت کی پھر تو لشکر بھر مین تہلکہ پڑ گیا کہ یہ کیا ہوا عمرو بن سعد ڈرا اور مصراع بن غالب کو بھیجا وہ بھی مغلوب ہوکر مارا گیا پھر محکم بن طفیل کو بھیجا۔ آپ نے اُسکو بھی مارا۔ لشکر مین عجب آفت برپا ہوئی۔ آپ پھر کر اپنے والد ماجد کے پاس آئے اور فرمانے لگے اَلْعَطَش اَلْعَطَش حضرت کا اضطراب اور جوش شفقت اُسوقت جو کچھ ہوا ہوگا اُسکو کچھ جاننے والے ہی خوب جانتے ہین۔ آپ کیا کرتے پانی کہان سے لاتے۔ فرمایا بیٹا پانی کہان سے لاؤن جو تمہین پلاؤن جاؤ لڑو تمہارے جد امجد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہین پانی سے سیراب کرین گے یہ سُنکر پھر آئے اور دوبارہ حملہ آور ہوے اب اکاسی آدمیون نے لشکر اشرار مین سے آکر گھیر لیا۔ حملہ پر حملہ کیا۔ اِس مرتبہ آپکے زخم بہت لگے آخر پیچھے سے مرہ ابن سعد نے ایک تلوار ماری کہ علی اکبر زمین پر گرے ظالمون نے تلوارون سے اُس نبی کی تصویر کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بیان شہادت حضرت علی اصغرؓ

جب سب بھائی بھتیجے کہ ہر ایک ثمرۂ شجرۂ رسالت و غرۂ جبہۂ ولایت سے بھوکے پیاسے شربت پی چکے اور ساغر ماء معین کف حور عین سے لے چکے اور آپ نے اپنے ساتھیون کو دائین بائین مردہ پڑا دیکھا اور زبان حال سے یہ کہتے سُنا ؎

زمین کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہین	شہیدون کی یہ خوشبو ہے کہ سب جنگل مہکتا ہے

اُسوقت آپ نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کے فرمایا اَللّٰھُمَّ تَرٰی اَنْھُمْ مَا صَنَعُوْا اے خدا تو خوب دیکھتا ہے جو ان لوگون نے کیا ہے

نور العین مین ہے کہ آپ خیمہ مین تشریف لائے اور اپنی بہن زینب سے فرمایا کہ اے بہن میرے چھوٹے لڑکے کو لاؤ کہ مین اُسکو دیکھ لون۔ حضرت زینب نے حضرت علی اصغر کو لا کر کہا کہ اِس بچے نے تین دن سے پانی نہین پیا ہے۔ اشقیا سے ایک چلو پانی مانگو یہ کہکر حضرت علی اصغر کو حضرت کی گود مین دیدیا۔ آپ اُنکو چومنے اور پیار کرنے لگے اور وہ مارے پیاس کے کمال بیقراری مین گود سے نکلے جاتے آپ اُنکو گود مین اُٹھائے ہوئے اُن اشقیائے جفاکار کے سامنے لے گئے اور فرمایا اے ظالمو تم نے تو سب کو میرے ساتھیون سے مارا۔ یہان تک کہ بھائی اور بھتیجے اور بیٹون کو بھی مارا۔ اب ایک مین تمہارا گنہگار باقی ہون۔ اِس طفل شیرخوار نے کیا تقصیر کی ہے اسکو ایک گھونٹ پانی کیون نہین دیتے ہو کہ بچہ بغیر پانی کے ہلاک ہوا جاتا ہے۔ اُن جفاشعارون نے کہا کہ ہم تمکو اور تمہارے بچون کو بغیر اجازت ابن زیاد کے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ دینگے۔ یہ گفتگو حضرت سے ہو ہی تھی کہ اِس اثنا مین ایک ظالم بیرحم نے ایسا تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق مین تراز و ہو گیا اور کنارہ پدر مین شہید ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضرت امام حسین علیہ السلام اُن کا خون اپنے ہاتھ سے پونچھتے تھے اور فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ اے اللہ مین تجھی کو اس قوم پر گواہ کرتا ہون۔ پھر پلٹ کر خیمے مین آئے اور علی اصغر کی نعش اُنکی والدہ کی گود مین دیا اور کہا لو یہ لڑکا آب کوثر سے سیراب ہو گیا اور زبان حال سے فرمایا ؎

اے فلک پیر جوانم ہمہ بر چیدی تو	طفل را ہم یہ کنارم نہ پسندیدی تو

افسوس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن یہ لوگ کیا جواب دینگے کہ میدان کربلا مین اپنے تئین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ گو اور مسلمان ٹھہراتے تھے اور عذاب

الٰہی سے کس قدر بخوف و خطر اور روز باز پرس سے کیسے نڈر تھے۔

محتشم کاشی

ترسم دمیکہ پرسش این ماجرا شود
دامان رحمت از کف مردم رہا شود

ترسم کہ در شفاعت اُمت بروز حشر
خاموش از ین گناہ لب انبیا شود

آہ از دمیکہ سرور لب تشنگان حسین
سرگرم شکوہ با سرازتن جدا شود

فریاد ازان زمان کہ زبیداد کوفیان
ہنگام دادخواہی خیر النسا شود

باشد کرا ز دامن محشر امید عفو
چون دادخواہ شافع روز جزا شود

کے باشد اینکہ گرم شود گیرودار حشر
تاداد اہل بیت دہد کردگار حشر

بیان واقعہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ صَبْرًا جَزِیْلًا ۔
اے پروردگار مجھکو ان مصائب مین صبر جزیل عطا فرما۔

اور خیمہ مبارک مین تشریف لائے اور اہلبیت کو سپرد بخدا کیا۔ امام زین العابدین نے عرض کیا کہ اب مجھکو بھی اجازت دیجیے تو مین بھی آپ کے سامنے شربت شہادت پیون حضرت نے فرمایا ابھی تجھے بہت سے کام درپیش ہین اور تیری نسل قیامت تک قائم رہیگی تو میرے بعد کسی سے لڑائی نہ کرنا اور صبر و شکر مین بسر کرنا۔ ناچار امام زین العابدین اسی حالت سے خیمے مین پڑے رہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام لشکر یزید کے مقابل ہوے خون فرزندان سے جوش نار زندگی ناگوار ہوئی شجاعت نے

قدم رہوار پر سر جھکایا جرأت نے قبضۂ ذوالفقار کو بوسہ دیا۔ اجل مقدمۃ الجیش جان دینے کی
مصیبت ہر ایک پر درپیش ہوئی۔ غیب سے قلوب اشقیا پر یہ الہام ہوا کہ دنیا سے روسیاہ
اُٹھے قعر جہنم تمہارا مقام ہوا۔ شامت اعمال سے زندگی دشوار۔ اب بر سر مصاف حسین
ابن علی کی ذوالفقار ہوئی۔ ادھر جگر بند اسداللہ اقلیم تہور کے شہنشاہ نے بمقتضائے وَاقْتُلُوْ
هُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوْهُمْ کا نعرہ مارا اور مریخ نے ہوائے تیغ برق سے يَكَادُ
الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ پکارا۔ الحفیظ الحفیظ کا شور فوج اعدا سے تا
لامکان تھا بجمال شوق و جلالت ذوالجناح پر سر کارزار ہوئے۔ زمانے کے اُلٹنے کا
عالم ملکوت مین غل۔ قلم قدرت کو رعشہ۔ لوح محفوظ کو تزلزل ہوا۔ نیام سے جبکہ باہر ذوالفقار
دو سر ہوا۔ حاملان عرش گھبرا گئے کہ چاک سینۂ قمر ہوا۔ مقربان ملاء اعلیٰ چلائے خبردار کرسی کو
سنبھالو۔ آثار قیامت نظر آئے۔ بر سر غضب وہ شاہ جن و بشر تھے۔ فریادین شجر و حجر سے
شامیون کی آنکھون مین تاریکی شامت سے شام ہوئی اجل ہر ایک کے سر پر بیٹھ کر ہمکلام
ہوئی۔ پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے فضائل بیان فرمائے و کلمات نصیحت
و ہدایت سنائے۔ پھر مبارز طلب کیا کسی کی جرأت نہ پڑی حالانکہ حالات جناب امام مظلوم یہ تھے

مولا پہ کچھ عجب غم و ہم کا ہجوم تھا ——— وہ ضعف پیری اور وہ فوجون کا سامنا
فکر حرم و فور عطش رنج اقربا ——— داغ برادر و غم فرزند مہ لقا

دریائے فکر مین دل غمدیدہ غرق تھا
خم تھا کمر مین اور بصارت مین فرق تھا

رستم بھی ہو تو ایسی جگہ چھوٹ جائے دل ——— مشکل ہے ان غمون مین جو آرام پائے دل
ہو جائے آب سنگ بھی ہو گر بجائے دل ——— کوئی سوائے شاہ کہان سے یہ لائے دل

قبضے پہ ہاتھ رخ سوئے افواج شوم ہے
تیور وہی ہین گو یہ غمون کا ہجوم ہے

قربان رعب و جرأت شاہنشہ اُمم
ہر سمت سے سپہ کو دبائے ہین اک قلم
تنہا ادھر ہین آپ - اُدھر لشکر ستم
بڑھتے ہین جب تو فوج کے ہٹ جاتے ہین قدم

برہم مزاج ہے خلف بوتراب کا
شیر خدا کا غیظ ہے غصہ جناب کا

نعرہ یہ ہے کہ او پسر سعد نحس و شوم
جاری عرب مین رسم تھی جیتنی علی العموم
یہ بزدلی کہ ایک ہین - اور اسقدر ہجوم
سب تیرے ساتھ بھول گئی فوج شام و روم

مہمان سے بغض واہ طریقہ ہے کون سا
تنہا سے مل کے جنگ یہ شیوہ ہے کون سا

حضرت امام علیہ السلام نے قبضے پر ذوالفقار حیدر کرار کے ہاتھ رکھا - نیام سے باہر نکالی ایک ہاتھ سے عنان ذوالجناح سنبھالی گروہ اشقیا مین خبردار ہوشیار کہتے ہوے بجلی کیطرح جا پڑے گویا مثل حیدر کرار در خیبر پر جا اڑے شریرون نے جانا کہ سفر اور مقر ہمارا اب دار فنا ہے سر تن سے جدا ہے ہدف تیر بلا ہوے اور ہیبت سے اعدا خود بخود جان کھونے لگے سر پہ جسکے وہ تیغ دوسرائی دوپارہ کرنے کو سر تا پا بسر آئی جس پر حملہ اک بارہ ہوا صدمۂ رعب سے بند بند اسکا پارہ ہوا - تیغ تھی یا برق تھی یا بند غرب تھی نہ شرق تھی - سیرون کا ابر اشقیا کے دلون سے صبر اُٹھا تاریکی چھا گئی قیامت آگئی - تلوار تھی یا صاعقۂ قہر خالق جبار تھی خود سرون کے انبار ہزارون تن تنہا بیکار و فگار ہوے اگر خود پر پڑی تو سر کے کلیجے پر اتری جس طرف مُنھ اُٹھایا قضا نے سر دشمن لا جھکایا حیات

اشرار کا جیب و دامن چاک ہوا فرش زمین پر جو گرا تو دہ خاک ہوا ۹

وصف تیغ از میر انیس

تھا صورت آئینہ تمام اُس کا بدن صاف — خون پیتی تھی پر دیکھو تو منہ صاف ہے دہن صاف
چلتی تھی جو سن سن یہ نکلتا تھا سخن صاف — ہو ٹھیں تو وہ جاروب کہ کر دیتی ہیں رن صاف

نا اہل ہیں نامرد ہیں ناپاک ہیں اعدا
ہیں برق غضب ہم یہ خس و خاشاک ہیں اعدا

مغفر سے جھلم کاٹ کے گردن میں در آئی — گردن سے سرکنا تھا کہ جوشن میں در آئی
جوشن سے گزرنا تھا کہ بس تن میں در آئی — تن سے ابھی اُتری تھی کہ توسن میں در آئی

بچتا کوئی کیا تیغ قضا آب کے نیچے
اک برق غضب کوند گئی تنگ کے نیچے

پیری کبھی کہ خون میں نہا کر نکل آئی — ٹھہری کبھی غوطہ کبھی کھا کر نکل آئی
کاٹی جو زرہ موج میں جا کر نکل آئی — منجدھار سے دو ہاتھ لگا کر نکل آئی

کیا ڈر اُسے طوفان کا جو چالاک ہو ایسا
جب باڑھ پہ دریا ہو تو پیراک ہو ایسا

دم بھر نہ ٹھہرتی تھی عجب طرح کا دم تھا — تیزی پہ جسے ناز تھا سر اُن کا قلم تھا
ناگن میں نہ یہ زہر نہ افعی میں یہ سم تھا — یہ فتح کی جویا تھی قد اسواسطے خم تھا

بد اصل تکبر کے سخن کہتے ہیں اکثر
جو صاحب جوہر ہیں جھکے رہتے ہیں اکثر

کہتے ہیں کہ چار سو دس پیادے آنجناب کے ہاتھ سے مارے گئے - یہ حال شمر بدگہر اور

ابن سعد دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہمنے حسینؑ کا نظیر شجاعت اور مردانگی مین نہین دیکھا۔ کہ سب اہلبیت اُنکے شہید ہو گئے ہین اور خود زخمون سے چور ہین اور اتنی فوج گھیرے ہے اور پیاس کی شدت ہے مگر لڑنے سے باز نہین آتے۔ آخر جب لشکر کے لوگ سخت تنگ آئے اور کسی کے ہوش و حواس باقی نہ رہے اور سب نامرد مقابلے سے جی چرانے لگے تو سرداران لشکر نے دیکھا کہ لڑائی بگڑی۔ قریب ہے کہ سب لوگ بھاگ کھڑے ہون تب شمر ذی الجوشن نے یہ حیلہ کیا کہ چند آدمی مخصوص لیکر خیمہ کے قریب پہونچا اور حضرت کے بیچ مین حائل ہوگیا ؎

آہ از دمیکہ لشکر اعدا نہ کردہ شرم	آکردند رو بہ خیمۂ سلطان کربلا
آن دم فلک بر آتش غیرت سپند شد	کز خوف خصم در حرم افغان بلند شد

حضرت نے یہ حال دیکھکر نعرہ مارا کہ وَیحَکُمْ یَا شِیْعَةَ الشَّیْطَانِ حرم محترم رسول خدا کی طرف کیون جاتے ہو اور میری عورتون کو کس واسطے ایذا پہونچاتے ہو۔ مین تم سے لڑتا ہون یا عورتین۔ تمکو فقط میرا قتل کرنا منظور ہے۔ عورات بقصور نے تمہارا کیا لیا ہے۔ خیمے کو چھوڑو اس ستمگاری سے مُنھ موڑو۔ عترت رسول اولاد بتول ہین۔ اگر زیادہ دل دُکھا آہ کرینگی تو دیکھیو عالم ملکوت اور جبروت سیاہ کرین گی آگے نہ بڑھو زیادہ گستاخی نہ کرو۔ ڈرو کہ سامان مرگ تیار دفن تمہارا یہی دشت پرخار ہے ایسا نہ ہو کہ یہ طبقہ اُلٹ جائے اور تمام لشکر تمہارا آپس مین لڑکر کٹ جائے۔ اس کلام سے کچھ ایسی ہیبت اُس شقی کے دل مین سمائی کہ بجز لوٹنے کے کچھ نہ بن آئی۔ آخر لوگون سے کہا کہ عورتون سے متعرض نہ ہو اور اُدھر سے فوج کو پھیر کر حضرت امام حسین علیہ السلام پر جھکا دی کہ دونون طرف سے امام علیہ السلام گھر گئے اور چارون طرف سے تیر او

تیر سے برسنے لگے۔ جب جسم شریف زخمون سے چور ہوگیا اور اتنے زخم لگے کہ ان کا شمار دشوار ہوا۔

مولوی برہان الدین صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جسم اطہر امام علیہ السلام مین تینتیس ۳۳ زخم نیزے اور تیر کے اور اسیقدر بلکہ اس سے زیادہ تیغ کی ضربین لگی تھین اور یافعی بھی ضرب تیغ کو تینتیس لکھتے ہین

تذکرہ سبط ابن الجوزی مین ہے کہ آپکے جسد مطہر پر ۳۳ زخم نیزون کے اور ۳۴ یا ۴۷ زخم تلوار کے تھے اور آپکے پیراہن شریف مین ایک سو اکیس سوراخ تیر کے تھے۔ انتہی

ابن حجر مکی نے شرح قصیدہ ہمزیہ مین لکھا ہے کہ آپکے ۳۱ زخم نیزے اور ۳۴ ضربین تلوار کی لگی تھین پھر اسکے ساتھ پیاس کا غلبہ ہوا۔ یہان تک کہ آپ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے۔ نضر ابن خرخشہ سر مبارک کاٹنے لگا نہ کاٹ سکا۔ تب خولی ابن یزید اترا اس نے سر کاٹا۔ حقیقت یہ ہے کہ نضر ابن خرخشہ کس طرح کاٹ سکتا۔ یہ شقاوت تو ازل مین خولی ابن یزید کی تقدیر مین لکھی تھی اسی سے صادر ہوئی۔

اور بعض روایت مین لکھا ہے کہ شبل ابن یزید نے سر کاٹا اور اپنے بھائی خولی کو دیا یہ سانحہ بعد زوال آفتاب نقطہ دائرہ نصف النہار سے کہ جزو اول اجزا نماز ظہر کا ہے دسوین محرم روز جمعہ سنہ ۶۱ ہجری مین واقع ہوا اور گویا یہ حال اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ تکبیر افتتاح آپ نے گھوڑے کی پیٹھ پر شروع کی اور جب کثرت جراحات سے جھکے تو رکوع ہوا اور جب زمین پر آئے تو وہ سجدہ تھا۔ غرض اس ہیئت مجموعیہ سے نماز ظہر ادا کرکے خلد برین کے منتظرین کا رفع انتظار کیا۔

روایت ہے کہ جبتک حضرت امام حسین علیہ السلام پشت زین پر تھے کسی

شقی کی جرأت نہوئی کہ آپکے پاس آکر تلوار سے مقابلہ کرے بلکہ نیزے کی زد پر بھی نہ آسکا فقط تیرون سے مارتے تھے اور جب تن مبارک کثرت جراحات سے مضمحل ہوا تب بھی کسی نامرد کی یہ جرأت نہ پڑی کہ آپ پر تلوار کا حربہ کرے اس حالت مین شمر شقی نے اپنے سوارون سے کہا کہ زہے وقت تمہاری بہادری پر کہ یہ شخص زخمون سے چور چور ہے اور کوئی مقابلے پر نہین جاتا - اس پر بھی کوئی نہ گیا - مگر تیرون اور نیزون کا تار باندھ دیا - یہان تک کہ ایک شقی کا تیر حلق مبارک پر لگا کہ حضرت شہید ہو کر گھوڑے سے گرے اور اسی حال مین شمر نامرد نے چہرۂ مبارک پر تلوار ماری پھر اسپر سنان ابن انس نخعی نے نیزہ مارا اور خولی ابن یزید سر کاٹنے کو اترا اُسنے سر کاٹا اور اپنے بھائی کو دیا۔۔

اور قیس ابن اشعث نے پیراہن شریف تن بے سر سے اتار لیا اور حبیب ابن امویل نے تلوار حضرت کی اپنے قبضے مین کی انا للہ وانا الیہ راجعون

محتشم کاشی

کشتی شکست خوردہ ز طوفان کربلا	در خاک و خون فتادہ بہ میدان کربلا
گر چشم روزگار بر و فاش می گریست	خون می گذشت از سر ایوان کربلا

ایضاً

چون خون ز حلق تشنۂ او بر زمین رسید	جوش از زمین بذروۂ عرش برین رسید
نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند	طوفان بہ آسمان ز غبار زمین رسید
باز آن غبار تا بہ مزار نبی رساند	گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید
یکبار جامہ در خم گردون بہ نیل زد	چون این خبر بہ عیسی گردون نشین رسید
پر شد فلک ز غلغلہ چون نوبت خروش	از انبیا بہ حضرت روح الامین رسید

گرد این خیال وہم غلط کار کان غبار		تا دامن جلال جہان آفرین رسید
	ہست از زوال گرچہ بری ذات ذوالجلال او در دل ست وہیچ دلی نیست بے ملال	

سر الشہادتین مین ہے کہ ابن عساکر نے امام حسن علیہ السلام کے پوتے محمد ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ ہم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے کربلا کی دو نہرون یعنی فرات کے دونون سوتون پر کہ گرد کربلا واقع ہین سو دیکھا امام نے شمر ذی الجوشن کو اور فرمایا سچا ہے اللہ اور اسکا رسول فرمایا تھا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گویا مین دیکھتا ہون کہ کتا ابلق منھ ڈالتا ہے میرے اہلبیت کے خون مین اور تھا شمر کوڑھی یعنی حضرت نے جو فرمایا تھا کہ قاتل اہلبیت کا سفید داغ والا ہوگا۔ سو وہ شخص یہی ہے اور فی الواقع یہ شقی بہ نسبت اورون کے زیادہ تر حریص بہ خون اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اگرچہ امام کونین کے قتل مین اکثر اشقیا شریک تھے الا پرواز روح مبارک کا ملا اعلی کو شمر بدسیر کی تلوار سے اور سنان ابن انس کے نیزے لگنے کے ساتھ ہی واقع ہوا۔ اسی جہت سے یہ دونون قاتل مشہور ہین۔

اور شیخ علی متقی ابن شیخ حسام الدین الہندی ثم المکی جنکا انتقال ۹۷۵ھ ہجری مین ہوا۔ اپنی کتاب کنز الاعمال فی سنن الاقوال والافعال مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلق کتا میرے اہلبیت کے خون مین منھ ڈالتا ہے روایت کیا اس حدیث کو ابن عباس نے

رسالہ نور العین مین ہے کہ عمامۂ مبارک عمرو بن یزید نے لیا اور چادر یزید بن شبل نے اور زرہ و خاتم سنان ابن انس نخعی نے اور نعل شریف محمد بن اشعث

کندی نے اور تلوار مالک ابن بشیر نے اور سراویل یحیی بن کعب نے واللہ اعلم انتہی۔

اس روز عمر شریف چھپن برس پانچ مہینے کئی روز کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ ولادت آنجناب مدینہ منورہ مین پانچوین شعبان سنہ ہجری مین ہوئی اور شہادت روز روز جمعہ دسوین محرم بمقام کربلا ہوئی۔ اور چھ اولاد ذکور اور تین اناث اور نسل آنجناب حضرت امام زین العابدین سے باقی رہی۔

واقعہ بعد شہادت و روانگی اہلبیت بطرف کوفہ

القصہ جب شجرۂ رسالت و دوحۂ نبوت تیشۂ ظلم سے کاٹا گیا تو شمر اور ابن سعد نے خیمۂ اہلبیت لوٹ لیا اور بارہ آدمی کہ اہلبیت نبوت مع زنان واطفال باقی رہے تھے قید کر لیے اور جو کچھ اسباب ملا لوٹ لیا۔ جب نظر اُنکی علی ابن حسین یعنی امام زین العابدین علیہما السلام پر پڑی تو شمر شقی نے چاہا کہ اُنکو بھی شہید کرے۔ ایک شخص نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کافرون کے لڑکون کو بھی نہین مارتے ہین اور یہ تو مسلمان کا لڑکا ہے اور بیمار ہے۔ شمر بدبخت نے کہا کہ ابن زیاد کا یہ حکم ہے کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نہ رہے اُسنے کہا تو ان سب کو ابن زیاد کے پاس روانہ کرو وہ جیسا چاہے کرے یہان نہ مار تب شمر باز رہا۔ شمر اور ابن سعد نے صلاح کر کے تن مبارک سید الشہدا پر گھوڑے دوڑائے اور بیس مرد دون نے گھوڑے دوڑا کر لاش کو روندا کہ ہڈیان تن مبارک کی چور چور ہو گئین اُسی دن اہلبیت نبوت کو بے پردہ اونٹون پر سوار کرا کے مع سر مبارک سید الشہدا اور کئی سر شہدائے کربلا کے نیزے پر رکھکر بشیر ابن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد کے پاس کوفہ کو روانہ کیا اور خود ابن سعد نے ایک دن کربلا مین مقام

کیا اور اپنے مقتولون کو وہین گور و کفن کیا اور لاش بے سر حضرت امام علیہ السلام مع اور لاشون کے وہین پڑی رہنے دی۔ بعض کتابون مین ہے کہ بارہوین تاریخ ماہ محرم کو شہیدون کے سرون کو برچھیون اور نیزون پر چڑھا کر میدان کربلا سے کوفہ کو لے چلا۔ اہلبیت اطہار اُسکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہر طرح کی بے ادبی سے کشف حمایت پروردگار زین اونٹون پر سوار تھے۔ آگے آگے شہیدون کے سر نیزون پر نمودار پیچھے پیچھے حضرت زینب وغیرہ اور عابد بیمار خوف کے مارے کسی سے نہ بول سکتے۔ سکتے کی حالت مین ہر ایک کا منھ تکتے تھے جس وقت میدان کربلا مین ہو کر اہلبیت کا گذر ہوا اُسوقت شہیدون کی لاشون کو خاک و خون مین پڑا دیکھکر کسی سے ضبط گریہ نہ ہو سکا نعش امام علیہ السلام کو دیکھکر عابد نے کہا۔ لا اعلم

ززین بورطہ خونت فتادہ می بینم	سوار دوش رسول خدا سلام علیک
ز تشنگی بدہانت زبان نمی گردید	زبان قدرت کلک خدا سلام علیک
برسائے ناوک و شمشیر کردسینہ سپر	توان بازوے شیر خدا سلام علیک
مقیم جنت ماوی شہید راہ خدا	غریب کوفہ و کرب و بلا سلام علیک

از محتشم کاشی

بر حربگاہ چون رہ آن کاروان فتاد	شور نشور وا ہمہ را در گمان فتاد
ہم بانگ نوحہ غلغلہ در شش جہت فگند	ہم گریہ بر ملائک ہفت آسمان فتاد
ہر جا کہ بود آہوے از دشت پا کشید	ہر جا کہ بود طائرے از آشیان فتاد
ہر چند بر تن شہدا چشم کار کرد	بر زخم ہاے کاری تیغ و سنان فتاد
بے اختیار نعرۂ ہذا حسین ازو	سرزد چنان کہ آتش ازو در جہان فتاد

پس با زبان پر گلہ آن بضعۃ البتول

رو کرد در مدینه که یا ایها الرسول

این کشتهٔ فتاده به هامون حسین تست
این صید دست و پا زده در خون حسین تست

این نخل تر کز آتش جانسوز تشنگی
دود از زمین رساند به گردون حسین تست

این ماهی فتاده بدریای خون که هست
زخم از ستاره بر تنش افزون حسین تست

این غرقهٔ محیط شهادت که روی دشت
از موج خون او شده گلگون حسین تست

این خشک لب فتادهٔ ممنوع از فرات
کز خون او زمین شده جیحون حسین تست

این شاه کم سپاه که با خیل اشک و آه
خرگاه ازین جهان زده بیرون حسین تست

این قالب تپان که چنین مانده بر زمین
شاه شهید ناشده مدفون حسین تست

پس روی در بقیع بزهرا خطاب کرد
وحش زمین و مرغ هوا را کباب کرد

کای مونس شکسته دلان حال ما به بین
ما را غریب و بیکس و بی آشنا به بین

تنهای کشتگان همه در خاک و خون نگر
سرهای سروران همه بر نیزها به بین

آن سر که بود بر سر دوش نبی مدام
یک نیزه اش ز دوش مخالف جدا به بین

وان تن که بود پرورشش در کنار تو
غلطان به خاک معرکهٔ کربلا به بین

در خلد بر حجاب دو کون آستین فشان
اندر جهان مصائیب ما بر ملا به بین

نی نی درآ چو ابر خروشان به کربلا
طغیان سیل فتنه و موج بلا به بین

یا بضعة الرسول ز ابن زیاد داد
کاو خاک اهلبیت رسالت بباد داد

منقول ہے کہ تیسرے دن قریہ عاضریہ کے لوگ جو ایک موضع کنارے فرات کے

واقع ہے آئے اور تن مبارک سید الکونین امام حسین علیہ السلام ایک جگہ دفن کیا اور
عباس و علی و محمد و عبداللہ و جعفر فرزندان حیدر کرار و قاسم ابن حسن و عبداللہ ابن حسن
وابوبکر ابن حسن و عمر ابن حسن و علی اکبر و عبداللہ عرف علی اصغر پسران حسین علیہم السلام
و محمد و عون پسران زینب بنت فاطمہ علیہم السلام یعنی عبداللہ جعفر طیار کے بیٹے و عبداللہ
و عبدالرحمن و جعفر تینون بیٹے عقیل ابن ابی طالب کے پہلو سے امام حسین علیہ السلام
مین دفن کیے۔ صرف عباس ابن علی کہ علم بردار تھے اُن کا روضہ ایک تیر پرتاب کے
فاصلے پر واقع ہے اور اولاد مہاجرین و انصار اور جو لوگ کہ اُس دن شہید ہوئے
تھے ایک جا مدفون ہوئے ہین۔ از ہدایۃ الکونین

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا
يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا
دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ لَمْ اَزَلْ
اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاُجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ رَوَاهُ اَحْمَدُ

مشکوۃ المصابیح مین ہے کہ امام احمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن
عباس نے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب مین دیکھا
بال بکھرے ہوئے گرد آلودہ ہاتھ مین شیشہ خون کا بھرا ہوا مین نے کہا یہ کیا ہے فرمایا
کہ حسین اور اُسکے ساتھیون کا خون ہے مین اُسے اُٹھاتا ہون۔ آج صبح سے ابن
عباس کہتے ہین مین نے وہ وقت اور دن یاد رکھا۔ یہان تک کہ مجھکو خبر پہونچی کہ
حسین شہید ہوئے اُسی دن۔ یعنی جس دن یہ خواب دیکھا تھا۔

اور حاکم اور بیہقی نے حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے

کہ کہا اُنھون سنے مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین کہ آپ کا سر و ریش مبارک خاک آلودہ ہے مین سنے کہا کہ یہ کیا حال ہے یارسول اللہ فرمایا کہ مین مقتل حسین پر ابھی گیا تھا۔ انتھی از تحریر الشہادتین۔ دیلمی سنے بھی روایت کی ہے

عَنْ سَلْمٰی قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ وَھِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ مَا یُبْکِیْكِ قَالَتْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَأْسِہٖ وَلِحْیَتِہِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَا لَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ شَھِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ اس حدیث کو ترمذی نے سلمٰی زوجۂ ابورافع سے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور سلمٰی ایک عورت تھی جو بعضے ازواج مطہرات کی خدمت کرتی تھی اور دایہ ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور اسی سنے غسل دیا تھا۔ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اور ہمراہ تھی اسماء بنت عمیس کے اور کہا سلمٰی نے کہ آئی مین ایک روز اُم سلمہ کے پاس تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہین مین سنے پوچھا کیون روتی ہو کہا مین سنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ کا سر و ریش مبارک خاک آلودہ ہے مین سنے کہا کہ یہ کیا حال ہے یارسول اللہ فرمایا کہ مقتل حسین پر ابھی گیا تھا۔ انتھی

فائدہ۔ پوشیدہ نہ رہے کہ وفات اُم سلمہ کی ۵۹ھ ہجری مین ہے اور بعضون نے کہا ۶۲ھ ہجری مین اور قول اوّل صحیح تر ہے اور شہادت امام علیہ السلام کی ۶۱ھ ہجری مین ہے۔ اگر قول دوسرا صحیح ہے تو کچھ اشکال نہین اور بموجب قول اول کے بھی کچھ اشکال نہین اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ پہلے وقوع اس

واقعہ کے اُنکے خواب مین دکھایا ہو اور لفظاً آنفاً یعنی اب کہنا باعتبار تحقق اُسکے کے ہے اُسوقت مین۔ از اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اور صواعق محرقہ مین بھی یہ روایت صحیح ترمذی سے نقل ہے۔ اور صواعق محرقہ مین ہے کہ حضرت اُم سلمہ فرماتی تھین کہ شب شہادت کو مین نے ایک آواز غیبی سُنی کہ کوئی کہتا تھا ؎

اَیُّهَا الْقَاتِلُوْنَ جَهْلاً حُسَیْنًا		اَبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْکِیْلِ
قَدْ لُعِنْتُمْ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ		وَمُوْسٰی وَحَامِلِ الْاِنْجِیْلِ

یعنی اے قتل کرنے والو امام حسین کو نادانی سے بشارت ہو تمھین عذاب اور خرابی کی بیشک تم ملعون ہوئے داؤد اور موسٰی اور عیسٰی کی زبانون پر۔

اظہار السعادت مین ہے کہ کتب صحیحہ تواریخ مین ہے کہ جب مروان نے بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے مدینہ منورہ مین خطبہ پڑھا اور آپکی شہادت سے اظہار بشاشت کیا تو اُس رات اور دن مین مدینے والے یہ آواز مذکور سنتے تھے اور کہنے والا معلوم نہین ہوتا تھا کہ کون ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کی کتب سابقہ مین بھی مذکور ہو چکی تھی اور قاتلین امام علیہ السلام انبیاء کرام کی زبانون پر بھی ملعون و مردود ہو چکے تھے۔

اور ابو نعیم نے حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا مین نے سُنا جنون کو کہ روتے تھے امام حسین علیہ السلام پر یہ اشعار پڑھ کر ؎

	مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِیْنَهٗ		فَلَهٗ الْبَرِیْقُ فِی الْخُدُوْدِ
	اَبَوَاهُ فِیْ عُلْیَا قُرَیْشٍ		وَجَدُّهٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ
ترجمہ	اس حسین کو نبی نے چوما تھا		تھی چمک کیا ہی اُسکے چہرے پر

اُسکے ماں باپ تھے قریش کی جان | اُسکا نانا جہان سے بہتر

شیخ ابن حجر عسقلانی نے تسدید القوس مین لکھا ہے کہ جواب دیا مرثیہ خوانون کو قبیلہ ہمدان کے ایک مرد نے۔

خَرَجُوا بِهٖ وَفَدٌ وَّالِيهٖ | فَهُمْ بِهٖ شَرُّ الْوُفُوْدِ
قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ نَبِيِّهِمْ | سَكَنُوا بِهٖ نَارَ الْخُلُوْدِ

یعنی باہر آئے اُسکے ساتھ اور پیشوا ہوئے پہلے اُسکی طرف پس وہ شریر ترین وفود ہین کہ قتل کیا اپنے نبی کے نواسے کو اور پڑے اُسکے سبب سے ہمیشہ کی آگ مین یعنی دوزخ ہین۔

عَنْ حَبِيْبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا سَمِعْتُ نَوْحَ الْجِنِّ مُنْذُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اللَّيْلَةَ وَمَا اَرٰى اِبْنِيْ اِلَّا قَدْ قُتِلَ يَعْنِي الْحُسَيْنَ فَقُلْتُ لِجَارِيَةٍ اُخْرُجِيْ فَاسْئَلِيْ فَاَخْبَرَتْ اَنَّهٗ قَدْ قُتِلَ وَاِذَا الْجِنَّةُ تَنُوْحُ۔

اَلَا يَا عَيْنُ فَانْهَلِيْ بِجُهْدٍ | وَمَنْ يَبْكِيْ عَلَى الشُّهَدَاءِ بَعْدِيْ
عَلٰى رَهْطٍ تَقُوْدُهُمُ الْمَنَايَا | اِلٰى مُتَجَبِّرٍ فِيْ مُلْكِ عَهْدِيْ

اخرجہ ابونعیم نے حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت اُم سلمہ نے کہا مین نے نہین سُنا رونا جنون کا جب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ مگر آج کی رات تو مین نے جانا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا۔

پھر کہا اُم سلمہ نے اپنی لونڈی سے کہ تو گھر سے نکلکر پوچھ اسنے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حسین علیہ السلام شہید ہوے اور جن یہ کہکر رونے لگے۔

ترجمہ یعنی اے آنکھ کوشش کرکے اس واقعہ پر رولے۔ میرے بعد کون ان شہیدون

رروئے گا ان شہیدون کو موت کھینچ کر ایسے ملک و زمانہ مین ان ظالمون کے پاس لائی۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّهُ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ لَمْ يُقْلَبْ حَجَرٌ مِنْ أَحْجَارِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمٌ عَبِيطٌ اخرجہ البیہقی وابونعیم والطبرانی فی الکبیر۔

اور بیہقی اور ابونعیم نے اور طبرانی نے کبیر مین زہری سے روایت کی ہے کہ جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام تو اُس دن جو پتھر بیت المقدس مین اُٹھایا گیا اُسکے نیچے خون تازہ نہایت سُرخ نکلا۔ یہ روایت سر الشہادتین مین بھی ہے۔

اور بیہقی نے اُم حبان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہین جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام اندھیرا رہا ہم پر تین دن اور جس نے منھ پر زعفران ملی اُسکا منھ جلگیا از سر الشہادتین۔

عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ قَالَ أَصَابُوا إِبِلًا يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَنَحَرُوهَا وَطَبَخُوهَا فَصَارَتْ مِثْلَ الْعَلْقَمِ فَمَا اسْتَطَاعُوا أَنْ يُسِيغُوا مِنْهَا شَيْئًا اخرجہ البیہقی وابونعیم۔

جمیل بن مرہ سے بیہقی اور ابونعیم نے روایت کی ہے کہ یزیدیون نے جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن ایک اونٹ پایا یعنی لشکر حسین سے تو اُس کو ذبح کیا اور پکایا تو ایسے کڑوے ہو گئے جیسے اندرائن کا پھل یعنی حنظل کوئی شخص ان مین سے کچھ نہ کھا سکا۔

اور تحریر الشہادتین مین ہے کہ ترجمہ صواعق مین لکھا ہے کہ ایک قافلہ ورس بھرکے مین سے عراق کو جاتا تھا۔ راہ مین یزید کے لشکریون کا ساتھ ہو گیا تو انکی شامت سے انکی

اُنکی ورس راکھ ہوگئی اور جس اونٹ کو ذبح کیا اُس سے آگ نکلی - ورس ایک زرد رنگ کی گھاس ہے جس سے کپڑا رنگتے ہین - ولایت یمن مین اکثر جگھون سے یہ گھاس آتی ہے جو ایک برس بوتے ہین تو دس برس رہتی ہے - اُسکی پتی تل کی پتی سے مشابہ ہوتی ہے از برہان قاطع -

اور بیہقی نے علی بن شُہر سے روایت کی ہے کہ اُسنے کہا مین نے سنا اپنی دادی سے وہ کہتی تھی کہ مین لڑکی نوجوان تھی جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے تو مین نے دیکھا کہ چند روز آسمان اُن پر رویا - از سر الشہادتین

عَنْ سُفْیَانَ قَالَ قَالَتْ جَدَّتِی کُنْتُ اَیَّامَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ جَارِیَةً شَابَّا فَکَانَتِ السَّمَاءُ اَیَّامًا تَبْکِی لَہٗ - اَخْرَجَہُ الْبَیْھَقِی -

اور بیہقی نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میری دادی بیان کرتی تھین کہ مین امام حسینؑ کی شہادت کے دن جوان لونڈی تھی پس آسمان اُنکے لیے کئی دن تک روتا رہا -

اَخْرَجَ عُثْمَانُ اَبِیْ شَیْبَۃَ اَنَّ السَّمَاءَ بَکَتْ بَعْدَ قَتْلِہٖ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ تَرٰی عَلَی الْحِیْطَانِ کَاَنَّھَا مِلْحَافٌ مُعَصْفَرَۃٌ وَاَنَّ الدُّنْیَا اَظْلَمَتْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ثُمَّ ظَھَرَتِ الْحُمْرَۃُ فِی السَّمَاءِ - از صواعق محرقہ -

عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند مین لکھتے ہین کہ سات دن آسمان رویا بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے اور اُسکی سرخی سے دیوارین معلوم ہوتی تھین کہ لحاف کسم مین رنگی ہوئی ہین اور بیشک دنیا مین تین دن تک اندھیرا رہا پھر آسمان پر سرخی نمودار ہوگئی -

اور ابن جوزی و ابن سیرین سے روایت ہے کہ تین دن عالم مین تاریکی رہی بعد

اُسکے آسمان سرخ ہوگیا - اور ثعلبی سے منقول ہے کہ آسمان حضرت امام حسین علیہ السلام پر رویا اور چھ مہینے تک اُسکی نشانی رہی یعنی سرخی - از تحریر الشہادتین

صواعق محرقہ مین ہے اَخرَجَ الثَّعلَبِیُّ اَنَّ السَّمَاءَ بَکَتْ وَبُکَاؤُھَا حُمرَتُھَا وَقَالَ غَیرُہٗ اَحْمَرَّتْ اٰفَاقُ السَّمَاءِ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ بَعدَ قَتلِہٖ ثُمَّ لَا زَالَتْ تُرٰی بعد ذلک یعنی ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آسمان روتا رہا اور اُسکا رونا سرخی کا نمودار ہونا ہے اور ثعلبی کے سوا اور لوگون نے لکھا ہے کہ آسمان کے کنارے آپکے قتل کے بعد چھ مہینے تک سرخ رہے - پھر ہمیشہ وہ سُرخی نمودار ہونے لگی -

اور صواعق محرقہ مین ہے عَنْ اِبنِ سِیرِینَ قَالَ اَخبَرَنَا اَنَّ الحُمرَۃَ الَّتِی مَعَ شَفَقٍ لَمْ تَکُنْ حَتّٰی قُتِلَ الحُسَینُ اور ابن سیرین کہتے ہین کہ شفق کی سرخی بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے ظاہر ہوئی ہے پہلے اسکا وجود نہ تھا -

ذَکَرَ ابنُ سَعدٍ اَنَّ ھٰذِہِ الحُمرَۃَ لَمْ تُرَ فِی السَّمَاءِ قَبلَ قَتلِہٖ صواعق محرقہ مین ہے کہ ابن سعد اپنی طبقات مین لکھتے ہین کہ یہ سرخی آسمان پر جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے نہین دیکھی گئی -

قَالَ سِبطُ ابنُ الجَوزِی حِکمَتُہٗ اَنَّ غَضَبَنَا یُؤَثِّرُ حُمرَۃَ الوَجہِ وَالحَقُّ تَنَزَّہَ عَنِ الجِسمِیَّۃِ فَاَظھَرَ تَاثِیرَ غَضَبِہٖ عَلٰی مَنْ قَتَلَ الحُسَینَ بِحُمرَۃِ الاُفُقِ صواعق محرقہ مین ہے کہ سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ خواص الامہ مین سے لکھتے ہین کہ اس سرخی کے نمودار ہونے مین حکمت یہ ہے کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہے خون جوش کرتا ہے اور چہرہ سرخ ہوجاتا ہے اور حق تعالیٰ جل شانہ عوارض جسمانی سے مانند غضب

اور غصہ وغیرہ کے پاک ہے سو اُسنے واسطے اظہار غضب تمام آسمان کو سُرخ کردیا اور
اُسکا نشان تا قیامت قائم رکھا۔
اصل یہ ہے کہ ایسا سانحہ ہوش ربا اور اس طرح کا معرکہ عبرت افزا حضرت آدم
علیہ السلام کے وقت سے اُسوقت تک کسی نبی کی اہلبیت پر نہین گذرا ہے پھر خون ہونا
آسمان کا اور زمین کا اور تیرہ و تاریک ہونا عالم کا اور ٹپکنا خون کا شجر اور حجر سے اور دیوار
و در سے کیا تعجب ہے بلکہ اگر اُسیدم قیامت قائم ہو جاتی اور ہر ایک شقی اپنی سزا کو
پہونچتا تو عجب نہ تھا۔ مگر زمانہ موعود قریب ہے اور خداوند کبریا نے ہر ایک چیز کا ایک
وقت مقرر کردیا ہے۔
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ ایک سائل کے جواب مین تحریر
فرماتے ہین کہ جب امام حسین علیہ السلام کربلا مین تشریف فرما ہوے ہین تو اُنکے ہمراہ
تین فرزند خاص تھے اول علی اوسط امام زین العابدین بعمر بائیس برس کہ بیمار خیمہ مبارک
مین تشریف رکھتے تھے اور شہید نہین ہوے۔ دوسرے حضرت علی اکبر بعمر اٹھارہ برس
جو شہید ہوے تیسرے علی اصغر شیرخوار کہ شہید ہوے۔ اور اُنکے نام مین اختلاف ہے
بعضے عبداللہ کہتے ہین اور بعضے جعفر اور بعضے علی اصغر۔ اور ایک بیٹی سکینہ نام بعمر ہفت
سالہ کہ حضرت امام قاسم ابن حضرت امام حسن علیہ السلام سے منسوب تھین کربلا مین ہمراہ
تھین۔ روایت اُنکے نکاح کی سراپا غلط ہے۔ اور وفات سکینہ راہ شام مین بھی غلط ہے
کیونکہ وہ بعد معرکہ کربلا مدت تک زندہ رہین اور مصعب بن زبیر سے منکوحہ ہوئین۔ یہ زبیر
برادر پھوپھی زاد حضرت علی مرتضی اور جناب رسول خدا کے تھے اور دختر کلان حضرت امام
حسین علیہ السلام فاطمہ صغری نام اپنے شوہر کے پاس یعنی حضرت حسن مثنی بن امام

حسن علیہ السلام سے کے مدینہ منورہ مین رہ گئین تھین کربلا مین نہین آئی تھین اور نام والدہ
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ شہربانو ملقب بہ شاہ زمان بنت یزدجرد بن شہریار
بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان تھا اور نام مادر علی اکبر یعلی دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود
سردار بنی ثقیف تھا اور نام والدہ پسر سوم یاد نہین ہے مگر عربیہ تھین نسل بنی قضاعہ سے
اور نام والدہ سکینہ رباب دختر امراء القیس بن عدی کہ بنی کلب سے تھا اور حضرت امام
علیہ السلام رباب سے محبت زیادہ رکھتے تھے اور نام والدہ فاطمہ صغریٰ کا ام اسحاق
بنت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ان دنون چار برس کے
تھے۔ کیونکہ معرکہ کربلا سے چار برس بیشتر یعنی ۵۷ھ ہجری مین پیدا ہوے اور یہ معرکہ
سنہ ۶۱ ہجری مین ہوا۔

اور ازواج مطہرات امام سے صرف شہربانو اور والدہ علی اصغر ہمراہ تھین۔ اور حال
اورون کا معلوم نہین کہ زندہ تھین یا مردہ۔ اور فرزندان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے پانچ
نفر کربلا مین تھے حضرت عباس اور عثمان اور محمد اور عبداللہ اور جعفر کہ یہ سب شہید ہوے
روضہ حضرت عباسؓ ایک تیر کے فاصلہ پر ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے
روضۂ مبارک سے۔ اور سب اسی روضہ مین مدفون ہین۔ اور فرزندان حضرت عقیل
سے حضرت مسلم مع محمد و ابراہیم دو بیٹون کے حسب ارشاد حضرت امام کوفے مین بنابر
استحکام قول و قرار تشریف لے گئے تھے وہین شہید ہوسے بتاریخ دوسری ذی الحجہ
سنہ ۶۰ ہجری مین اور تین شخص یعنی عبداللہ و عبدالرحمن و جعفر ہمراہ امام کربلا مین شہید ہوسے
اور فرزندان جعفر طیار سے محمد اور عون پسران حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام کے
ہمراہ امام علیہ السلام کربلا مین شہید ہوے۔ اور حضرت امام زین العابدین اور عمر ابن الحسن

اور محمد بن عمر بن علی وغیرہ صاحبزادگان صغیر السن بندیون مین تشریف لے گئے اور
حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام علیہ السلام اور شہر بانو زوجۂ امام اور حضرت سکینہ
دختر امام وغیرہ زنان اہلبیت ہمراہ کربلا مین تھین اور قیدیون کے ساتھ روانہ شام ہوئین
انتہی کلام مولانا۔

ورود بندیان اہلبیت در کوفہ نزد ابن زیاد مایۂ فساد

روایت ہے کہ جب زنان اہلبیت اونٹون پر بے پردہ سوار اور پیراہن چاک کوفے
مین پہونچین اور ہر ایک اعلی و ادنیٰ اُن لوگون کے دیکھنے کو ہر طرف سے جمع ہونے لگے
اُس حالت پر ملالت مین حرم محترم نے بنظر حیا مُنھ چھپانا چاہا مگر کچھ کپڑا مثل چادر وغیرہ
نہ پایا۔ مجبور نگاہین نیچی کین سر جھکا لیا عصمت و حرمت کو رضائے رب کریم کی پناہ مین
دیا۔ شتربانون نے اونٹون کی مہار پکڑی قدم بقدم آہستہ آہستہ چلے حضرت زین العابدین
کے جو واقف کار غدار ملے بجز جواب سلام کسی بات پر لب نہ کھولے۔

تحریر الشہادتین مین ہے کہ اہالی کوفہ حال خرابی دودمان نبوت کا دیکھ کر رونے
حضرت اُم کلثوم نے فرمایا کہ اے مردان کوفہ اب کیون روتے ہو یہ سب جور و ظلم
کہ ہم پر ہوئے تمہاری جہت سے ہوئے ہین۔ ہم سب کو قتل و ذلیل کیا اور اب
روتے ہو۔ اور یہ چند اشعار حضرت اُم کلثوم زبان عفت بیان پر لائین۔

مَاذَا تَقُولُونَ اِذْ قَالَ النَّبِیُّ لَکُمْ	مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ خَیْرُ الْاُمَمِ
بِعِتْرَتِیْ وَبِاَهْلِیْ بَعْدَ مُفْتَقَدِیْ	مِنْهُمْ اُسَارٰی وَقَتْلٰی ضُرِّجُوْا بِدَمِ
مَا کَانَ هٰذَا جَزَاءٌ اِذْ نَصَحْتُ لَکُمْ	اَنْ تَخْلُفُوْنِیْ بِسُوْءٍ فِیْ ذَوِیْ رَحِمِ

جواب چیست شمارا اگر سوال کند	محمد عربی از شما بروز جزا
کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من کردید	چو من بملک بقا رفتم از سرای فنا
جزائے آنکہ شمارا بحق نمودم راہ	روا بود کہ چنین ہا بیار سد ز شما

یعنی کیا کہوگے تم جسوقت کہ پوچھینگے تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم روز جزا مین کیا کیا تمنے حالانکہ تم بہترین امت سے تھے ساتھ عترت اور اہلبیت میرے کے بعد اعتقاد نبوت میری کے حالانکہ اُن اہلبیت سے قیدی اور مقتول ہین کہ آشکارا کیا گیا خون اُن کا گویا یہ قید اور قتل بدلہ ہے اُسکا جو راہ حق دکھائی مین نے تمکو یہ کہ مخالفت کرو تم میری نبوت سے بیچ حق میرے ذوی الارحام کے ۔

القصہ جب اہلبیت رسالت مع سر مبارک سید الشہدا علیہ التحیتہ والثنا با دیگر سر ہائے آل عبا ہمراہ اشقیا کوفے مین رونق افروز ہوئے تو ابن زیاد نے مطلع ہوکر مجلس آراستہ کیا اور با ہیبت و وقار افسر مجلس بنکر بیٹھا اور اہل کوفہ کو جمع کرکے قیدیون کو طلب کیا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَبَ فِی الْکَرْبِ یعنی خدا کا شکر ہے کہ اُسنے دشمنون پر سختی ڈالی اور سختی دی حضرت اُم کلثوم یا حضرت زینب نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنَا بِمُحَمَّدٍ وَطَهَّرَنَا تَطْهِیْرًا یعنی سب تعریف خدا کو جس نے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہمکو بزرگ کیا اور بخوبی پاک کیا۔ ابن مرجانہ نے کہا کَیْفَ رَأَیْتُمْ قُدْرَۃَ اللّٰهِ ۔ کیسی دیکھی تم نے قدرت اللہ کی حضرت زینب نے فرمایا سَیَجْمَعُ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ وَیُضْعِفُ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ یعنی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو اور تمکو جمع کرکے انصاف فرمائے ۔ ابن زیاد اس کلمے سے سخت برآشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ ظاہرا ابتک تم مین دلیری باقی ہے اور چاہا کہ بے ادبانہ

پیش آئے حضار مجلس نے کہا عورتوں کی بات کا خیال کرنا نہین چاہیے۔ناچار جانب
علی بن حسین علیہما السلام متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ کون اور کس کا لڑکا ہے۔ کسی نے کہا حسین
بن علی کا بیٹا ہے۔کہا اسکو بھی قتل کرنا لازم ہے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ آل عبا مین سے
کوئی مرد زندہ رہے۔کوتوال کوفی نے چاہا کہ امام زین العابدین کولیجائے اور بیرون قلعہ
شہید کرے اُسوقت حضرت زینب نے اپنی گود مین لیا اور کہا کہ اول مجھکو قتل کرو تب
اس پر ہاتھ ڈالو۔یہی ایک لڑکا نسل فاطمہ علیہا السلام سے ہمارا محرم باقی ہے اگر اسکو بھی
مارتے ہو تو ہم سب بلا محرم رہے جاتے ہین۔اِس کلام سے ابن زیاد کو گونہ خوف لاحق ہوا
کہ خون ناحق حضرت امام زین العابدین سے درگذرا۔ از تحریر الشہادتین
پھر نظر اُس بد نہاد کی سید الشہدا کے سر مبارک پر پڑی تو وہ مردود ہنس پڑا اور ایک
چھڑی سے جو اُسکے ہاتھ مین تھی لب مبارک کو ٹھکرلینے لگا اور دندان پیشین کو توڑنے
لگا۔زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابن زیاد یہ لکڑی لب ودندان شریف سے
علیحدہ کر۔بخدا ئے کعبہ مین نے بارہا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو انپر بوسہ
دیتے دیکھا ہے اور بہت روئے اُس مردود نے نہ مانا اور کہا قسم ہے اُس خدا کی جس نے
تیری آنکھوں کو رونے والا بنایا ہے اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو ضرور مین تیری گردن مارتا۔
از ارشاد الساری شرح صحیح بخاری معروف بہ قسطلانی مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۱۲۸ - و
صحیح بخاری۔زید نے کہا ایک کلام اور زیادہ غصہ دلانے والا سُن کہ مین نے دیکھا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے حال مین کہ حسن کو سیدھی ران پر اور حسین کو بائین ران پر
بٹھلائے۔اور ہاتھ سرون پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا الٰہی مین انکو تیری اور مومنین
صالحین کے پاس امانت سپرد کرتا ہون۔سو اے ابن زیاد تو نے امانت رسول خدا سے

کیا سلوک کیا۔ اے لوگو حق سبحانہ تعالی تم سے خوش ہو کہ تم نے ابن فاطمہ کو قتل کیا اور ابن
مرجانہ کو اپنا سردار بنایا بعد اسکے ابن زیاد نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کہ شکر خدا کا ہے جس نے
اظہار حق کیا اور امیر المومنین یزید اور اُسکے لشکر کو فتح دی اور کاذب ابن کاذب کو قتل کیا۔
عبد اللہ ابن عفیف نے فرمایا کہ تو جھوٹا اور تیرا باپ۔ اور جس نے تجھکو امیر کیا۔ افسوس
ہے کہ مقام صدیقین پر کھڑے ہو کر کلمات قبیحہ زبان پر لاتا ہے اور شرماتا نہین ہے۔ ابن زیاد
نے حکم قتل صادر کیا۔ مگر اُس وقت اُنکی قوم نے بچایا۔ رات کو مارے گئے۔

القصہ ابن زیاد نے اہلبیت کو قید کیا اور سر مبارک کو تشہیر کرایا۔ زید ابن ارقم فرماتے
کہ جب سر سید الشہدا نیزے پر قریب میرے دریچہ کے آیا اُسوقت مین کلام اللہ پڑھتا تھا۔
جسوقت اس آیہ کریمہ پر پہونچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ
كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا یعنی تو نے جانا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اصحاب کہف اور
رقیم نشانیان اعجوبہ ہماری قدرت کے ہین۔ (کہ تین سو نو برس ایک غار مین سوتے رہے
اور جب جاگے تو ایک دن یا کم اُس سے اپنے گمان مین سوئے تھے) تو اُس فرق مقدس
نے یہ بات فرمائی اِنَّ حَالِیْ اَعْجَبُ مِنْهُ جب یہ کلام امام مظلوم سر مبارک
سے مین نے سُنا تو واللہ رونگٹے میرے بدن کے عبرت سے کھڑے ہو گئے اور مین نے
رو کر کہا کہ اے فرزند رسول مقبول آپ کا حال تو بیشک اصحاب کہف و رقیم سے کہین
زیادہ عجیب ہے۔

خلاصہ اُسکا جو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک نے فرمایا یہ ہے
کہ قصہ اصحاب کہف جو مشتمل بر عجائبات و خوارق عادات ہے اگرچہ عجیب تر ہے
ولیکن میرا قصہ اِس سے زیادہ تر عجیب ہے۔ یعنی امام کو ناحق و بیگناہ مارا اور اہل و عیال کو

اس طرح سے بے پردہ و ذلیل کیا اور سر مبارک کوچہ و بازار مین نیزے پر چڑھا کر پھرایا اور اصحاب کہف جنکے خوف سے غار مین پوشیدہ ہو رہے تھے وہ لوگ بت پرست کافر تھے اور قاتل اور آمر بقتل حسین علیہ السلام دعوی اسلام کرتے ہین اور خوب جانتے ہین کہ یہ نور دیدہ حضرت بتول و راحت جان رسول مقبول ہین اور اصحاب کہف جو سو کر بعد سالہا سال کے بولے تھے تو آخر وہ زندہ تھے اور روح اُنکے بدن مین موجود تھی۔ اور امام کے سر مبارک نے بدن سے جُدا ہونے کے بعد کلام کیا۔ تو درحقیقت جسقدر تعجب امام کے قصہ مین ہے اتنا اصحاب کہف کے قصے مین نہین ہے فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ از تحریر الشہادتین۔

عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اِنَّ وَاللّٰهِ رَاَیْتُ رَاسَ الْحُسَیْنِ حِیْنَ حُمِلَ وَاَنَا بِدِمَشْقَ وَبَیْنَ یَدَیِ الرَّاسِ رَجُلٌ یَقْرَءُ سُوْرَةَ الْکَهْفِ حَتّٰی بَلَغَ قَوْلَهٗ تَعَالٰی اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا قَالَ الرَّاسُ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ اَعْجَبُ مِنْهُ اخرجہ ابن عساکر

منہال بن عمرو سے روایت ہے کہ کہا واللہ مین نے دیکھا جبکہ امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس نیزے پر چڑھایا گیا اور مین اُسوقت دمشق مین تھا۔ سر اقدس کے سامنے ایک مرد قرآن شریف کی سورۂ کہف پڑھ رہا تھا جب اس آیۂ کریمہ پر پہونچا کہ ام حسبت ان اصحاب الکهف الآیہ سر اقدس نے فصیح زبان مین کہا کہ اصحاب کہف سے میرا قتل اور نیزے پر چڑھایا جانا زیادہ تر تعجب انگیز ہے۔

فتاوی قرطبی مین لکھا ہے کہ جب علی ابن حسین کا ہاتھ گردن مین بندھا تھا اور اہلبیت نبوت کو ظالم لوگ زندان مین لیے جاتے تھے تب کوفے کے لوگ اُن کے

ساتھ تھے اور مطلق شرمندہ نہ تھے مین کہتا ہون کہ حیا و شرم لازمہ ایمان سے ہے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحیاء من الایمان اگر اہل کوفہ مین اسوقت ایمان ہوتا تو حیا و شرم ضرور ہوتی۔

ابن الاخضر نے لکھا ہے کہ اول اول اسلام مین سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا نیزے پر چڑھایا گیا اس سے پہلے یہ حرکت نہ ہوئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

لا اعلم

در جہان زین صعب تر ہرگز بلائی کس ندید
دل شکن تر زین عزا ہرگز عزائی کس ندید

ابتلائے انبیا و اولیا بسیار بود
لیک در عالم از ینسان ابتلائی کس ندید

چشم گردون چون نگر دید چونکہ در دوران او
چون بلاے کربلا کرب و بلائی کس ندید

در سراے دہر تا شد رسم ماتم آشکار
ہیچو دشت کربلا ماتم سراے کس ندید

دیگر

تو نالی از خلش خار و تنگری کہ سپہر
سر حسین علی بر سنان بہ گرداند

برو بہ شادی و اندوہ دل مسر کہ قضا
چو قرعہ بر نمط امتحان بہ گرداند

یزید را بہ بساط خلیفہ بہ نشاند
کلیم را بہ لباس شبان بہ گرداند

بیان روانگی بندیان اہلبیت اطہار از کوفہ بطرف دمشق نزدیک یزید پلید

روایت ہے کہ جب کوفہ مین سر مبارک کو ابن زیاد پھرا چکا اور بندیان اہلبیت کو طرح

طرح سے صدمے پہونچا چکا اُسکے بعد فرق مبارک سید الشہدا اور دیگر شہدائے کربلا مع جملہ اسیران اہلبیت مصطفے علیہ التحیۃ والثنا شمر ذی الجوشن کے ساتھ جانب دمشق یزید پلید علیہ ما یستحقہ کے پاس روانہ کیا اور تاکید اکید کر دیا کہ جو قریہ یا شہر راہ مین پڑے سر مبارک امام حسین علیہ السلام کو نیزے پر لٹکا کر تشہیر کیجیو کہ اُس جگہ کے لوگ بھی آگاہ ہو جائین ۔ کذا فی تذکرۃ القرطبی ۔

ف صاحب رسالہ تفریح الاذکیا کا مقولہ ہے کہ غرض ابن زیاد کی یہ تھی کہ حضرت سید الشہدا اور اہلبیت مصطفے کی ذلت قرار واقعی ہو ۔ اب وہ لوگ جو گمان رکھتے ہین کہ یزید اور ابن زیاد مسلمان تھے سو مطلع ہو جائین کہ اسکو اسلام سے کچھ حصہ یا تعلق نہین ہے اور اُسکو یہ بھی منظور نظر تھا کہ سب جگہ کے لوگ واسطہ و بلا واسطہ آگاہ ہون کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تھوڑے عرصے کے بعد عوض اپنے اعزا و اقارب کا جو بسبب شرک و کفر کے مارے گئے تھے پیغمبر صلعم کی اولاد سے کیا خوب لیا ۔

القصہ جب شمر بد سیر وغیرہ کوفے سے چلے اور ایک منزل چلکر اُترے وہان ایک درویش بنی اسرائیل کا عبادتخانہ تھا اور اُسکی دیوار پر یہ بیت لکھی ہوئی تھی ؎

اَتَرْجُوْ اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا		شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ	

ترجمہ شبیر کے قاتل کیا فردائے قیامت مین + امید بھی رکھتے ہین اُنکے نانا کی شفاعت کی

سو یہ بیت اُن مردودون کو نظر پڑی ۔ درویش سے پوچھا کہ یہ بیت کس نے لکھی ہے اُسنے کہا اتنا تو مین جانتا ہون کہ پانچ سو برس قبل تمہارے نبی کی بعثت سے یہ بیت لکھی گئی ہے ۔ اور بعض کہتے ہین کہ اُس دیر کی دیوار پھٹی اور ایک ہاتھ نکلا اُس نے قلم سے یہ بیت لکھی ۔ از تحریر الشہادتین

عَنْ اَبِیْ قَبِیْلٍ قَالَ قُتِلَ الْحُسَیْنُ وَاحْتَزُّوْا رَاْسَہٗ وَقَعَدُوْا فِیْ

اَوَّلِ مَرْحَلَةٍ يَشْرَبُوْنَ النَّبِيْذَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ قَلَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَكَتَبَ سَطْرًا بِدَمٍ	
اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا	شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

اخرجہ ابونعیم ۔ اور ابونعیم نے ابی قبیل سے روایت کی ہے کہ جب سر مبارک شام کی طرف لے چلے تو اشقیا پہلی منزل پر بیٹھ کر خرمے کا شیرہ پینے لگے اس حالت مین ایک قلم آہنی غیب سے نمودار ہوا اور اُسنے خون سے یہ بیت لکھی ۔ بہر تقدیر اس بیت کے مکتوب ہونے مین شک نہین ۔ ازسر الشہادتین

روایت ہے کہ اُس درویش نے سر مبارک کو دیکھکر کہا کہ یہ لوگ نہایت بد ہین کہ اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کر کے اُسکے اہلبیت کو اس ذلت و خواری سے لیے جاتے ہین ۔ پھر اُسنے جماعت اشقیا سے متوجہ ہو کر کہا کہ اگر ایک رات سر امام حسین علیہ السلام کا میرے پاس رہنے دو تو مین تمکو دس ہزار درہم دیتا ہون اُنھون نے قبول کیا ۔ درویش نے سر مبارک دونون ہاتھون سے لیا اور خلوت مین خوشبوؤن سے معطر کر کے اپنے زانو پر رکھا اور دیکھ کر رونے لگا ۔ رات بھر انوار خدا جمال حق نما سے مشاہدہ کرتا رہا اور دیکھتا تھا کہ تمام رات آسمان سے طبقات نور اُترتے تھے صبح کو مسلمان ہوا اور تمام عمر اپنی اہلبیت کی محبت مین گذرانی اور دس ہزار درم مطابق وعدے کے اُن ظالمون کو دیے تھوڑی دور چل کر اُن کمبختون نے تقسیم کرنے کیواسطے تھیلیون کے مُنھ کھولے تو سب درم ٹھیکریان ہو گئے تھے ایک طرف لکھا تھا وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی نہ جانو تم اللہ کو غافل اُس سے جو کرتے ہین ظالم لوگ اور دوسری جانب لکھا تھا سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یعنی اب معلوم کرینگے ظلم کرنے والے کس کروٹ اُلٹتے ہین

از تحریر الشہادتین ۔

اور استاد الاساتذہ مولانا ابو الخیر محمد معین الدین کڑوی عفر اللہ لہ نے اپنے رسالۂ
ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسنین مین تحریر فرمایا ہے کہ دوسری منزل مین جو لشکر اشقیا کا مع
سرہاے شہدا حران مین پہونچا۔ اُس جگہ ایک ٹیلے پر گھر یہودی کا تھا یحیی نام وہ یہودی
گھر سے باہر آکر سر شہدا کو دیکھنے لگا۔ ناگاہ اُسکی نظر سر مبارک حضرت سید الشہدا پر پڑی
دیکھا کہ لب مبارک جنبش کرتے ہین اپنا کان نزدیک لے گیا۔ سُنا کہ لب اطہر سے یہ کلمات
طیبات ادا ہو رہے ہین وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ
یحیی نے اس حال کے مشاہدہ سے متعجب ہوکر اُن اشقیا سے پوچھا کہ یہ سر کس کا ہے
اُن لشکریون نے کہا کہ یہ سر حسین ابن علی کا ہے۔ یہودی نے کہا کہ اسکے باپ کا نام
معلوم ہوا۔ مان کا کیا نام ہے۔ کہا فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہودی نے
کہا اگر دین خدا برحق نہ ہوتا تو یہ برہان روشن اس سر سے ظاہر نہ ہوتے پس اُس یہودی نے
کلمۂ شہادت صدق دل سے پڑھا اور عمامہ مصری جو سر پر باندھے تھا ٹکڑے ٹکڑے
کرکے زنان اہلبیت نبوت کو دیا اور جامہ خز و دیبا جو پہنے تھا مع ہزار درم خدمت مین
حضرت امام زین العابدین کے بھیجا اور عرض کیا کہ اسکو اپنی ضرورت مین خرچ کیجیے۔ لشکریون نے
یہ حال دیکھکر اُس یہودی سے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا دشمنان والی شام کی اعانت کرتا ہے
اس حرکت سے باز آ۔ ورنہ ہم تیرا سر بدن سے جدا کرینگے۔ چونکہ یہودی کو ذوق محبت
اہلبیت کا زیادہ ہوا تھا اپنے خادمون سے کہا تلوار لاؤ۔ جبکہ خدما تلوار حسب الحکم لائے
یحیی نے تلوار لیکر اور تکبیر کہہ کے اُن شقیون پر حملہ کیا پانچ آدمیون کو جہنم واصل کیا آخر کو
شہید ہوا۔ اُسکی قبر حران کے دروازے پر مشہور و معروف ہے اُسکو یحیی شہید کہتے ہین

وہان دعا قبول ہوتی ہے۔

اور صواعق محرقہ مین ہے کہ اُس قوم مردود نے بہت سے دینار لشکر حسینی سے لوٹے تھے جب تھیلی کھول کر چاہا کہ تقسیم کرنے کو نکالین۔ دیکھا کہ وہ سب دینار ٹھیکریان ہوگئے ہین۔ اُنکے ایک طرف آیۃ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ۔ الخ لکھی ہے۔ اور دوسری طرف سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ الخ لکھی ہے۔

عقد الفرید مین ہے کہ ابن عبد الوہاب نے یسار سے اُسنے ابن عبد الحکم سے روایت کی ہے کہ کہا اُسنے لوٹا گیا لشکر امام حسین علیہ السلام اور لوٹ کی چیزون مین ایک شیشی تھی جسمین کوئی خوشبو تھی اُسکو جس عورت نے سونگھا وہ کوڑھی ہوگئی۔

اور امام اسمٰعیل نے بروایت ابو الخنوق روایت کی ہے کہ ہر شب واسطے پاسبانی سرہاے شہدا اور زنان اہلبیت کے پچاس آدمی مقرر ہوتے تھے ابو الخنوق کہتا ہے کہ ایک شب کو میرا اتفاق پاسبانی کا ہوا کہ اتفاقاً سب نگہبان رات کو سوگئے اور مین اکیلا جاگتا تھا۔ کہ ناگاہ جانب آسمان سے ایک آواز ہیبت ناک مین نے سُنی۔ قریب تھا کہ اُسکی دہشت سے تمام عالم تہ وبالا ہوجاے کہ دفعتہً ایک مرد سفید جامہ پہنے ہوے پیشانی نورانی بلند قامت گندم گون کو دیکھا مین نے کہ آسمان سے نیچے آیا اور سر اپنا برہنہ کرکے سر مبارک امام علیہ السلام کا صندوق سے نکال کے بوسہ دیتا تھا اور روتا تھا مین اپنی جگہ سے حیران ہوکر اُٹھا اور چاہا کہ سر مبارک اُس شخص سے لیکر صندوق مین رکھون۔ قبل اسکے کہ اور پاسبان جاگین کہ ایک شخص نے مجھپر نعرہ مارا اور کہا گستاخی مت کر اور آگے مت جا کہ یہ آدم صفی اللہ ہین کہ واسطے تعزیت فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لائے ہین۔ کہ اس درمیان مین ایک

اور آواز مین نے سُنی اور نوح نبی اللہ تشریف لائے اسی طرح ابراہیم خلیل اللہ وغیرہ کل انبیاے کرام تشریف لائے اور سب کے ہمراہ ملائکہ آسمانی تھے۔ ایک فرشتے نے میرے مُنہ پر طمانچہ مارا کہ موضع طمانچہ تمام سیاہ ہو گیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس فرشتے سے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے۔ حسب الارشاد آنحضرت کے اُسنے مجھکو چھوڑ دیا۔ مین بیہوش ہو گیا۔ ناگاہ صبح ہوئی اور مجھکو ہوش آیا۔ دیکھا کہ اُن بزرگون کا اُس جگہ پر نشان بھی نہ تھا۔ مگر تو وہ خاک پڑا تھا اور سر مبارک اُسی طرح صندوق مین بند تھا۔ صبح کو شمر بے پیر نے مجھکو طلب کیا دیکھا کہ نصف مُنہ میرا سیاہ ہے۔ مجھ سے حال پوچھا مین نے جو حال کہ شب کو گذرا تھا سارا بیان کیا اور ایک آہ کر کے مر گیا۔ دیکھا کہ زہرہ اُسکا پھٹ گیا تھا اہل لشکر یہ حال معائنہ کر کے بہت ڈرے اور بعضے آنے سے پشیمان ہوے مگر بجز جانے کے چارہ نہ دیکھا۔ ناچار ہو کر شام کیطرف پھر روانہ ہوے اور قریب موصل کے ایک شہر تھا نصیبین نام جبکہ حاکم موصل نے لشکریان یزید کو موصل مین آنے نہ دیا۔ اُن مردودون نے حاکم نصیبین سے کہ منصور بن الیاس نام تھا واسطے آراستہ کرنے شہر کے جبریہ کہلا بھیجا اُس حاکم نے بموجب حکم اُن اشقیا کے مجبورانہ شہر کو آراستہ کیا۔ پس جبکہ لشکر طغیان شہر مین داخل ہوا ناگاہ قدرت الٰہی سے آتش غضب الٰہی اُس شہر پر گری کہ نصف شہر اُس صدمے سے جل گیا اور مردمان شہر جو واسطے تماشے کے گرداگرد لشکر ضلال کے جمع ہوے تھے پشیمان ہو کر پھر اُس لشکر ضلال کے گرد نہ گئے اور وہ لشکر سراسیمہ ہو کر وہان سے روانہ ہوا اور قریب ایک پہاڑ کے کہ وہان گھاس اور پانی بہت تھا قیام کیا اور اُس پہاڑ پر ایک گاؤن آباد تھا معمورہ نام اور اُسمین ایک حصار بہت مستحکم تھا۔ اُس حصار مین ایک کوتوال تھا عزیز بن ہارون نام اہالی دیہہ و حصار مع حاکم سب بیعت دی تھے

اور اُن سب کا پیشہ یہ تھا کہ جامۂ حریر بنتے تھے کہ تمام حجاز و عراق و شام مین مشہور تھا پس جبکہ
اُس مقام پر رات ہوئی کنیز حضرت شہربانو کی شیرین نام کہ حسن و جمال مین شیرین زمان و لیلی
دوران تھی۔ حال حضرت شہربانو کا اور آپکے کپڑے کہنہ و شکستہ دیکھکر بہت روئی اور وہ حال
یاد کیا جو روبروے شاہزادہ یعنی امام کونین حضرت امام حسین علیہ السلام کے تھا کہ جامۂ مرصع
نگار پہنتی تھین۔ حضرت شہربانو علیہا السلام سے اجازت طلب کی اور کہا اگر اجازت ہو تو
اس دیہہ مین جاکر جو کچھ میرے پاس سرمایہ باقی ہے اُسکو بیچ کر جامہ آپکے لائق لاؤن
حضرت شہربانو نے فرمایا کہ تو آزاد کی ہوئی حضرت امام علیہ السلام کی ہے تجھکو اختیار ہے
جدھر چاہے جا۔ شیرین نے اجازت پاکر پہاڑ پر جاکر در حصار تک گئی اتفاقاً دروازہ حصار کا
بند تھا اور تھوڑی سی رات گذری تھی کہ شیرین نے دروازہ حصار کا ٹھونکا۔ عزیز ابن ہارون
جو دروازے پر شیرین کا منتظر تھا جواب دیا کہ کون۔ شیرین ہے۔ شیرین نے کہا ہان۔ عزیز
نے کہا کہ اول شب مین سو گیا تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو خواب مین دیکھا کہ سر
و پا برہنہ اور اشک آنکھون سے جاری ہین اور آثار حزن و ملال اُنکے چہرے سے عیان
ہین۔ یہ دیکھکر مین نے عرض کیا کہ اے سید بنی اسرائیل و اے برگزیدہ رب جلیل یہ کیا حال
ہے اور حزن و ملال کا سبب کیا ہے فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ سبط پیغمبر آخرالزمان محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلم و ستم سے کربلا مین اُنکی اُمتون نے قتل کیا ہے اب اُنکے سر مبارک کو
مع اہلبیت نبوت کے شام کی طرف لیے جاتے ہین۔ مین نے عرض کیا کہ آپ محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہین اور اُن سے اعتقاد رکھتے ہین۔ حضرت موسیٰ و ہارون
علیہما السلام نے فرمایا کہ اے عزیز جو شخص اُسکی متابعت نہ کرے گا وہ جہنمی ہے اور ہم
سب پیغمبر اُس سے بیزار ہین اور ہم اُسکو کیونکر نہ پہچانین کہ وہ پیغمبر برحق ہے اور حق سچا

تعالی نے ہم سب پیغمبرون سے اُسکے باب مین عہد لیا ہے اور ہم سب اُسکا ایمان لائے ہین۔ مین نے عرض کیا کچھ نشان مجھکو دیجیے کہ میرا یقین زیادہ ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ دروازۂ حصار تک جا وہان ایک کنیز شیرین نام آزاد کی ہوئی حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوگی اور دروازہ ٹھونکنے گی اُسکی متابعت کرنا کہ وہ تیری زوجہ ہوگی و نزدیک سر حسین علیہ السلام کے جاکر ہمارا سلام کہنا۔ جواب سلام کا اُس سے سُنیگا۔ فی الفور مین خواب سے جاگ پڑا اور دروازۂ حصار پر آیا کہ تو نے دروازہ حصار کا ٹھونکا۔ اس جہت سے مین نے تجھکو پہچانا کہ تیرا نام شیرین ہے پس تو اجازت دیتی ہے کہ مین تیرے ساتھ نکاح کرون۔ شیرین نے کہا ہان بشرطیکہ تو مسلمان ہوا اور حضرت شہربانو اجازت دین پس شیرین عزیز کے کلام سُنکر حضرت شہربانو کی خدمت مین آئی اور یہ سب حال بیان کیا حضرت شہربانو یہ حال سُنکر متحیر ہوئین اور یہ قصہ زنان اہلبیت سے کہا تمام اہلبیت یہ حال سُنکر متعجب ہوے۔ صبح کو عزیز ابن ہارون حصار کے باہر آیا اور ہزار درم لشکریون کو دیکر اہلبیت کی خدمت کے لیے اجازت لی اور ہزار درم بطور نذر کے امام زین العابدین علیہ السلام کے آگے رکھے اور حضرت کے دست مبارک پر بیعت کرکے ایمان لایا۔ بعد اُسکے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک پاس آیا اور عرض کیا کہ اے سید مین موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا سلام لایا ہون۔ سر مبارک سے آواز آئی کہ سلام خدا کا اُن پر ہو جیو پھر عزیز نے عرض کیا کہ اے سید کچھ خدمت مجھ سے فرمائیے کہ حق تعالی مجھ سے راضی ہو سر اطہر سید الشہدا علیہ التحیتہ والثنا سے آواز آئی کہ جبکہ تو اسلام لایا خدا اور رسول تجھ سے راضی ہوے اور چونکہ تو نے میرے اہلبیت کے ساتھ احسان کیا باپ اور دادا میرے تجھ سے راضی ہوے اور چونکہ تو سلام موسیٰ اور ہارون کا میرے پاس لایا

مین تجھ سے خوش ہوا اور قیامت کو میرے اہلبیت کے ساتھ تو محشور ہوگا۔ بعد اسکے شہربانو نے شیرین سے کہا کہ میری رضا یہ ہے کہ تو عزیز کے ساتھ نکاح کر۔ شیرین نے حسب الحکم قبول و منظور کیا۔ اور تمام اہل حصار برکت اہلبیت سے مسلمان ہوے۔ کذافی ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسنین از مولانا ابوالخیر محمد معین الدین کٹروی مرحوم

اور ابو سعید دمشقی حکایت کرتا ہے کہ جس وقت سر شہدا و زنان اہلبیت کو شام کیطرف لیے جاتے تھے مین بھی ہمراہ اُس جماعت کے تھا۔ جب دمشق کے قریب پہونچے درمیان لشکر ضلال کے یون خبر مشہور ہوئی کہ مصعب بن قعقاع خزاعی نے لشکر جمع کیا ہے اور قصد رکھتا ہے کہ شبخون کر کے سرہاے شہدا اور قیدیون کو لیجاوے۔ یہ خبر سُنکر سرداران لشکر مضطرب ہوکر باحتیاط تمام وہان سے روانہ ہوے۔ رات کو ایک مقام پہونچے کہ وہان ایک دیر بہت مستحکم تھا سب کی رائے یہ ہوئی کہ اس دیر مین پناہ لیتا چاہیے کہ شب خون سے محفوظ رہین۔ راوی کہتا ہے کہ شمر بدپیکر نے دروازہ پر دیر کے آکر ایک نعرہ کیا۔ پیر دیر آواز سنکر بام دیر پر آیا دیکھا کہ گرداگرد دیر کے لشکر جمع ہے اور ایک شخص دروازے پر نعرہ کرتا ہے پیر ویرانی نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور یہ کیا لشکر ہے شمر نے کہا کہ ہم سب ملازمان ابن زیاد ہین کوفہ سے دمشق کو جاتے ہین۔ پیر ویرانی نے کہا کس مہم کے واسطے شام کو جاتے ہو۔ شمر نے کہا عراق مین ایک شخص یزید سے باغی ہوا ہم سب یزید کیطرف سے اُسکے قلع و قمع کے لیے گئے تھے۔ چنانچہ اُسکو مع عزیز و اقربا کے قتل کیا۔ اب اُن سبھون کا سر نیزون پر رکھکر اور اُنکے اہلبیت کو قید کر کے یزید کے پاس لیچلے ہین۔ پیر ویرانی نے سرہاے شہدا کیطرف نگاہ کر کے پوچھا سردار کا سر کون سا ہے لشکریون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کیطرف اشارہ کیا پیر ویرانی نے سر مبارک

کسی طرف نگاہ کی۔ ایک ہیبت سر مبارک سے پیر ویرانی کے دل مین پڑی پھر لشکریون سے پوچھا کہ دیر کے گرداگرد کیون جمع ہوئے ہو شمر نے کہا ہمنے سُنا ہے کہ ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے کہ شبخون کر کے سرہاے شہدا اور قیدیون کو لیجائین۔ آج کی رات ہم چاہتے ہین کہ اِس دیر مین رہین تا کہ شبخون سے بچ جائین۔ پیر ویرانی نے کہا کہ تمہارا لشکر بہت ہے دیر مین گنجائش نہین ہے۔ مصلحت یہ ہے کہ سرون کو اور قیدیون کو دیر مین رکھو اور تم سب دیر کے گرداگرد محافظت کرو اور چہار طرف سے آگ جلاکر تمام رات بیدار اور ہوشیار رہو شبخون کے لوگ اگر آئینگے نامراد پھر جائینگے۔ شمر کو یہ رائے پیر ویرانی کی پسند آئی۔ پس سر مبارک حضرت سید الشہدا کا ایک صندوق مین رکھا اور قفل بند کیا اور زنان اہلبیت کو مع صندوق سر شہدا دیر مین کر دیا۔ مگر صندوق کو ایک مکان مین اور سرہاے شہدا اور زنان اہلبیت کو دوسرے مکان مین رکھا اور جس شخص کو لشکریون سے کہتے تھے کہ اندر دیر کے محافظت کے واسطے شب کو رہے کوئی قبول نہ کرتا تھا اسواسطے کہ واقعہ ابو الحنوق سے سب ڈر گئے تھے اسقدر لشکریون نے کیا کہ صندوق کو اندر دیر کے لے آئے اور دروازۂ دیر کو مقفل کر دیا اور پیر ویرانی گرداگرد اُس مکان کے جسمین صندوق رکھا تھا پھرتا تھا اور چاہتا تھا کہ سر مبارک کو نزدیک سے دیکھے۔ ناگاہ دیکھتا کیا ہے کہ وہ مکان جسمین صندوق رکھا تھا یکبارگی بے شمع و چراغ کے روشن ہو گیا۔ پیر ویرانی نے متعجب ہو کر اپنے دل مین کہا یہ روشنی کہان سے ہے۔ اتفاقاً اُس مکان مین ایک روزن تھا پیر ویرانی اُس روزن سے دیکھنے لگا کہ روشنی لحظہ بلحظہ زیادہ ہوتی ہے۔ یہان تک نوبت پہونچی کہ کوئی مشاہدہ اُس نور کا نہ کر سکتا تھا۔

القصہ بعد اُسکے چھت اُس مکان کی پھٹ گئی اور اُسمین سے ایک عماری نازل ہوئی۔ اُس عماری مین ایک عورت معظمہ تھین اور اُنکے ساتھ بہت سی کنیزین طرقوا طرقوا کہتی تھین۔ یعنی راہ دو راہ دو۔ یہ مان سب آدمیون کی ہین یعنی حوا۔ اسی طرح پھر حضرت سارہ و ہاجرہ اور راحیل حضرت یوسف کی مان اور حضرت صفورا دختر حضرت شعیب کی اور آسیہ و حضرت مریم تشریف لائین۔ علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کہ ناگاہ شور زیادہ ہوا اور ایک عماری نازل ہوئی کہ اُسمین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین۔ ان سبھون نے صندوق کھول کر سر مبارک کو باہر نکالا اور ایک ایک نے سر مبارک کو دیکھکر نالہ و زاری شروع کی کہ دفعتہً ایک آواز عظیم پیدا ہوئی اور عماری نور الٰہی نازل ہوئی اور ایک شخص نے نعرہ کیا پیر ویرانی پر کہ اس روزن سے مت دیکھ کہ خاتون جنت تشریف لاتی ہین پیر ویرانی حیرت سے بیخود ہو گیا جب ہوش مین آیا دیکھا کہ ایک حجاب سامنے پڑا ہے اور کوئی نظر نہین آتا مگر ایک آواز آہ و نالہ کی آرہی ہے اور گوینده کہتا ہے السلام علیک اے مظلوم مادر و اے مغموم مادر اے نور دیدہ میرے و اے فرزند پسندیدہ میرے غم مت کھا کہ مین تیرے دشمنون سے روز قیامت کو انتقام لونگی۔ اور بعض روایت مین ہے کہ حضرت سیدہ علیہا السلام نے چند ابیات غم آلود فرمائے پیر ویرانی کہتا ہے کہ بعد تھوڑی دیر کے ان سب کا نشان بھی نہ رہا پیر ویرانی اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اُس مکان کے قفل کو جسمین صندوق تھا کسی تدبیر سے توڑ کر مکان مین آیا اور صندوق کا قفل توڑ کر اُسکے آگے خاک پر لوٹا اور بہت رویا پس مبارک جناب سید الشہدا کا صندوق سے باہر نکال کر مشک و گلاب سے دھو کر اور رسنے

سجادے پر رکھکر شمع روشن کر کے دوزانو باادب و برو سر اطہر کے بیٹھا اور گریہ وزاری سے کہتا تھا کہ اے سر سروران عالم و اے بہتر بہتران بنی آدم میرا گمان یہ ہے کہ بیشک تو اُس جماعت سے ہے کہ جسکا وصف توریت و انجیل مین مین نے پڑھا ہے واسطے اُس خدا کے جس نے تجھکو یہ مرتبہ دیا ہے کہ محرمان سرادقات عصمت تیری زیارت کو آتی ہین اور خاتونان سراپردۂ نبوت تیرے واسطے زاری کرتی ہین مجھکو خبر دے کہ تو کون ہے فی الفور حکم رب قدیر سے سر مبارک سے آواز آئی کہ اے پیر مین مظلوم ہون اور مغموم۔ غمدیدہ ہون۔ اور محنت کشیدہ مقتول تیغ جفا ہون اور غریب۔ پیر ویرانی نے عرض کیا کہ کچھ زیادہ کیجیے سر مبارک حضرت امام مظلومان سے آواز آئی کہ اے پیر حال میرے حسب وضاحت نسب کا پوچھتا ہے یا سوز و تعب و تشنگی سے سوال کرتا ہے اگر پیر النسب پوچھتا ہے تو مین بیٹا ہون نبی مصطفے اور علی مرتضی کا اور اگر سوز و تعب سے سوال کرتا ہے تو مین غریب اور مظلوم اور شہید کربلا ہون۔ پیر ویرانی نے یہ کلام درد آمیز سر اطہر شاہ شہیدان سے سنکر فی الفور اپنے مریدون کو طلب کیا اور صورت حال اُن سے بالکل بیان کیا اور وہ سب ستر تن تھے اُن سب نے بمجرد سُننے اس حال کے فریاد اور نالہ کیا اور سب مل کر کے مع پیر ویرانی خدمت سراپا برکت مین حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کے حاضر ہوے سبھون نے اپنی زنارین توڑین اور کلمۂ شہادت پڑھا اور ہاتھ و پیر امام زین العابدین پر بوسہ دیا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ اگر آپ کا حکم ہو تو ہم سب ان کمبختون کو شب کو غفلت مین قتل کرین حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ حق تعالی تمکو جزائے خیر دے یہ سب اشقیا عنقریب اپنی سزا کو پہونچینگے اور اسکا بدلہ پائینگے پس جبکہ صبح ہوئی وہ اشقیا سر شہدا اور اہلبیت کو لیکر شام کیطرف روانہ ہوے پس بہ برکت

اہلبیت نبوت اہالی دیر مشرف باسلام ہوئے۔ اسی طرح پر اور بھی کرامات عجائب و غرائب منازل مین ہوے ہین۔ لیکن بلحاظ طول ہونے رسالہ کے قلم انداز ہوئے۔ کذا فی ہدایۃ الکونین الی شہادہ الحسنین۔

پہونچنا قافلہ کا دمشق مین یزید پلید کے پاس

تحریر الشہادتین مین ہے کہ بعد طی منازل اسیران کربلا مع سر مبارک سید الشہدا دمشق مین پہونچے یزید پلید علیہ ما یستحقہ نے خبر آمد اہلبیت نبوت سُنکر قصر امارت آراستہ کیا اور عظماے شام کو جمع کر کے سب کو مجلس عام مین طلب کیا اور بکمال انبساط سے ایک ایک سر پر نظر ڈالی اور سب کے نام پوچھے شمر ذی الجوشن نے نام بتلائے یہان تک کہ اُسنے سر مبارک سید الشہدا بھی پیش کیا اور ماجراے جنگ از روے مباہات و افتخار اس طرح بیان کیے کہ مجھکو عبید اللہ بن زیاد نے حسین بن علی کے مقابلے مین بھیجا۔ سو مین لشکر جرار لیکر اُن پر ٹوٹ پڑا اور ہر طرف سے اُنکے ساتھیون کو گھیرا اور ایک ایک کو ذبح کر ڈالا۔ یہان تک کہ مین نے سب کو کوشش بلیغ سے مارا اور اُن سب کے سر حاضر ہین اور یہ سر حسین کا ہے۔ یزید یہ کلام سنکر بہت خوش ہوا اور شراب کی بوتل ہاتھ مین لیکر پینے لگا اور انواع اہانت سے پیش آیا اور ایک لکڑی چھوٹی درخت خیزران کی جو مثل بیت کے ہوتی ہے بعض اُسکو بیت کہتے ہین اُس سنگدل کے ہاتھ مین تھی لب و دندان مبارک پر مارتا تھا اور اشعار ابن زبعری پڑھتا تھا اور اُن شعر وہین دو شعر اور جو صریح بھی کفر پر دلالت کرتے ہین زیادہ کرتا تھا وہ یہ ہین ؎

لَیْتَ اَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ شَھِدُوْا	وَقْعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْاَسَلْ

وَعَلَّنَا قَتَلَ بَدْرٍ فَاعْتَدَلْ	قَدْ قَتَلْنَا الْقَرْنَ مِنْ سَادَاتِهِمْ

یعنی کہا یزید نے اے کاش میرے بزرگ عتبہ وشیبہ جو غزوہ بدر اور خزرج میں مارے گئے اگر آج زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ مین نے اُن کا بدلہ لیا اور تحقیق مین نے مارین گردنین اُنکے سادات کی۔

شعبی نے کہا یزید نے دو شعر ان پر زیادہ پڑھین وہ یہ ہین ؎

خَبَرٌ جَاءَ وَلَا وَحْيٌ نَزَلْ	لَعِبَتْ هَاشِمُ بِالْمُلْكِ فَلَا
مِنْ بَنِي أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلْ	لَسْتُ مِنْ عُتْبَةَ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ

یعنی کھیل کیا بنی ہاشم نے ملک مین پس نہ خبر آئی اور نہ وحی نازل ہوئی۔ نہ ہوتا مین اولاد عتبہ سے اگر بدلہ نہ لیتا اولاد محمدؐ سے اُسکا جو کچھ اُنھون نے کیا کذا فی تذکرہ سبط ابن الجوزی اور کہتا تھا یزید اے ابو عبداللہ مجھکو گمان نہ تھا کہ تیری عمر اسقدر ہو گی اور خضاب سر وریش کی حاجت نہ ہو گی۔ یہ خبر بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی وہ روتے پیٹتے اِس مجلس نا معقول مین آئے اور فرمانے لگے کہ اے یزید یہ کیا بے ادبی سر مبارک سے کرتا ہے یہ وہ سر ہے جسکو رسول اللہ چومتے تھے یزید نے سات نفر صحابیون کو اُسوقت قتل کروایا۔ از مناقب السادات

فائدہ نہوتا خضاب ریش مبارک پر صحیح نہین ہے اسلیے کہ صحیح بخاری مین ہے عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنِ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ (شَعْرُ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ) مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ

کذا فی ارشاد الساری صفحہ ۱۲۹ جلد ششم مطبوعہ مصر

روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ لایا گیا عبید اللہ ابن زیاد کے پاس سر حسین ابن علی کا پس رکھا گیا ایک طشت مین پس وہ ایک لکڑی سے ٹھونکنے لگا اور کہا اُنکے حسن مین کچھ پس کہا انس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ تھے اور تھا بال اُنکے سر و ریش مبارک کا مخضوب بالوسمہ۔

اور خضاب سیاہ سوائے وسمہ کے مکروہ ہے اور وسمہ کا ممنوع نہین ہے۔

روایت ہے کہ سمرہ ابن جندب صحابی اُسوقت حاضر تھے اُنھون نے جُرات کرکے فرمایا اے یزید قَطَعَ اللّٰہُ یَدَکَ۔ یعنی کاٹے اللہ تیرا ہاتھ تو لکڑی ان لبون پر لگاتا ہے جو بوسہ گاہ رسول اللہ ہے یزید نے کہا اے سمرہ اگر شرف صحبت رسول اللہ مانع نہ ہوتا تو مین تجھکو قتل کرتا۔ سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ میرے حق مین ملاحظہ صحبت رسول اللہ کا خیال ہے اور خاص فرزندان رسول اور جگر گوشگان بتول کا یہ حال کیا کہ کوئی کافر بھی کسی مسلمان کے ساتھ ایسا نہین کرتا۔ مصرع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

یہ فرماکر روتے ہوے اُس دربار سے اُٹھے اور تمام حاضرین دربار رونے لگے۔ ابحر الشہادتین

روایت ہے کہ ایک سوداگر یہودی بھی اُس مجلس مین حاضر تھا اُسنے پوچھا کہ یہ کس کا سر ہے یزید نے کہا کہ یہ سر اُسکا ہے جو دعوی مقابلہ خلیفہ وقت سے رکھتا تھا۔ سوداگر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب اس سر کا شرافت و بزرگی رکھتا تھا جو اُسکو داعیہ خلافت تھا۔ یزید نے کہا کہ اشراف بنی ہاشم مین تھا۔ تاجر نے کہا اسکا نام کیا ہے اور ان کے ماں باپ کون تھے۔ یزید نے کہا حسین اسکا نام اور باپ کا

نام علی ابن ابی طالب اور ماں کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ محمد مصطفےٰ تھا۔ یہودی نے کہا معلوم ہوا کہ تمھارے نبی کا فرزند ہے۔ یزید نے کہا ہاں۔ تب یہودی نے دانت کے نیچے انگلی دابی اور کہا اے یزید افسوس صد افسوس میرے اور داؤد پیغمبر کے درمیان میں ستر پشتیں گذری ہیں اور ہنوز فرقۂ یہود میری تعظیم اور توقیر کرتے ہیں اور محمد رسول عربی تمھارے پیغمبر کہ ابھی کل کے دن اس عالم سے تشریف لے گئے ہیں تم نے یہ معاملہ انکے اہلبیت سے کیا کہ نہ ایسا معاملہ کانوں سے سنا اور نہ آنکھوں سے دیکھا وائے بر شما تم لوگ تو سخت شریر اور بدہو۔ اِس قصے کو محمد بن سعد نے محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔ از تحریر الشہادتین۔

اور اُس جگہ سفیر قیصر روم بھی حاضر تھا اُسنے کہا اے یزید بعض جزائر میں عیسیٰ علیہ السلام کے گدھے کے سُم کا نشان ہے سو ہم لوگ ہر سال جواہرات اور تحائف لے کے جاتے ہیں اور اُسکی زیارت کرتے ہیں اور مراتب تعظیم جس طرح مسلمان بیت المقدس سے ادا کرتے ہیں ہم اُس سے کرتے ہیں۔ حیف کہ تم نے اپنے نبی کے لڑکوں کو قتل کر کے عورتوں اور یتیموں کو ایسی ذلت سے قید کیا ہے تم لوگ بڑے شریر ہو۔ یزید نے کہا اگر تو قیصر کا سفیر نہ ہوتا تو میں تیری گردن مارتا۔ اُسنے کہا اے یزید تجھکو شرم نہیں آتی کہ قیصر کی تو نے یہ پاسداری کی اور اپنے پیغمبر کی کچھ قدر نہ جانی۔ از تحریر الشہادتین۔

اور اِس روایت کو ابن جوزی نے اپنے تذکرہ میں بھی لکھا ہے اُسنے نقل کی ہشام بن محمد سے اُسنے اپنے باپ سے اُنھوں نے عبداللہ ابن عمر سے۔

اُسی حال میں مقتول یزید نا معقول کا غلام اُس جگہ حاضر تھا اُسنے کہا اے یزید خدا سے ڈر کہ حسین علیہ السلام سردار اولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں میرے روبرو

اُن کے لب و دندان سے بے ادبی نہ کر کہ پیغمبر خدا نے ان لبون پر کئی مرتبہ بوسہ دیا ہے یزید نے کہا کہ مین تجھکو بھی انہین دشمنون مین شمار کرتا ہون جب غلام نے یہ کلام سنا تو اُسنے تین بار تلوار ماری خالی پڑی اور مجلس مین ایک شور برپا ہوا اُسنے چالیس آدمی قتل کیے آخر خود بھی شہید ہو گیا۔

ابن جوزی نے تذکرے مین لکھا ہے کہ ابن ابی الدنیا سے **روایت ہے** کہ حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ یزید دندان مبارک حضرت امام علیہ السلام پر لکڑی مارتا تھا اور وہ وہ جگہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو بوسہ دیتے تھے۔

یزید پلید نے حضرت امام زین العابدین کیطرف متوجہ ہو کر پوچھا یہ کس کا لڑکا ہے کسی نے کہا حسین ابن علیؓ کا کہا مین نے سُنا تھا کہ علی ابن حسین قتل ہو گئے۔ لوگون نے کہا حضرت امام حسین کے تین بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط علی اصغر دو شہید ہوے یہ علی اوسط بیمار تھے سو قید ہو کر آئے ہین۔ یزید نے کہا اے لڑکے جانتا ہے کہ تیرا باپ مسند خلافت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور اُسکو یہ دعوی تھا کہ اُسکے نام خطبہ پڑھا جاوے۔ الحمد للہ کہ اپنی مراد کو نہ پہونچا۔ امام زین العابدین نے فرمایا اے یزید سچ بتا کہ یہ ممبر ہمارے باپ دادے کے رکھے ہوے ہین یا تیرے اور خلافت و امامت ہماری خاندانی ہے یا تیرے آبا و اجداد کی جو مشرک تھے قیامت کے دن ہمارا تیرا فیصلہ ہوگا اور آیہ کریمہ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ پڑھکر کلام ختم کیا۔

روایت ہے کہ جس وقت حضرت زین العابدین مع فرق مبارک سید الشہدا اُس مردود کے دربار مین آئے آپکو بٹھایا سرہانے شہدا التحت کے سامنے طشت مین رکھوائے سرون کو تن سے جدا دیکھا ہر ایک صاحب سر کا حال پوچھا گفتگو مین اپنی امارت کی

نمایش اور کارخانہ کی آرائش دکھائی جب نقارخانہ سے آواز شہنائی اور قرنا کی آئی حضرت سے مخاطب ہو کر بولا کہ ایسی آواز مزامیر تمکو تمہارے باپ نے کبھی سنائی آپ سکوت مین تھے کہ ایک جانب سے آواز اذان مغرب بلند ہوئی آپ نے معاً اُسکے جواب مین یہ فرمایا کہ سُن یہ تکبیر ہمارے باپ دادا کے نقارخانے کی آواز ہے اور یہی صدائے ہوش افزا ہماری دمساز ہے تا قیام قیامت یہ نوبت خانہ آباد ہے۔ تیری ریاست وامارت چندروزہ ہے آخر برباد ہے۔ جبکہ موذن نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ آپ بدیدہ ہوے اور یزید سے بولے کہ تمہارا جد امجد کا نام ہے یا تیرے آباواجداد کا نام ہے ہم اس رسول مکرم کی اولاد مین ہین یا نہین۔ سچ کہہ کہ یہ کلمہ مصنوعی ہے یا خدا کا کلام ہے۔ اسے یزید ڈر زیادہ جرأت نہ کر۔ اِس کلام کو سنتے ہی جو اصحاب کہ اُسوقت موجود تھے عبرت سے حیرت مین گویا بیخود اور بود سے نابود تھے وہ پلید سمجھا کہ مبادا فساد ہو اور یہ امارت برباد ہو آپ کو اہلبیت کے پاس زندان مین بھیجا اور سرہاے شہدا کو باحتیاط رکھا اور سر مبارک امام حسین علیہ السلام دروازۂ دمشق پر لٹکایا۔ چنانچہ تین شبانہ روز برابر سر پرنور دروازے پر دمشق کے آویزان رہا۔

از محتشم کاشی

کاش آن زمان سرادق گردون نگون شدے	وین خرگہ بلند ستون بے ستون شدے
این انتقام گر نہ فتادے بروز حشر	یا این عمل معاملۂ دہر چون شدے
آل نبی چو دست تظلم برآورند	ارکان عرش را بہ تزلزل درآورند

حافظ امام ابی الخطاب ابن وجیہ نے اپنی کتاب مرج البحرین فی فوائد المشرقین والمغربین مین لکھا ہے کہ جب سر مبارک کو یزید نے شام مین لٹکوایا تو خالد بن عفرا کہ افضل تابعین

سے تھے اُنھوں نے اپنے آپ کو چھپا لیا لوگوں نے ایک مہینے تک اُن کو ڈھونڈھا
نہ پایا پھر جب وہ ملے لوگوں نے سبب عزلت پوچھا اُنھوں نے کہا نہین دیکھتے ہو کہ کیا
بلا ہم پر نازل ہے اور چند اشعار پڑھے جنکا مضمون یہ ہے کہ اے ابن بنت رسول اللہ
تمہارے سر کو لائے آلودہ خون مین پس گویا تمہارے قتل سے قتل کیا رسول اللہ کو تم کو کارا
اور تمکو بلا دلیل پیاسا مارا اور تمہارے مارنے پر خوش ہوے اور تکبیر اور تہلیل کو تمہارے
ساتھ مارا یعنی تمہارے قتل سے اسلام سست ہوا - انتہیٰ

روانہ ہونا اہلبیت کا مدینہ منورہ کیطرف اور وہان پہونچنا

روایت ہے کہ جب یزید پلید اپنے دل کا حوصلہ پورا کر چکا اور ذریات رسول
مقبول اور اولاد بتول کو طرح طرح کے صدمے پہونچا چکا پھر سب اہلبیت رسالت کو
مع سر مبارک بہمراہی نعمان بن بشیر صحابی اور تیس نفر جماعت سرداران یزیدی
روانہ مدینہ کیا نعمان بن بشیر نے راہ مین نہایت خدمت و اطاعت کی کہ تقریر و تحریر
سے خارج ہے جب قریب مدینہ منورہ پہونچے تو اولاد مہاجرین اور انصار اور تابعین
سید ابرار نے استقبال کر کے لیا اور اہلبیت کو مبتلائے مصیبت دیکھکر واویلا وا مصیبتا
پکارتے ہوے لائے - اُس مدینہ باسکینہ مین گویا قیامت برپا تھی اُسوقت کی نالہ و زاری
اور ہر ایک کی بیقراری بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہے خصوصاً حضرت اُم سلمہ کا قلعہ
مین تشریف لانا اور حضرت امام علیہ السلام کے سر کو ملاحظہ فرمانا اور ایک ایک کو آغوش
مین لیکر رونا اور روتے روتے بیہوش ہوتا کس زبان سے بیان کرون کہ زبان کو بیان کی
طاقت اور قلم کو اس حال کے لکھنے کی جرأت نہین ہے حضرت اُم المومنین اُم سلمہ
رضی اللہ عنہا ذریات رسول اور اولاد بتول کو اپنے ساتھ لیکر رسول مقبول کے روضۂ منورہ پر

پر آئین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا وہی سر مبارک جو شب و روز آغوش پیغمبر مین رہتا تھا نبی کے مزار پر رکھ دیا اور ایک آہ سوزناک دل صدچاک سے کھینچ کر عرض کیا ؎

یارسول اللہ برآر از روضہ سر تا بنگری		اہلبیت خویشتن را زار و غمناک و حزین
در بلاے دشمنان دین گرفتار آمدہ		کس مبادا در جہان ہر گز گرفتار این چنین

اُسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر ایک ایک کا رونا اور حضرت فاطمہ صغرا کا باپ کے واسطے بیتاب ہونا اور خواہران حسین کی گریہ و زاری اور حضرت امام زین العابدین کی بیقراری خارج از بیان ہے روح پاک نبوی مزار مبارک مین بے چین ہوئی ہوگی۔ الغرض سر مبارک امام علیہ السلام کو کفنا کر جنۃ البقیع مین دفن کیا۔

علامۂ قرطبی کہتے ہین کہ پہلوے حضرت فاطمہ قریب حضرت امام حسن علیہ السلام دفن کیا اور خلاصۃ الوفا مین بھی ایسا ہی ہے یعنی جنۃ البقیع مین پہلوے امام حسن علیہ السلام۔ اور جو بعضے کہتے ہین کہ سر مبارک بھی کربلا ہی مین مدفون ہے یا یہ کہ سلیمان بن عبد الملک کے وقت تک خزانہ مین تھا صحیح نہین ہے۔

تنبیہ بخاری و مسلم مین حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روحون کے لشکر ہین جھنڈ کے جھنڈ جو اُنمین سے ازل مین آشنا اور واقف تھا وہ اِس عالم مین بالاپ اور الفت والا رہا اور جو اُنمین سے وہان ناآشنا اور بے پہچان تھا وہ یہان بھی جُدا اور بھٹکا رہا یعنی ازل مین خدا نے روحون کی قسمین طرح طرح کی پیدا کی ہین اور اُنمین استعدادین مختلف و گوناگون رکھی ہین سو جن مین مناسبت تھی وہ اِس عالم مین شیر و شکر ہو گئے جس طرح سعد بن وقاص والد عمر و مردود کہ عاشق زار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے اور جان نثار امام حسین علیہ السلام کہ اُنکے

بہشتی ہونے کی بشارت قطعی ہے اور جو وہان بے پہچان تھے یہان بھی بھولے بھٹکے رہے جس طرح عمر وبن سعد اور یزید وغیرہ کہ خاندان نبوت کے دشمن جانی تھے اور ظاہر مین ایمان دار اسی سبب سے کہتے ہین کہ ولی سے شیطان اور شیطان سے ولی پیدا کرتا ہے خداوند تعالی اپنی قدرت عجیبہ سے ؎

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم		ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی ست

سبحان اللہ سعد ابن ابی وقاص کی یہ فضیلت کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب اُحد مین فرماتے ہین کہ اے سعد تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا یہ حدیث صحیحین مین حضرت امیر المومنین علی مرتضی سے مروی ہے اور مصابیح مین حضرت موصوف سے روایت ہے کہ مین نے کسی کے حق مین یہ کلمہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوائے سعد ابن ابی وقاص کے نہین سُنا اور عمر وابن سعد اس طرح کا نطفہ بے وقت کہ جگر گوشۂ رسول کے خون کا پیاسا ہو گیا قدرت حق ہے۔

قاتلین امام کا حال از کتب معتبرہ و مستندہ

پوشیدہ نہ رہے کہ جو شخص سہیم و شریک و راضی و خورسند بشہادت شاہ شہیدان حضرت امام حسین علیہ السلام تھا قطع نظر از عذاب آخرت اس عالم مین بھی اپنی جزائے اعمال کو پہونچکر داخل دار البوار ہوا۔

زہری سے روایت ہے کہ جو کوئی معرکہ کربلا مین بمقابلہ سید الشہدا امام حسین علیہ السلام تھا بلا معائنہ عذاب و نکال دنیا سے نہین گیا بعضے بہزار ذلت و خواری مقتول ہوئے اور بعضے آنکھون سے اندھے ہو گئے اور ٹھوکرین کھاتے پھرے پھر نہایت

تکلیف اور فاقہ کشی سے پیوندزمین ہوے اور بعضون کا منہ کالا ہوگیا کہ دیکھنے والے اُسکی
صورت سے خوف کرتے تھے اور بعضے شدت پیاس سے پکھالین پانی کی ہضم کرکے
حطب جہنم ہوے اور بعضے برص وجذام مین مبتلا ہوکر داخل سقر ہوے اور بعضے اور عذابون
مین گرفتار ہوکے تحت الثری کو گئے اور بعضے تھوڑے دنون کے بعد بھیک مانگنے لگے
اور تمام مال ودولت موروثی اور ذاتی جو یزید علیہ مایستحقہ کے خزانہ سے پایا تھا جاتا رہا اور
اسی حالت دریوزہ گری مین مرکے خسر الدنیا والآخرۃ ہوے۔ سچ ہے۔ کلوخ انداز را
پاداش سنگ است ٭ اور بعضے اس طرح مارے گئے کہ پھر اُن کا نشان قیامت تک نہ ہا
اَخْرَجَ اَبُو الشَّيْخِ اَنَّ جَمْعًا تَذَاكَرُوْا اَنَّهٗ مَا مِنْ اَحَدٍ اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ الْحُسَيْنِ اِلَّا
اَصَابَهٗ بَلَاءٌ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ فَقَالَ شَيْخٌ اَعَنْتُ وَمَا اَصَابَنِيْ شَيْءٌ فَقَامَ لِيُصْلِحَ
السِّرَاجَ فَاَخَذَتْهُ النَّارُ فَجَعَلَ يُنَادِي النَّارُ النَّارُ وَانْغَمَسَ فِي الْفُرَاتِ
وَمَعَ ذٰلِكَ لَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى مَاتَ۔ از صواعق محرقہ
ابو الشیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مجلس مین چند آدمی باہم ذکر کرنے
لگے کہ کوئی شخص باقی نہین رہا جس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل مین اعانت کی
تھی کہ مرنے سے پیشتر وہ بلا مین گرفتار نہ ہوا ہو۔ ایک بوڑھا آدمی اُس مجمع کا بول اُٹھا کہ
کہ ہم معرکہ کربلا مین شریک تھے اور قتل مین مدد دی تھی ہمکو اسوقت تک کوئی مصیبت اور
بلا نہین پہونچی دفعۃً چراغ اُس مجلس کا بجھنے لگا یہ مردود اسکے اشتعال کے واسطے گیا تھا
بڑھاتے ہی شعلہ چراغ نے پکڑا کہ ساری مجلس مین لوٹتا تھا اور کہتا تھا کہ مین جلا مین جلا۔
یہان تک کہ دریاے فرات مین جا گرا چونکہ یہ آتش غضب الٰہی کی تھی دریا کا پانی اُس کے
حق مین روغن چراغ ہوگیا اور ایسا جلا یا کہ خاکستر نار ہوا۔ کذا فی تحریر الشہادتین وصواعق محرقہ

عَنِ السُّدِی اَنَّهُ اَضَافَنِی رَجُلٌ بِکَرْبَلاءَ فَتَذَاکَرُوْا اَنَّهُ مَا شَارَکَ اَحَدٌ فِی دَمِ الْحُسَیْنِ اِلَّا مَاتَ اَفْجَعَ الْمَوْتِ فَکَذَّبَ الْمُضِیْفُ ذٰلِکَ وَقَالَ اَنَّهُ مِمَّنْ حَضَرَ فَقَامَ اٰخِرَ اللَّیْلِ یُصْلِحُ السِّرَاجَ فَوَثَبَتِ النَّارُ فِی جَسَدِہٖ فَاَحْرَقَتْهُ قَالَ السُّدِی فَاَنَا وَاللّٰهِ رَأَیْتُهُ کَاَنَّهُ جَمْرَةٌ۔

کذا فی تذکرہ خواص الامۃ لسبط ابن الجوزی۔

اور سُدی سے روایت ہے کہ مین ایک جگہ ضیافت کھانے گیا۔ بہت لوگ شریک تھے تذکرہ معرکہ کربلا ہونے لگا۔ اہل مجلس نے کہا بھائیو جو کوئی اس معرکہ مین تھا لازم مصیبت اور بلا مین گرفتار ہو کر بری موت مرا میزبان کہ میر مجلس تھا بول اُٹھا کہ ہم بھی اس معرکے مین تھے سو کوئی آفت ابتک ہمکو نہین پہونچی۔ ہنوز کلام اُسکا تمام نہ ہوا تھا کہ پچھلی رات مین چراغ درست کرنے اُٹھا کہ ایک شعلہ چراغ سے اُٹھا اور اُسکے بدن پر گرا تمام بدن اُسکا جل کر خاک ہو گیا۔ راوی کہتا ہے واللہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ گویا کوئلہ ہے جلا ہوا۔ از تحریر الشہادتین و تذکرہ خواص الامۃ فی احوال الائمہ للعلامہ یوسف سبط ابن الجوزی۔

عَنِ الْوَاقِدِی اَنَّ شَخْصًا مِنْهُمْ عَلَّقَ فِی سَبَبِ فَرَسِهٖ رَاْسَ الْحُسَیْنِ فَرُاِیَ بَعْدَ اَیَّامٍ وَجْهُهٗ اَشَدُّ سَوَادًا مِنَ الْقَارِ فَقِیْلَ اِنَّکَ کُنْتَ اَخْضَرَ الْعَرَبِ وَجْهًا فَقَالَ مَا مَرَّتْ عَلَیَّ لَیْلَةٌ حِیْنَ حَمَلْتُ تِلْکَ الرَّاْسَ اِلَّا وَاثْنَانِ یَاْخُذَانِ بِضَبْعَیَّ ثُمَّ یَنْهَضَانِ بِی اِلَی النَّارِ تَاجَّجُ فَیَدْفَعَانِی فِیْهَا وَاَنَا اَنْکُصُ فَتَسْفَعُنِی کَمَا تَرٰی ثُمَّ مَاتَ عَلٰی اَقْبَحِ حَالَةٍ۔ کذا فی تذکرہ خواص الائمہ۔

اور منصور بن عمار نے روایت کی ہے کہ جس نے سر مبارک سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کا

نیزے پر چڑھایا تھا وہ شخص اول بہت حسین تھا اُس روز سے ایسا سیاہ قبیح منظر تیرہ و تاریک ہو گیا کہ لوگون نے از روے تعجب اُس سے پوچھا کہ اے مرد تو تو خوبصورت و حسین تھا یہ حال تیرا کیا ہوا۔ اُسنے کہا واللہ جس دن سے مین نے سر مبارک سید الشہدا کا نیزے پر لٹکایا ہی اُس دن سے دو شخص مہیب صورت ہر روز میرے پاس آتے ہین اور دونون بازو پکڑ کے کھینچے ہین اور آگ مین لیجاتے ہین اُلٹا لٹکاتے ہین پھر واپس لاتے ہین۔ اسی سبب سے تمام مُنھ میرا سیاہ ہو گیا ہے کہ مین مخوف ہون - راوی کہتا ہے کہ وہ شخص اُسی بلا مین رہا اور اُسی کیفیت مین مر گیا۔ از تحریر الشہادتین و تذکرہ خواص الائمہ فی احوال الائمہ لسبط ابن الجوزی۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ ایک بوڑھے آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ ایک طشت خون سے بھرا ہوا حضرت کے روبرو رکھا ہے اور لوگ آتے ہین اور حضرت اُنکو اُسی خون سے آلودہ فرماتے ہین۔ یہان تک کہ نوبت اُس پیر مرد تک پہونچی اُسنے کہا یا رسول اللہ مین قتل امام حسین علیہ السلام مین شریک نہ تھا۔ فرمایا تو شریک نہ تھا لیکن تیری خواہش تھی اور تو اس بات سے راضی تھا۔ پھر انگشت شہادت سے اُسکو اشارہ کیا جب وہ صبح کو سو کر اُٹھا تو اندھا تھا۔ از تحریر الشہادتین۔

وَاَخْرَجَهُ اَحْمَدُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ قَتَلَ اللّٰهُ الْفَاسِقَ ابْنَ الْفَاسِقِ فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِيْ عَيْنَيْهِ فَعَمِيَ۔ کذا فی صواعق محرقہ

اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ نے فاسق ابن فاسق کو قتل کیا۔ اُسیوقت دو ستارے آسمان سے اُسکی دونون آنکھون پر گرے کہ وہ نابینا ہو گیا۔ از تحریر الشہادتین و صواعق محرقہ۔

اور ابو نعیم نے اور نیز منصور بن عمار نے سفیان سے اور اُسنے اپنی دادی سے

روایت کی ہے کہ اُسنے کہا کہ دو آدمی معرکہ کربلا مین بمقابلہ سید الشہدا امام حسین علیہ السلام
کے تھے سو ایک کا عضو تناسل اسقدر بڑھ گیا تھا کہ کمر مین یا گردن مین لپیٹتا تھا مثل رسی
کے اور دوسرے آدمی کا یہ حال تھا کہ پیاس اُسکی اس مرتبہ تھی کہ پکھالین پانی کی پی جاتا تھا اور
پیاس نہ جاتی تھی - آخرکار بقدرت آلہی یہ ہوئی کہ اسی حالت مین مرگیا - از ہدایۃ الکونین -

اور واقدی سے منقول ہے کہ ایک پیر مرد حاضرین معرکہ کربلا سے نابینا ہوگیا
اُس سے لوگون نے پوچھا کس سبب سے تو اندھا ہوگیا - اُسنے کہا مین نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آستین بازو تک چڑھائے ہوئے تلوار ننگی ہاتھ مین
لیے بیٹھے ہین اور ایک فرش چرمی روبرو بچھا ہے اُس پر دس آدمی قاتلین امام حسین
علیہ السلام سے ذبح کیے ہوئے پڑے ہین وہی نابینا کہتا ہے اس حال مین مجھ پر نظر پڑی
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرکے ایک سلائی خون سے ترکی اور میری آنکھ
مین پھیردی کہ مین اندھا ہوگیا - از تذکرہ خواص الامہ

اور ایک شخص قاتلان حسین علیہ السلام سے شام مین تھا مُنہ اُسکا سور کا ہوگیا تھا کہ آدمی
اُسکو دیکھ کر ڈرتے تھے - از صواعق محرقہ -

ذَكَرَ الْبَاذِرِيُّ عَنْ مَنْصُورٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا بِالشَّامِ وَجْهُهٗ كَوَجْهِ الْخِنْزِيْرِ فَسَأَلَهٗ
فَقَالَ اِنَّهٗ كَانَ يَلْعَنُ عَلِيًّا كُلَّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ وَفِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ
وَاَوْلَادَهٗ مَعَهٗ قَالَ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ مَنَامًا طَوِيْلًا
مِنْ جُمْلَتِهٖ اَنَّ الْحُسَيْنَ شَكَاهُ اِلَيْهِ فَلَعَنَهٗ ثُمَّ بَصَقَ فِيْ وَجْهِهٖ فَصَارَ مَوْضِعُ
بُصَاقِهٖ خِنْزِيْرًا وَصَارَ اٰيَةً لِلنَّاسِ كذا فی صواعق محرقہ

باذری منصور و واقفی سے نقل کرتے ہین کہ انھون نے شام مین ایک آدمی کو دیکھا

کہ اُسکا منہ مثل خنزیر کے ہے وہ کہنے لگا کہ مین جناب علی علیہ السلام پر ہر روز ایکہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا اور ہر جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ اُن پر اور اُنکی اولاد پر سب (دشنام) کہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ کو خواب مین دیکھا۔ منصور کہتا ہے کہ اُس شخص نے ایک طویل خواب بیان کیا اُسمین سے یہ بھی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص کی شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے منھ پر تھوک دیا جہان پر حضور کا تھوک پڑا وہ جگہ خنزیر کی شکل بن گئی اور وہ آدمی لوگون کے لیے ایک خدا کی نشانی ہوگیا۔ اور جس نے علی اصغر کے حلقوم مین تیر مارا تھا وہ اِس بلا مین تھا کہ آگے کے بدن مین گرمی اور پس پشت سردی تھی۔ ہر چند لوگ سامنے پنکھے جھلتے تھے اور پیچھے سے آگ جلاتے تھے پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور شدت پیاس سے گھڑے کے گھڑے پانی پی جاتا تھا۔ آخر کار پیٹ پھٹ گیا اور اُس عذاب مین مرگیا۔ از تحریر الشہادتین۔

اسقدر جو بیان ہوا سو ایک شمہ ہے احوال عوام الناس سے جو معرکہ کربلا مین حاضر تھے۔ اب حال خواص یعنی یزید پلید و ابن زیاد مایۂ فساد اور ابن سعد و شمر بدسیکر وغیرہ کا مجملاً بیان کرتا ہون کہ سرآمد اشقیا یزید علیہ ما یستحقہ جب قتل امام حسین علیہ السلام سے خوش ہوا تو حق سبحانہ وتعالی نے قطع نظر امراض جسمانیہ کہ شاق تر ہون لیکن بلحاظ سزاے اعمال احتمال اُن کا سہل ہے ایسے ایسے افعال قبیحہ اور احوال شنیعہ مین مبتلا فرمایا کہ صورت عذاب الٰہی بے تکلف اُسکی پیشانی سیاہ سے نمودار تھی۔ از تحریر الشہادتین۔

بیان واقعہ حرہ از تفریح الاذکیا و جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح وغیرہ

ازانجملہ ایک شنیعہ واقعۂ حرہ ہے جسکو حرہ واقم اور حرہ زہرہ کہتے ہین۔ یہ ایک موضع ہے

جو مدینہ منورہ سے ایک میل پر واقع ہے اور اس واقعہ قبیحہ کی خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی سو اُسکے ہاتھ سے وقوع مین آیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن اہل مدینہ کو پیش آئیگا جسمین اہل مدینہ کو مدینہ سے باہر نکالین گے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کون ایسا ہے جو نکال دیگا فرمایا اِمْرَءُ السُّوْءِ۔

اور حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ہے کہ ہلاکت میری ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ سے ہوگی اصحاب نے عرض کیا کیا فرماتے ہین آپ یا رسول اللہ ہم لوگون کو اُس زمانہ مین فرمایا عزلت اور گوشہ نشینی خلق سے۔

اور دوسری حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے قسم اُس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ مدینہ مین مقاتلہ واقع ہوگا کہ دین اِس طرح جاتا رہیگا جس طرح سر کے بال مُنڈ جاتے ہین جاتے رہو اُس دن مدینہ سے اگرچہ مقدار ایک منزل کے بھی ہو۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرمایا کرتے تھے کہ خداوندا حوادث سنہ ہجری اور چھوکرون کی امارت سے محفوظ رکھ اور اُسکے قبل مجھکو اس عالم سے اُٹھا لے یہ اشارہ زمان دولت یزید پلید ولت پر فرماتے تھے کہ سنہ ہجری مین تخت شقاوت پر بیٹھا تھا اور واقعہ حرہ اسی زمانہ مین واقع ہوا۔

اور واقدی نے کتاب الحرہ مین ایوب ابن بشیر سے روایت کی ہے کہ حضرت سید ابرار ایک سفر مین تشریف لے گئے۔ جب حرۂ زہرہ پر پہونچے تو آیہ مصیبت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ فرمائی۔ صحابہ نے جانا کہ شاید کوئی امر مکروہ جو اس سفر مین خلاف

مدعا حضرت کے ہوا ہوگا۔ اُس پر ارشاد کیا ہے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے
پوچھا یارسول اللہ کیا بات نظر آئی کہ آپنے یہ آیت فرمائی ارشاد کیا کہ کوئی امر تمہارے اِس سفر
سے متعلق نہین ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون بات ہے بتلائیے فرمایا اِس سنگستان
مین اخیار اُمت جو بعد اصحاب کے ہین مارے جائین گے بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اس موضع پر پہونچتے تو دست مبارک سے اشارہ کرکے فرماتے یہان اچھے اچھے
لوگ میری اُمت کے مارے جائینگے۔ اور کیفیت اُس حادثہ شنیعہ کی ابن جوزی
اور قرطبی اور طبرانی وغیرہ محدثین نے یون بیان کی ہے کہ جب یزید
پلید نے قتل امام حسین علیہ السلام اور تذلیل اہلبیت نبوت سے فراغت
پائی تو ۶۲ھ ہجری مین عثمان بن محمد ابن ابی سفیان اپنے چچیرے بھائی کو
مدینہ مین بھیجا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لے سو اُس نے مدینہ مین
جاکر ایک جماعت کو یزید کے پاس روانہ کیا اُنھون نے بیعت کی۔
جب یہ لوگ مدینہ مین پلٹ کر آئے تو یزید کی بیدینی اور شراب خواری
اور ارتکاب دیگر مناہی اور ملاہی اور ترک نماز و رواج زنا اور لعب
کلاب وغیرہ امور ذمیمہ اُسکے یاد کرکے بیزار ہوے اور خلع بیعت فرمائی اور باقی اہل مدینہ
بھی قصد اطاعت اور بیعت سے بیزار ہوے منذر کہ ایک شخص اُس جماعت مین تھا
کہنے لگا واللہ یزید نے اگرچہ مجھکو لاکھ درم انعام دیے لیکن راستی کو ہاتھ سے نہ دونگا یزید
بلاشک شراب خوار و تارک نماز ہے پھر اہل مدینہ نے عبد اللہ بن حنظلہ سے بیعت کی اور
عثمان ابن محمد کو جو عامل مدینہ تھا نکال دیا کہ مدینہ اغیار سے پاک ہوگیا عبد اللہ بن حنظلہ کہتے
تھے کہ واللہ بیعت یزید سے ہم نہین نکلتے۔ مگر اِس خوف سے کہ پتھر آسمان سے برسین گے

یعنی بخوف عذاب آلہی - غرض اہل مدینہ نے بعد از ظہر فسق و فجور یزید ممبر پر چڑھ کر خلع بیعت
کی - عبد اللہ بن ابی عمر بن حفص مخزومی نے عمامہ اپنے سر سے اُتارا اور فرمایا کہ اگرچہ یزید نے
مجھکو انعام دیا اور میرا مشاہرہ زیادہ کر دیا ہے لیکن وہ دشمن خدا و ائم الخمر ہے مین اُسکو اپنی
بیعت سے نکالے دیتا ہون جس طرح عمامہ سر سے اُتارا ہے - دوسرا آدمی اُٹھا اُس نے
پاپوشین اُتارین اور کہا اس طرح اُسکو بیعت سے نکال ڈالا ہے جس طرح پاپوشین اُتاری ہین
یہان تک کہ مجلس عمائم اور نعال سے بھر گئی بعد اُسکے عبد اللہ ابن مطیع کہ قریش پر اور عبد اللہ
اور ابن حنظلہ کو انصار پر والی کیا اور جو کوئی مدینہ مین فرقہ بنی اُمیہ سے تھا اُسکو مروان
کے گھر مین گھیر لیا - تب مروان نے یزید کے پاس استغاثہ کیا - تو یزید مردود مسلم ابن
عقبہ کے پاس آیا - یہ مردود مسرف علت فالج مین تھا اور قریب ہلاکت یزید نے کہا اگر
تجھکو ضعف مرض نہ ہوتا تو مین تجھکو اہل مدینہ کے قلع و قمع پر روانہ کرتا کہ تجھ سے زیادہ کوئی
مخلص اور محب نظر نہین آتا - سو مسرف اُٹھ بیٹھا اور بولا قسم ہے خدا کی اے امیر المومنین
مین تیار ہون اور میرے سوا ے کسی سے سرانجام اس کام کا نہ ہوگا - مین نے ایک
خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت سینہٹہ کا اپنی شاخون سے انتقام عثمان ابن عفان مین
فریاد کر رہا ہے سو مین نزدیک گیا تو سنتا ہون کہ وہ درخت مجھ سے کہتا ہے کہ بر آمد ہی
کام کا مسلم بن عقبہ کے ہاتھ پر ہوگا اُس دن سے مین نے یہ فال قتال اہل مدینہ پر دیکھی ہے
یزید نے کہا پھر جلدی کر اور مدینہ مین پہونچکر بیعت اور اطاعت میری اہل مدینہ سے طلب کیجے
اگر نہ مانین تو بلا تامل بے صرفہ قتل کر کہ نام و نشان کسی کا نہ رہے اور تین دن تک مدینہ کو
لوٹ - کہ کسی کے گھر مین کوئی چیز باقی نہ رہے اور بعد اُسکے عبد اللہ بن زبیر سے متوجہ ہو
کہ وہ مکے مین ہے چنانچہ یزید نے بیس ہزار سوار اور پیادے مسرف کے ساتھ کر کے

جانب حجاز روانہ کیے اور ابن مرجانہ کو حکم دیا کہ تو عبداللہ بن زبیر پر جا۔ اُسنے توقف کیا اور کہا مین ہرگز بیت اللہ شریف مین فرزند پیغمبر سے نہ لڑون گا اور مسرف سے یہ بھی نصیحت کر دی تھی کہ اگر تجھ پر کوئی حادثہ پیش آئے تو حصین بن نمیر سکونی کو خلیفہ کر دینا اور علی ابن حسین یعنی زین العابدین کے کچھ متعرض نہو تاکہ وہ ان لوگون مین شریک نہین ہے رفتہ رفتہ یہ خبر مدینہ منورہ مین فاش ہوئی تو سب اہل مدینہ مدافعت اہل فساد پر مستعد ہوے اور جماعت بنی اُمیہ سے جو محصور تھے قرار و عہد ہو گیا کہ امداد و اعانت اہل فساد کی نہ کرین گے اور مدینہ سے باہر آپڑے۔ مروان ابن الحکم نے اپنے بیٹے عبدالملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ ناحیہ حرم مین آکر تین روز جدال و قتال موقوف رکھنا چاہیے۔ اُنھون نے ویسا ہی کیا۔ بعد تین دن کے اہل مدینہ سے کہنے لگا کہ اب تدبیر کیا ہے۔ اہل مدینہ بولے کہ سواے محاربہ اور مقاتلہ کے کوئی تدبیر نہین ہے تاکہ فتنہ و فساد حرم مدینہ سے رفع ہو جاوے تو مروان نے کہا یہ بہتر نہین ہے اطاعت کرنا اولی ہے اہل مدینہ نے نہ مانا آخر عبداللہ بن غسیل سوار ہو کر لڑے اور شہید ہوے۔ اور عبداللہ بن مطیع بھی مع اپنے ساتون بیٹون کے شہید ہوے مسلم نے سر اُن کا کاٹ کر یزید کے پاس بھیجا۔ آخر کار قہر و غلبہ یزیدیون کے نصیب ہوا اور تین دن تک موافق حکم یزید کے مدینہ منورہ خوب لوٹا گیا اور زناکاری کا بازار گرم ہوا اور چھوٹے بڑے قتل ہوے کہ ایک ہزار سات سو صحابی بقایاے مہاجر و انصار و علماے تابعین اخیار سے شہید ہوے اور سات سو آدمی حافظ قرآن اور ستانوے آدمی سردار قریش تیغ ظلم سے مارے گئے کہ سب عورت و لڑکے قریب دس ہزار آدمی کے از قسم عوام الناس تہ تیغ ہوے اور فسق و فساد و زنا مباح ہو گیا حتی کہ ہزار عورت بعد اس واقعہ کے اولاد حرام جنی اور گھوڑے مسجد شریف نبوی مین باندھے گئے

اور روضۂ مبارک مین جو ایک موضع میان قبر و ممبر شریف سے ہے اور جسکی شان مین حدیث صحیح وارد ہے کہ یہ مقام ایک روضہ ہے ریاض جنت سے گھوڑون نے لید اور پیشاب کیا اور آدمیون کو یزید کی بیعت پر عہد عبودیت کہ اگر چاہے بیچ ڈالے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے طاعت خدا پر حکم دے خواہ معصیت پر بہ جبر و اکراہ دعوت شروع کی یہانتک کہ یزید بن عبد اللہ ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ ہم بیعت بر حکم قرآن و سنت رسول کرین گے اُن کی گردن ماری گئی اور سعید ابن المسیب کہ اکبر تابعین مین سے تھے گرفتار آئے تو اُن سے بیعت یزید طلب کی گئی اُنھون نے کہا مین بیعت سیرت ابوبکر و عمر پر کرون گا مسرف نے کہا انکی بھی گردن مارو سو ایک شخص نے کہا سعید بن مسیب مجنون ہے تب ان کو چھوڑ دیا۔ غرض مدینہ منورہ آدمیون سے خالی ہو گیا اور فواکہ و ثمرات اُسکے نصیب وحوش و بہائم ہوے اور کتے وغیرہ حیوانات مسجد نبوی مین رہنے لگے۔

سعید بن مسیب سے ابن جوزی **روایت** متصل کرتے ہین کہ اُن دنون مسجد نبوی مین سوا ے میرے رات کو کوئی نہ ہوتا تھا اور اہل شام مسجد مین آتے تھے اور کہتے تھے یہ بوڑھا دیوانہ یہان کیا کرتا ہے اور نماز کے وقت حجرۂ شریف سے آواز اذان و اقامت آتی تھی اُس سے مین نماز بھی پڑھتا تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نماز مین نہ ہوتا تھا

روایت ہے کہ اس واقعہ مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے سب بال اہل شام نے اُکھاڑ ڈالے تھے چنانچہ ابو سعید خدری کو جب لوگون نے اس حال مین دیکھا تو پوچھا کیا تم اپنی داڑھی سے لعب کرتے ہو اور بالون کو کھا لیتے ہو حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ یہ آثار ظلم اہل شام سے ہے کہ واقعہ حرہ مین مجھ پر پہونچا تھا کہ اول کچھ لوگ میرے گھر مین آئے اور جو کچھ مال و متاع تھا لے گئے۔ پھر اور لوگ آئے

توکچھ بھی اسباب اور مال نہ تھا تب مجھکو پچھاڑ کر بال داڑھی کے اُکھاڑ ڈالے اور مال غنیمت سمجھ کر لے گئے۔

روایت ہے کہ مسرف ملعون اور مروان مردود کشتگان حرم کو بطور سیر و تفریح دیکھتے پھرتے تھے تو عبد اللہ بن الفضیل کہ شہید ہوگئے تھے اپنی انگشت شہادت جانب آسمان اُٹھائے ہوئے پڑے تھے۔ مروان نے کہا واللہ تو نے بعد موت کے انگلی آسمان کیجانب اُٹھائی ہے ہمنے تمہارے ہاتھ سے اکثر اُنگلیان آسمان کیطرف اُٹھائی ہین اور درگاہ الٰہی مین تضرع اور زاری کرتے رہے ہین اُسوقت ایک مرد شامی نے کہا اگر حال ان لوگون کا ایسا ہے تو تمہاری دعا قتل اہل بہشت مین تھی۔ تب مروان نے کہا کہ ان لوگون نے مخالفت دین کی کی تھی اور عہد مسلمان توڑ ڈالا تھا۔

نقل ہے کہ جب مروان بعد اس واقعہ کے یزید پلید کے پاس گیا تو یزید سے احوال کہا۔ یزید بہت شکر گزار ہوا اور مروان کو اپنے مقربین مین داخل کیا اور مسرف کشتگان حرم کو دیکھ کر کہتا تھا کہ با وجود قتل ان لوگون کے اگر مین دوزخ مین جاؤن تو مجھ سے زیادہ کوئی بد نصیب نہین ہے۔

ذکوان سے کہ مولیٰ مروان مین تھا روایت ہے کہ مسلم ابن عقبہ نے اپنی بیماری کی دوا استعمال کی اور بلا توقف کھانا مانگا تو طبیب نے کہا چندے صبر کیجیے کہ دوا کا اثر ہولے۔ مسرف نے کہا کہ اب مجھکو تمنائے حیات نہین ہے مین زندگی اسیواسطے چاہتا تھا کہ سوزش سینہ قاتلین عثمان سے آب شمشیر رفع کرون سو اب میری مراد حاصل ہوئی اب کوئی چیز محبوب تر موت سے نہین ہے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاکون کے قتل کرنے سے تمام گناہون سے مجھے پاک کر دیا ہے۔ سبحان اللہ

یہ تو کچھ یزید سے زیادہ نکلا۔ مصرع بر عکس نہند نام زنگی کافور۔

روایت ہے کہ اِس مردود کو اسوجہ سے مسرف کہتے تھے کہ اسنے ہتک حرمت مدینہ مین افراط کی اور داد اسراف دی حالانکہ اُسکی شان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ رَوَاهُ النسائی۔

یعنی جس نے ڈرایا مدینہ والون کو ظلم سے ڈراویگا اُسکو اللہ اور اُس پر پھٹکار ہے اللہ کی اور فرشتون کی اور تمام آدمیون کی روایت کیا اسکو نسائی نے۔ لیکن اسکو مسلمان البتہ مانتے ہین نہ شقی دشمن خدا و رسول۔

روایت ہے کہ جب مسرف نے بیعت یزید باختیار عبودیت و اطاعت در معصیت و طاعت بجبر و اکراہ لی تو اکثر لوگون نے باضطرار قبول کی اُنمین سے ایک مرد قریش نے کہا کہ ہم بیعت کرتے ہین لیکن طاعت مین نہ معصیت مین مسرف نے قبول نہ کیا اور اُسکو قتل کیا۔ تب اُسکی مان نے قسم کھائی کہ اگر مجھکو خدا قدرت دیگا تو مین مسرف کو زندہ یا مردہ جلادون گی۔ اتفاقاً جب مسرف نے قتل و نہب اہل مدینہ سے فراغت پائی اور روے بداندیشی مکہ معظمہ کیطرف پھیرا کہ عبد اللہ ابن زبیر کا کام بھی تمام کرے تو اُسی اثنا مین دو تین دن کے بعد اُسی مرض مین جسمین وہ پہلے سے مبتلا تھا مر گیا وہ عورت مع چند غلامون کے اُسکی قبر پر گئی تاکہ اُسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرے جون ہی قبر کھودی کیا دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی گردن پر لپیٹا ہے اور اُسکی ناک کی ہڈی پکڑے ہوے چوس رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر وہ سب کے سب ڈرے اور اُس عورت سے کہنے لگے کہ خدا نے تو خود اُسکے اعمال کا بدلہ اُسکو دیدیا ہے اس سے زیادہ

قرطبی روایت کرتے ہین کہ جب مسرف موافق ایماے یزید پلید جانب مکۂ معظمہ روانہ ہوا تو تیسرے دن بعد واقعہ حرہ سے پیٹ اُسکا زرداب ودیم سے پُر ہوگیا اور نہایت فضیحتی سے ہلاک ہوا اور غایت قساوت قلبی اور حماقت جبلی سے مرتے وقت کہتا تھا کہ خداوندا مجھے بعد از شہادت کلمۂ لا الہ الا اللہ کوئی عمل محبوب تر اور قابل قبول تیری درگاہ کے نہین ہوا مگر قتل اہل مدینہ اگر باوجود اس عمل کے بھی مجھکو دوزخ مین ڈالے تو مجھ سے بدبخت زیادہ کوئی نہ ہوگا اور اُس حالت مین بایماے یزید پلید حصین ابن نمیر سکونی کو طلب کرکے کہا کہ تجھکو امیر المومنین یزید نے میرے بعد امیر کیا ہے اب مین مرتا ہون تو جلد متوجہ مکہ ہو اور قلع وقمع ابن زبیر مین تاخیر مت کر اور قتال بیت اللہ مین تقصیر روا نہ رکھ اور جو عبد اللہ بن زبیر خانہ کعبہ سے پناہ پکڑے تو کچھ باک نہ کر غرض یہ سب مراتب بایماے یزید پلید مسرف ملعون نے حصین بن نمیر کے گوش گزار کر دیے چنانچہ یہ مردود جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور اُسنے جاکر چونسٹھ روز برابر مکہ معظمہ کو گھیرا اور ہتک حرمت بیت اللہ شریف مین سرگرم ہوا اور سنگ منجنیق سے صحن کعبہ بھر دیا اور ستون مسجد شریف کے گروا دیے اور لباس کعبہ جلوا دیا اور پردہ بیت اللہ شریف جو دروازے پر کھنچا رہتا تھا ہیمہ تنور کیا گیا یہان تک کہ کئی دن خانہ کعبہ بے لباس رہا اور اتفاقات قضا وقدر سے آج ہی کے دن یزید مردود راہی ملک عدم ہوا - یا اُسکے موت کی خبر اُس دن پہونچی ۔

اور مرض ذات الجنب مین مبتلا ہوکر کمال ذلت وخواری سے داخل دار البوار ہوا ۔

ولادت یزید علیہ ما یستحقہ ۲۵ سنہ یا ۲۶ سنہ ہجری مین ہوئی یہ شقی کثیر اللحم وکثیر الشعر تھا ۔ مان اُسکی میمون بنت بجدال کلبیہ تھی اور نقش خاتم اُسکا ربنا اللہ تھا ۔

روایت صحیح یہ ہے کہ یزید بعارضہ سل اور دق مرا حدیث شریف مین وارد ہے
کہ فرمایا حضرت نے کوئی بدسگالی نہ کرے اور ایذا نہ دے اہل مدینہ کو مگر یہ کہ فانی ہو جائیے
قریب تر جس طرح گھل جاتا ہے نمک پانی مین سو دیکھو بعد واقعہ حرہ کے اندک فرصت
مین یزید عارضہ سل و دق مین گداختہ اور فانی ہوا جس طرح نمک پانی مین گھل جاتا ہے -
بالجملہ اُسکے مرنے سے اہل شام اور بنی امیہ پر پریشانی پڑ گئی اور سب کے سب
رسوا اور ذلیل ہو کر بھاگے اور عبد اللہ بن زبیر محفوظ رہے -
بعض محققین نے تاریخ فوت یزید پندرھوین ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری مقام
حمص مین لکھی ہے اور عمر اُنتالیس ۳۹ برس یا سینتیس ۳۷ برس کی بیان کی ہے اور لکھا ہے
کہ بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے کل تین برس اور سات مہینے اس مردود نے فسوق
وجدال وکفر وکافری وفسق وفجور کو رونق دی اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی
جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ وقوع واقعہ حرہ روز چہار شنبہ ستائیسوین یا اٹھائیسوین ذی الحجہ
سال تریسٹھ ہجری مین ہوا اور مسلم بن عقبہ غرہ محرم سنہ ۶۴ ہجری مین داخل جہنم ہوا - اور
ہتک حرمت بیت اللہ شریف اور قذف بیت اللہ بہ سنگہاے منجنیق بروز شنبہ
تیسری ربیع الاول اور واقعہ حرہ سے تین مہینہ کے بعد تاریخ یکم ربیع الثانی کو یزید
جہنم رسید ہوا -

اخبار الدول مین ہے کہ بمرض ذات الجنب ماہ ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری
مین بمقام حوران مرا اور اُسکو دمشق مین لائے اور خالد ابن معاویہ نے نماز پڑھی او
بقولی معاویہ ابن یزید نے نماز پڑھی اور مقبرہ باب الصغیر مین مدفون ہے او قبر اُسکی
اسوقت مزبلۂ شہر ہے یعنی وہان تمام شہر کی نجاست و غلاظت پھینکی جاتی ہے -

بیان جواز و عدم جواز لعن بر یزید پلید علیہ ما یستحقہ

ابن جوزی نے جسکی کمال شدت اور عصبیت اور حفظ سنت و شریعت مشہور ہے
ایک رسالہ لکھا ہے الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم الیزید اُسمین لکھا ہے کہ مجھسے
ایک شخص نے یزید بن معاویہ کا حال پوچھا مین نے کہا کہ اُسکے اعمال قبیحہ اور احوال فضیحہ
سب ظاہر ہین تب اُسنے کہا کہ اُس پر لعن جائز ہے یا نہین مین نے کہا علماے متورعین
نے تو جائز رکھی ہے اُنھین سے احمد بن حنبل ہین اُنھون نے تو اُسکے حق مین وہ کچھ لکھا ہے
جو لعنت سے بھی بڑھ گیا ہے -

پھر روایت کی ہے ابن جوزی نے قاضی ابی یعلی فرا سے کہ اُنھون نے
اپنی کتاب معتمد مین جو علم اصول مین ہے اپنے اسناد سے طرف صالح ابن احمد بن حنبل
کے روایت کی ہے کہ اُنھون نے اپنے باپ سے کہا کہ لوگ ہمکو نسبت کرتے ہین
طرف تولی یزید کے اُنھون نے کہا اے بیٹے کوئی مسلمان بھلا یزید سے بھی دوستی
رکھ سکتا ہے تو کیون نہین لعنت کرتا اُسکو جسکو خدا نے اپنی کتاب مین لعن فرمائی
پس مین نے پوچھا کہان فرمائی ہے کہا اِس آیہ مین فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ
اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ یعنی پس کیا ہو تم نزدیک
اِس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے کہ فساد کرو زمین مین اور کاٹو قرابت مین اپنے یہ وہ
لوگ ہین جنھین لعنت کی ہے اللہ نے پس بہرا کر دیا اُنکو اور اندھا کر دیا اُنکی آنکھون کو
یعنی حکومت کے غرور مین ظلم کرنے لگے پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے - انتہی -

پس کون فساد اس واقعہ قتل سے بڑھ کر ہو سکتا ہے

اگر کوئی کہے کہ یہ آیت شان منافقین اور یہود مین نازل ہوئی ہے۔ تو اُسکا جواب یہ ہے کہ ابن جوزی نے اپنی کتاب الرد مین لکھا ہے کہ ناقل اس روایت کا مقاتل بن سلیمان ہے جس نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہے اور عامہ محدثین نے اسکے کذب پر اجماع کیا ہے مثل امام بخاری اور وکیع اور نسائی وغیرہ کے اور کہا ابن جوزی نے کہ بیان کیا حضرت امام احمد نے کہ یہ آیت شان مسلمین مین ہے پس مین کیونکر امام احمد کا قول نہ مانون۔ انتہیٰ کذا فی اظہار السعادت۔

شیخ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین لکھتے ہین کہ قصہ قتل امام حسین علیہ السلام بہت طویل ہے دل اُسکے بیان کا متحمل نہین۔ پس لعنت کرے اللہ اُسکے قاتل پر اور ابن زیاد پر ساتھ اُسکے اور یزید پر بھی۔

اور اکلیل فی احکام التنزیل مین تفسیر سورہ ہود مین تحت تفسیر آیت اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ کے افادہ فرماتے ہین کہ اس سے استدلال کیا جاتا ہے اوپر جواز لعن مسلم ظالم کے۔ انتہیٰ۔

ظاہر ہے کہ یزید سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔

مولوی سلامت اللہ صاحب نے تحریر الشہادتین مین تحریر فرمایا ہے۔ کہ درین شکے نیست کہ یزید پلید آمر و راضی و متبشر از قتل حسین علیہ السلام بود و ہمین ست مذہب مختار جمہور اہلسنت و جماعت چنانچہ در کتب معتمدہ مثل مفتاح النجا مرزا محمد بدخشی و مناقب السادات ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی و شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی و تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی و غیر آن از اسفار معتبرہ باشواہد و

دلائل مذکور و مسطور ست ولہذا لعن آن ملعون بحجج قاطعہ وبراہین ساطعہ ثابت کردہ اند
و مختار راقم الحروف واساتذہ صوری و معنوی باہمین ست کہ یزید آمر و راضی و مستبشر بقتل حسین
بودہ و مستحق لعنت ابدی و وبال و نکال سرمدی ست واگر تامل بکار رود قصر بر مجرد لعنت
در حق آن ملعون قصور ست کہ مقصود بران بناید بود چنانچہ اُستاد البریہ صاحب تحفۂ اثنا عشریۃ
علیہ الرحمۃ در رسالۃ العقیدہ در حاشیہ کہ بر کلمہ علیہ ما یستحقہ تعلیق فرمودہ اند افادہ می نمایند کہ
علیہ ما یستحقہ کنایہ ست از لعنت والکنایۃ ابلغ من التصریح از قواعد مشہورہ عربیت ست معہذا
در ابہام ما یستحقہ تفخیمی ست و تشنیعی ست کہ در تصریح بلفظ لعنت فوت میگردد چنانچہ در تفسیر
فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ مذکور میشود حق این ست کہ اکتفا بر محض لعنت در
حق یزید قصور ست زیرا کہ این قدر را جزا مطلق قتل مومن مقرر کردہ اند قال اللہ تعالے
وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۔ و یزید را درین عمل زیادتی ست
کہ غیر او را دست نداده وآن زیادت را چہ بر استحقاق او حوالہ نتوان کرد کہ علم بشر از معرفت
خصوصیت آن عاجز ست واللہ اعلم وعلمہ احکم ۔ انتہی کلامہ ۔

اسکا خلاصہ تفریح الاذکیا مین ہے کہ اگر صرف قتل امام حسین علیہ السلام اور آمر
اور راضی اور خوش ہونا یزید پلید کا ہتک حرمت اہلبیت نبوی پر موجب لعن و در
کفر یزید اور اُسکے اعوان و انصار کا ہے اور اس پر تخریب مدینہ منورہ اور قتل صحابہ
رسول اللہ اور لوٹا جانا گھر ام المومنین اُم سلمہ کا اور باندھا جانا گھوڑون کا مسجد نبوی مین
اور قیام کرنا کتون اور ریلیون کا منبر شریف پر کہ مورد جنود ملائکہ ہے اور ہتک حرمت
بیت اللہ شریف اور اباحت و حلت منہیات شرعیہ مثل قتل و زنا و لواطت و شرب خمر

اور تزویج برادر با خواہر وغیرہ جو یزید کے اور اُسکے اعوان وانصار کے ہاتھون سے صادر ہوئے اور با خبار متواترہ ثابت ہین گویا سلاسل وطوق زینت بخش کفر ہین پھر اب ہمہ جو کوئی یزید کے حق مین خیال اسلام رکھتا ہے خالی از حماقت وجہالت نہین ہے غرض راقم الحروف کو ملاحظہ کتب معتمدہ اور اسفار معتبرہ سے کسی طرح کا شبہہ نہین رہا ہے کہ یزید پلید آمر اور راضی اور مستبشر قتل امام حسین علیہ السلام سے تھا واہذا لعن اُس ملعون پر بدلائل واضحہ جائز اور درست ہے بلکہ مجرد لعن بھی قصور ہے اور اگر اب بھی کسیکو شبہہ ہو تو مفتاح النجا مرزا محمد بدخشی اور مناقب السادات قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی اور تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور سیف المسلول قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہ کتب معتبرہ بامعان نظر دیکھے اور شبہات واہیہ کو دفع کرے اور حق یہ ہے کہ اُس پلید کے حق مین فقط لعنت پر اکتفا کرنا زیبا نہین ہے اس سبب کہ اللہ تعالی نے لعنت تو اُس شخص پر فرمائی ہے جو ایک مسلمان کو قتل کرے اور اُس شقی نے تو ایسے امیر المومنین ابن امیر المومنین کو قتل کیا ہے سزا اسکی اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کسقدر ہے یہ ناپاک تو مستحق اُس بات کا ہے جو لعنت سے کروڑ درجے زیادہ ہو اور اسکا علم سوائے علام الغیوب کے بشر کو نہین ہو سکتا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

اور عبارت شرح عقائد نسفیہ کی یہ ہے وَالْحَقُّ اَنَّ رِضَاءَ یَزِیْدَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَاِسْتِبْشَارَہٗ بِذٰلِکَ وَاِھَانَۃَ اَھْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاہُ وَاِنْ کَانَ تَفَاصِیْلُہٗ اٰحَادًا فَنَحْنُ لَا نَتَوَقَّفُ فِیْ شَانِہٖ بَلْ فِیْ اِیْمَانِہٖ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اَنْصَارِہٖ وَاَعْوَانِہٖ ۔

یعنی حق یہ ہے کہ یزید کا راضی ہونا حسین کے مارے جانے پر اور خوشی اُسکی

اس امر کے ساتھ اور اہانت اہلبیت نبوی کی اُن چیزون مین سے ہے جو معنیً متواتر ہین اگرچہ تفصیلین اسکی احادین یعنی اگرچہ روایتون مین تخالف اور تفاوت ہے لیکن مضمون مین سب متفق ہین کہ یہ عمل اُسکی رضامندی سے ہوا تو اب ہم توقف نہین کرتے اُسکی شان ہین بلکہ اُسکے ایمان ہین لعنت خدا کی یزید پر اور اُسکے مددگارون پر۔

ملا سعدالدین تفتازانی شرح مقاصد مین لکھتے ہین وَاَمَّا مَا جَرٰی بَعْدَ الصَّحَابَۃِ مِنَ الظُّلْمِ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمِنَ الظُّھُوْرِ بِحَیْثُ لَا مَجَالَ لِلْاِخْفَاءِ وَمِنَ الشَّنَاعَۃِ بِحَیْثُ لَا اِشْتِبَاہَ عَلَی الْاٰرَاءِ وَیَکَادُ یَشْھَدُ لَہُ الْجَمَادُ وَالْعَجْمَاءُ وَیَبْکِیْ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ وَیَنْھَدُّ مِنْہُ الْجِبَالُ وَیَنْشَقُّ وَیَبْقٰی سُوْءُ عَمَلِہٖ عَلٰی کَرِّ الشُّھُوْرِ وَمَرِّ الدُّھُوْرِ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ بَاشَرَ اَوْ رَضِیَ اَوْ سَعٰی وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی۔

ولیکن جو کچھ ظلم بعد صحابہ کے اہلبیت نبوی پر گذرا پس ظاہر ہونا اُسکا اس طور پر ہے کہ اُسکے چھپانے کی مجال نہین اور بُرائی اِس واقعہ کی ایسی ہے کہ کسی راے پر اُسکا شبہہ نہین اور قریب ہے کہ اُسکی شہادت دین حیوانات دین اور روئین زمین و آسمان اور ڈھے جائین اُسکے ساتھ پہاڑ اور پھٹ جائین اور باقی رہیگی اِس عمل کی بُرائی مہینون اور زمانون کے گذرنے تک پس لعنت خدا کی اُس پر جس نے یہ کیا اور جو راضی ہوا اور جس نے کوشش کی اُسمین اور ہر آئینہ عذاب عقبیٰ کا شدید ہے۔

رویانی نے اپنی مسند مین ابوداؤد سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول وہ شخص جو میری سنت کو تغیر دیگا ایک شخص بنی امیہ سے ہوگا جسکو یزید کہین گے۔

اور بعضے براہ غلو و افراط اسکے حق مین اُسکی دوستی کیطرف جاتے ہین اور کہتے ہین
کہ باتفاق مسلمانون کے اطاعت اُسکی امام حسین علیہ السلام پر واجب ہوئی نعوذ باللہ
من ہذا القول والاعتقاد کہ وہ مردود باوجود حضرت امام حسین السلام کے امام اور امیر تو
اور خود مسلمانون کا اسپر اتفاق کب ہوا تھا ایک جماعت صحابہ سے جو اُسکے زمانہ مین
تھے اور اولاد صحابہ منکر اور خارج اُسکی اطاعت سے تھے البتہ ایک جماعت مدینہ
طیبہ سے بخیال اُسکے تشدد اور ظلم کے جبراً و کرہاً گئے اور اُس سے ملکر دفعاً للضرر والتہلکۃ
اُسکی بیعت کرلی بعد اُسکے جب حال قباحت مآل اُسکا دیکھا تو مدینے مین پلٹ آئے اور
یہان آکر خلع بیعت کی اور کہا کہ وہ عدو اللہ شارب الخمر تارک الصلوۃ زانی اور فاسق اور
مستحل محارم ہے۔

بعضے کہتے ہین کہ قتل امام حسین علیہ السلام گناہ کبیرہ ہے نہ کفر اور لعنت مخصوص
بہ کفار ہے۔ پس افسوس کہ ان باتون کے کہنے والے بالکل نادان ہین۔ اُن احادیث
نبویہ کو نہین جانتے جو ناطق ہین اس بات پر کہ اہانت فاطمہ زہرا اور بعض اُنکی اولاد
امجاد کا سبب بغض اور عداوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور وہ سبب کفر اور
موجب لعن اور خلود نار ہے۔

فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ یعنی بیشک جو لوگ
ستاتے ہین اللہ کو اور اُسکے رسول کو اُنکو پھٹکارا اللہ نے دنیا مین اور آخرت مین اور
رکھی ہے اُنکے واسطے ذلت کی مار۔

اور بعضے کہتے ہین کہ خاتمہ اُسکا معلوم نہین کہ کیا ہوا شاید مرتے وقت توبہ کرگیا ہو

سو یہ بھی کچھ نہین وہ مبغوض ترین عالم ہے اور جو کام اُس شقی دارین نے کیے کسی سے نہ کیے ہون گے اُسکو مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا وہ پورا دہریا تھا اُسکے قصائد شاہد ہین اُسکو خدا اور رسول ہی سے انکار تھا۔ بعد قتل امام علیہ السلام اور اہانت اہلبیت کے اُسنے مدینہ اور ساکنان مدینہ کی تخریب کے واسطے لشکر بھیجا اور بقیہ صحابہ اور تابعین کو مروا ڈالا اور مکہ معظمہ کی بے حرمتی کی اور عبداللہ بن زبیر کے قتل کی فکر کی اسی حال مین خود یزید دنیا سے اُٹھا اب اور کون احتمال ہوسکتا ہے کہ اُس مردود نے رجوع اور توبہ کی ہوگی کبھی نہین۔ اُسکے بیٹے معاویہ نے سرمنزشتی حال اپنے باپ کی بیان کی جو قاضی ثناءاللہ پانی پتی نے سیف المسلول مین اُسکا خطبہ نقل کیا ہے جسکا خلاصہ اور ترجمہ یہ ہے کہ معاویہ نے خلیفہ ہونے کے چند روز بعد ایک دن منبر پر چڑھکر اکابر اور اشراف کو جمع کرکے بعد حمد و نعت یہ بیان کیا کہ خلافت آئین مضبوط خدا اور حق خلفائے باصفا کا ہے میرے دادا معاویہ ابن ابی سفیان نے خلافت کی راہ سے علی مرتضی کے ساتھ جو احق اور الیق بخلافت تھے نزاع اور جدال کی۔ بعد اُسکے میرا باپ کہ کسی طرح لیاقت اور استحقاق نہین رکھتا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا اور پادشاہی جمانے کو حسین بن علی ایسے فرزند رسول کو مارا آخر خود جوان مرا اور وبال و نکال دارین ان چند دنون کی حکومت کی طمع پر اپنے ساتھ لے گیا بعد اُسکے بہت روئے اور کہا مین جانتا ہون کہ محاربہ امیرالمومنین حسین علیہ السلام سے نہایت بد تھا جو میرے باپ سے واقع ہوا۔ اب مقام اُسکا دوزخ ہے کہ اُسنے اولاد رسول کو قتل کیا اور شراب کو مباح اور مدینہ طیبہ کو خراب و برباد کیا اور بیت اللہ سے بے ادبیان کین سو مین ہرگز اس امارت اور خلافت مین لذت نہین پاتا۔ اولاد ابی سفیان سے جو کوئی راضی ہو اُسکو امیر کرو

مین قلادۂ بیعت اپنا مسلمانون کی گردنون سے نکالے لیتا ہون بعد ازان منبر سے اُتر آئے اور ایک گوشۂ عافیت مین دروازہ بند کرکے بیٹھے اور چالیس دن کے بعد اسی حال مین دنیا سے عازم ملک بقا ہوے۔ انتہی از تحریر الشہادتین۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ شخص خاص کی لعنت مین ڈر ہے۔ بہرحال سکوت اولی ہے کیونکہ خاتمہ کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے اسی وجہ سے چند علماء حق کہتے ہین کہ نہ کہنے ہی مین احتیاط ہے۔ اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول کے صفحہ ۷ھ مین مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ نے بجواب سائل تحریر فرمایا ہے کہ حدیث صحیح سے ہے کہ جب کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے اگر وہ شخص قابل لعن کا ہے تو لعن اُسپر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے پس جبتک کسی کا کفر پر مرنا محقق نہو جائے اُسپر لعنت نہین کرنا چاہیے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے لہذا یزید کے وہ افعال ناشایستہ ہرچند موجب لعن کے ہین مگر جسکو محقق اخبار سے اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی وخوش تھا اور اسکو مستحسن وجائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مرگیا تو وہ تو لعن کے جواز کے قائل ہین۔ اور مسئلہ یون ہی ہے اور جو علماء اسمین تردد رکھتے ہین کہ اول مین وہ مومن تھا اُس کے بعد ان افعال کا وہ مستحل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا یا نہ ہوا تحقیق نہین ہوا پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہین لہذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہین اور یہ مسئلہ بھی حق ہے۔ پس جواز لعن وعدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت مین ہے۔ کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے مین کوئی حرج نہین لعن نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب محض مباح ہے اور جو وہ محل نہین

تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہین فقط - پس میرے نزدیک یہی فیصلہ خوب ہے -

القصہ جب یزید پلید مرا تو معاویہ بن یزید المشہور بمعاویۃ الاصغر کہ ولیعہد و خلیفہ تھا باسترضاے عمائد شام بروز فوت یزید تخت سلطنت پر بیٹھا یہ معاویہ جوان صالح با عقل و دین تھا اور زہد و تقوی مین کمال رغبت رکھتا تھا اور دنیا و مافیہا سے نفرت چنانچہ نقش خاتم اسکا الدنیا غرور تھا اُسکی والدہ اُم خالد بنت ہشام ابن علبہ تھی سو اُسنے ممبر پر چڑھ کر وہ خطبہ پڑھا جو ابھی اوپر ذکر ہوا اور خلافت سے تارک ہو کر عازم ملک بقا ہوے - انکی عمر قاضی صاحب سیف المسلول مین فرماتے ہین کہ تیئیس برس کی ہوئی اور مدت خلافت تین مہینے بائیس روز اور عبد الرحمن اُنکے بھائی نے اُنکے جنازے کی نماز پڑھی اور دمشق مین باب الجابیہ کے باہر دفن ہوے -

بعد معاویہ ابن یزید کے اہل شام نے جابیہ مین مروان کی بیعت کی اور مروان ابن الحکم شام اور مصر پر حاکم ہو گیا -

اور ابن زبیر حجاز اور عراق پر - اور عبید اللہ ابن زیاد کوفے سے بھاگا اور شام مین آکر مروان سے ملا -

بیان حال عُبیدُ اللہ ابن زیاد بد نہاد کا

ابن زیاد کا باپ ولد الزنا تھا - ماں حارث ثقفی کی لونڈی جو اُسکے غلام کے نکاح مین تھی اُس سے ابوسفیان نے حالت مستی شراب مین زنا کی کہ اُس سے زیاد پیدا ہوا - اسکی خلقت جیسی ہوئی ویسا ہی اُسکی سیرت تھی اُسکا بیٹا عبید اللہ ابن زیاد زنا زاد اور ابن سعد اور شمر ذی الجوشن اور قیس ابن اشعث کندی اور خولی ابن یزید اور سنان

ابن انس نخعی اور عبداللہ ابن قیس اور یزید ابن مالک وغیرہ اشقیا مختار کے ہاتھ سے طرح طرح کی عقوبتون سے قتل ہوئے اور لاشون کو انکی اس طرح گھوڑون کے سمون سے روندا کہ ہڈیان چور چور ہو کر خاک برابر ہو گئین۔

عبدالملک ابن عمرو لیثی سے روایت ہے کہ عجب اتفاق ہے کہ مین نے دار الامارت کوفے مین اول امام حسین علیہ السلام کا سر دیکھا کہ ابن زیاد کے رو برو رکھا تھا۔ پھر ابن زیاد کا سر دیکھا کہ مختار کے سامنے رکھا تھا۔ پھر مختار کا سر دیکھا کہ مصعب کے آگے رکھا تھا پھر وہین مصعب کا سر عبدالملک کے روبرو رکھا تھا۔ عبدالملک نے یہ کلام سنکر کہا خدا مجھکو پانچوان سر نہ دکھلائے اور اُسی وقت عبدالملک نے اُس مکان کو گروا دیا۔

ترمذی کی صحیح روایت مین وارد ہے کہ جب ابن زیاد اور اُسکے یارون کے سر مختار کے پاس دار الامارۃ کوفہ مین رکھے گئے تو یکایک ایک سانپ بہت بڑا ظاہر ہوا کہ لوگ اُسے دیکھ کے ہٹ گئے۔ سانپ سب سرون مین سے عبیداللہ ابن زیاد کے سر کے پاس آکر اُسکے نتھنے مین گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اُسکے منھ سے نکلا۔ پھر اُسکے منھ مین گھسا اور نتھنے سے نکلا۔ اسی طرح سات بار سانپ نے آمد و رفت کی پھر غائب ہو گیا رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح۔

روایت ہے کہ ستر ہزار آدمی مختار کے ہاتھ سے فی النار ہوئے اور آثار معاوضہ خون ناحق حضرت امام علیہ السلام کے عالم مین مشہور ہوئے۔ پھر مدت تک قتال عالم بہ پا رہا۔ باقتضائے روایت عبداللہ ابن عباس اَوحیٰ اللہُ تعالیٰ اِلیٰ محمدٍ صلی اللہُ علیہِ وسلم اِنّی قتلتُ بیحییٰ بنِ ذکریا

سَبعِینَ اَلفاً وَاِنِّیْ قَاتِلٌ بِابْنِ بِنتِکَ سَبعِینَ اَلفاً وَسَبعِینَ اَلفاً

یعنی وحی بھیجی اللہ جل شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مین نے مارے یحیی ابن ذکریا کے عوض ستر ہزار اور مین مارونگا تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار سو اسکا ظہور مختار ابن عبید ثقفی اور سفاح عباسی کے ہاتھون سے ہوا - از تحریر الشہادتین -

ابو سعید شرف النبوۃ مین فرماتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے فاطمہ خداے تعالی تیرے غضب سے غضب فرماتا ہے اور تیری خوشنودی سے خوشنود ہوتا ہے - پس جو کوئی اولاد فاطمہ علیہا السلام کو ایذا یا تکلیف دیگا وہ بلاشک غضب الہی مین پڑ جائیگا اور جو کوئی دوست رکھیگا اور محبت کرے گا وہ امیدوار رضا و خوشنودی حق کا ہے کہ نتیجہ اُسکا جنت ہے - اور علماے اہل سنت وجماعت نے تصریح فرمائی ہے کہ سزاوار یہ ہے کہ اکرام ساکنان مدینہ طیبہ ہر مسلمان کرتا رہے - گو کہ اُن سے کوئی بدعت یا مثل اُسکے صادر ہوئی ہو اور یہ بات محض برعایت جوار حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر ذریت آنحضرت کہ جگر گوشہ آنجناب ہین بطریق اولی لائق اکرام و اعزاز ہین - اِس قول سے واضح ہوتا ہے کہ دوستان و محبان اہلبیت محبِ خدا و رسول ہین اور مستحق دخول جنت اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مُحِبًّا وَاَحْیِنِیْ مُحِبًّا وَاَمِتْنِیْ مُحِبًّا وَابْعَثْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمُحِبِّیْنَ فِیْ یَوْمِ الدِّیْنِ ٥

الغون خمش کہ ذکر حسین سست جانگداز	حرفی نہ گفتہ تو ازین قصہ دراز
دردا کہ کوفیان لعین تیغ ہا زدند	برگردنے کہ بود خمیدہ پئے نماز
تا اہلبیت دست بروز جزا زنند	خون حسین بست بہر دامنے طراز

شرم و حیاے اہل جفا بین کہ از حسین — خون ریختند و دعوی دین می کنند ناز
از ماتم حسین غم آلودہ بنگرو — در مہر دسے کہ جلوہ کند ذات بے نیاز
ظلمی کہ رفت بر سر اولاد مصطفے — هست انتقام آن بہ خداوند کارساز
نازم بہ شاہ دین کہ بہ میدانِ امتحان — در زیر تیغ تیز نهد گردنِ نیاز

دین نبی رواج پذیرفت از امام
صلوات بر محمد و بر آل او مدام

الٰہی بحق ذات پاک سلطان سریر لولاک سرور اصفیا خاتم الانبیا محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ وسلم اور بحرمت اہلبیت نبوت و ذریات حضرت رسالت خصوصاً حضرت امام حسنؓ امام حسین علیہما السلام میرے گناہوں اور جمیع امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہوں سے درگذر فرما اور خاتمہ بخیر کر آمین یارب العالمین ؎

خدایا بحق بنی فاطمہ رضہ — کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ
یارب آن ساعت کہ جان بہ لب رسد — چشم پژمردہ بتاب و تب رسد
شربتِ شہدِ شہادت نوشیم — خلعتِ راہِ سعادت پوشیم
چون ندارم در دو عالم جز تو کس — ہم تو می باشی مرا فریادرس

خداوندا تو اس کتاب کو مقبول قلوب بندگان کر دے اور نظر عیب بینوں کو ہنر میں فرما
سُبحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّةِ عَمَّا یَصِفُونَ وَسَلٰمٌ عَلَی المُرسَلِینَ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیرِ خَلقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ۔

تمام شد

بعون اللہ تعالیٰ بتاریخ ۵ ہر جمادی الاخر سنہ ۱۳۳۳ ہجری مطابق ۱۰ ر مئی سنہ ۱۹۱۵ء۔